فہم دین

جلد ششم

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5,6- مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ، شیخ ہندی سٹریٹ، لاہور
042-37115771, 0321-9407699,0315-9407699

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (سورۃ التوبہ: ۱۲۲)

اسلام کی آفاقی تعلیمات سے عوام کو روشناس کروانے کے لیے

جلد ششم
2010

فہمِ دین

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز
6-5 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0321-3407699

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : فہم دین (ششم)

افادات : ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

مرتب : مولانا محمد عبدالکریم جلالی (فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور)

باہتمام : شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی

پہلا ایڈیشن : یکم ستمبر 2010ء

تعداد : 1100

صفحات : 384

ہدیہ : 300

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ رضویہ لاہور / مسلم کتابوی لاہور
مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم گجرات
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ قادریہ لاہور
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاوالدین
مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرکلر روڈ گوجرانوالہ
اویسی بُک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407699

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**انتساب** (حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ)	14
2	**تقریظ**، برکاتِ قلمِ اشرف (محمد منشاء تابش قصوری)	15
3	**باب اوّل**	20
4	میرے رب سے مجھے محبت ہے	22
5	مومنین کی رب سے شدید محبت	25
6	حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے کا منظر	27
7	حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا دل توحید کے نور سے آباد	30
8	محبت کی دو قسمیں	34
9	بے مثال محبت	38
10	تین طبقوں کا انداز محبت	41
11	رب کی محبت کے تقاضے	47
12	اول تقاضا: جو رب کی پسند وہی بندے کی پسند	48
13	دوسرا تقاضا: محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت الٰہی کا ذریعہ	50
14	**باب دوم**	54
15	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نفاست	56
16	پسینہ مبارک	63

Marfat.com

17	لعاب دہن	68
18	بول و براز کے لحاظ سے جسمانی نفاست	72
19	خون نبوی ﷺ	75
20	**باب سوم**	81
21	شان رسالت ﷺ کی یکتائی	83
22	ہر شئی سے زیادہ محبوب	85
23	یہاں اضافہ ہی اضافہ کا عقیدہ ہونا چاہیے	88
24	وہ انداز جس کے جواب میں کمی کا احتمال ہو وہ جائز نہیں	96
25	رسول اکرم ﷺ کی غلامی کو سند نجات ماننا	100
26	ہر ادا میں عظمت جاننا	105
27	شان رسالت ﷺ کی یکتائی میں غصہ بھی انصاف	107
28	آپ کو پسند ہو تو سجدہ عبادت ہے	111
29	**باب چہارم**	116
30	زکوۃ کے اسرار و رموز	118
31	زکوۃ کے اسرار و رموز اور حکمتیں	119
32	زکوۃ اطاعت ایزدی	119
33	اللہ تعالیٰ کی محبت کی بالادستی	121
34	زکوۃ بخل کا علاج	127
35	زکوۃ شکر نعمت ہے	130

Marfat.com

36	غرباء کے ساتھ تعاون	131
37	دل کی تطہیر	136
38	مال میں برکت	137
39	راہ حق میں جان دینے کی تیاری	140
40	رب ذوالجلال سے تازہ راستہ	142
41	دل کا امتحان	143
42	**باب پنجم**	147
43	پردہ دختران اسلام کا وقار	149
44	حسن وقبح عندالشرع	150
45	پردہ شرعی حسن	150
46	دختران اسلام کیلئے قرآن کا پیغام	152
47	عبداللہ بن مسعود کے نزدیک الا ما ظہر کا مطلب	156
48	جاہلیت کی بے پردگی سے بچنے کا حکم	157
49	دختران اسلام کا گھر میں نماز پڑھنا افضل	158
50	صحابیات میں نیکی کا جذبہ	159
51	مردثواب میں خواتین سے آگے	160
52	خواتین اسلام کے لیے جہاد کا ثواب	160
53	انصار کی عورتوں کی خوبی	163
54	حکم قرآن پر فوراً عمل	163

Marfat.com

55	آیت قرآن پر صحابیات کا عمل	164
56	خوشبو لگا کر باہر نکلنا فتنہ کا سبب	166
57	غیر محرم کی طرف اٹھنے والی آنکھ زانیہ	167
58	بے پردگی لعنت کا سبب	169
59	پردہ قرب خداوندی کی علامت	169
60	غیر محرم عورتوں کے ساتھ تنہائی زہر قاتل	171
61	غیر محرم عورتوں مس کرنے کی شدید مذمت	171
62	آج کا کلچر جہنم کے شعلے	172
63	نابینا آدمی کو دیکھنے پہ سرزنش	173
64	خاتون جنت کے ہاں مرد وعورت کا نصاب	174
65	بے پردہ خاتون پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گرفت	174
66	بے پردگی نفاق کی علامت	176
67	آنکھوں کو جھکا کے رکھنا راستے کا حق	176
68	**باب ششم**	178
69	عزت اور اس کے حصول کا طریقہ	180
70	عزت کا معنیٰ	182
71	عزت کا اصلاحی معنیٰ	183
72	عزت بمعنیٰ عظمت	183
73	عزت بمعنیٰ سہارا اور آسرا بھی ہے	184

Marfat.com

74	عزت بمعنی حمیت	184
75	تقوی مؤمن کا وقار	185
76	حجۃ الوداع کے موقعہ پر تاریخی خطبہ	187
77	خشیت الٰہی عزت کا سبب	190
78	عزت کا حقیقی معیار	192
79	تمام عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے	196
80	یہود ونصاریٰ کو یاایھا المساکین سے خطاب	198
81	امت محمدیہ ﷺ کو یاایھا الذین آمنو سے خطاب	199
82	منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت	200
83	عزت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ اور مؤمن کیلئے	203
84	بہترین انسان کی علامت	204
85	پہلی علامت اچھے طریقے سے قرآن پاک پڑھنا	204
86	دوسری علامت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا	205
87	تیسری علامت نیکی کا حکم دینا	205
88	چوتھی علامت برائی سے روکنا	205
89	پانچویں علامت صلہ رحمی کرنا	206
90	دل کا تقویٰ عزت کی علامت	206
91	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کی چھت پر	207
92	دربار مصطفیٰ ﷺ سے عزت کا حصول	209

Marfat.com

93	قرض سے نجات کا مجرب وظیفہ	210
94	حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ اور سنت کی پابندی	211
95	**باب ھفتم**	214
96	قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے	216
97	ہر رات اجابت کی ایک ساعت	219
98	آسمان دنیا پر رب کا نزول اور رحمتوں کی بارش	220
99	دعا عطا اور بخشش کا اعلان	221
100	پندرہ شعبان اور قیمتی لمحے	222
101	پندرہ شعبان اور جہنم سے آزادی کا پروانہ	225
102	بارہ ربیع الاوّل شریف اور پرُنور لمحے	227
103	رمضان المبارک کی آخری رات اور امت کی بخشش	228
104	عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ اور قیمتی راتیں	229
105	پانچ وقت کی حاضری اللہ کا انعام	230
106	آمد رمضان پہ فضل منان	232
107	رمضان کے اوقات میں زرخیزی	233
108	ایک فرض ستر فرائض کے برابر	234
109	خطبہ جمعہ اور قبولیت کی گھڑی	234
110	رمضان میں فرشتوں کی ڈیوٹی	235
111	روزہ دار کے لیے دو خوشیاں	235

Marfat.com

112	پیر اور جمعرات اللہ کے دربار میں حاضری	237
113	جمعہ کے دن کثرت درود کا فائدہ	238
114	نماز و اذان کے بعد وقت میں زرخیزی	240
115	فرضِ ظہر سے قبل چار سنتوں میں حکمت	240
116	عرفہ کا دن ایک زرخیز دن	242
117	عید کا دن یوم تقسیم انعامات	245
118	**باب ہشتم**	
119	میوزک خرمنِ ایمان کے لیے چنگاری	250
120	حق پرستوں کی ذمہ داری	251
121	انسان پوری کائنات کا خلاصہ	252
122	انسان قدرت الٰہی کا شاہکار	253
123	انسان کو وحشی بنانے کی سازش	254
124	گفتگو کی فحاشی	255
125	لہو حدیث گانا بجانا	256
126	لہو حدیث سے مراد گوین عورتیں	257
127	نضر بن حارث کا گھناؤنا کردار	258
128	نضر بن حارث کی مسلمانوں کے خلاف سازش	258
129	نضر بن حارث کا وارث کون؟	259
130	چھ لاکھ ڈالر میوزک کا کاروبار	261

Marfat.com

131	میوزک سے ماحول کو پاک رکھنا دین کا تقاضا	261
132	احسن حدیث قرآن کا نزول اور اس کے اثرات	262
133	پردے کے پیچھے نرم گفتگو پہ پابندی	263
134	گانے والے کو شیطان کو تھپکی	266
135	گوین کے پاس بیٹھنے والے کا انجام	267
136	گانا گانے والا شیطان	268
137	پیٹ میں پیپ کا بھر جانا گانے بہتر	269
138	گانے سے دل میں نفاق	270
139	سرنگی کی آواز اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل	271
140	گانا سننا گمراہی ہے	273
141	امت میں خسف، مسخ اور قذف کا عذاب	274
142	معاشرے میں میوزک ہلاکت کا سبب	275
143	کانوں کو گانے سے بچا کر رکھنے والوں کا انعام	278
144	**باب نہم**	282
145	حق چار یار	284
146	خلفائے راشدین کی عظمت دل سے ماننا بقائے ایمان ہے	285
147	قرآن سے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم کا بیان	285
148	ترتیب اسماءِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم	286
149	مقام خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم	287

Marfat.com

150	ترتیب افضلیتِ خلفائے اربعہ پر اہل حق کا اجماع	289
151	اجماع کا مطلب	289
152	افضل البشر بعد از انبیاء علیہم السلام	289
153	دربارِ رسالت ﷺ اور ترتیب خلافت ومحبت	290
154	دربارِ رسالت ﷺ اور ترتیب خلافت وفضیلت	291
155	پہلا درجہ شانِ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	291
156	دوسرا درجہ شانِ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	293
157	تیسرا درجہ شانِ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	294
158	چوتھا درجہ شانِ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	295
159	تعمیر مسجد نبوی شریف اور خلافت	296
160	جنت کا سرٹیفکیٹ اور ترتیب خلافت	298
161	حق کی ادائیگی اور ترتیب خلافت	302
162	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں ترتیب خلافت	308
163	ترتیب خلافت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نظر میں	310
164	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان	311
165	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان	317
166	حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان	321
167	حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان	324
168	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان	328

Marfat.com

169	فقاہت حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی شان	328
170	ابوعلی مفلوج کا خواب اور ترتیب خلافت	330
171	ترتیب خلافت تابعین کی نظر میں	332
172	حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ اور ترتیب خلافت ومحبت	333
173	ترتیب خلافت اور حضرت طارق کا اعزاز	334
174	امام صحابہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	337
175	امام صحابہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	339
176	امام صحابہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	339
177	امام صحابہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	340
178	خلافت راشدہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں	342
179	سامانہ شہر کے سنی خطیب پر حضرت مجدد کی گرفت	343
180	خطبہ عید قربان میں خلفائے راشدین کا نام ترک کرنے والے کا حکم	345
181	خلفائے راشدین کا نام نہ لینے والا رافضی یا خارجی	346
182	**باب دھم**	350
183	جب سچائی خود بولے	352
184	حضرت مریم علیہا السلام کے پاکیزہ کردار کی گواہی	353
185	بنی اسرائیل کا عابد وزاہد	354
186	بدنام کرنے کی سازش	354
187	جلتے چراغ پر انگلی رکھ دی	356

Marfat.com

188	عابد کے ستھرے کردار کی گواہی	360
189	والدہ کی ناراضگی کا وبال	361
190	والدہ کی بددعا	362
191	جریج پہ برائی کا الزام	363
192	شیرخوار بچے کی گواہی	364
193	جریج کا بے داغ کردار	365
194	ایک عورت کی کہانی ان کی زبانی	366
195	ہار چوری کا الزام	368
196	قدرت الٰہی کی حمایت	369
197	عورت کی صداقت کا اظہار	370
198	ایک غریب شخص کا واقعہ	371
199	اللہ تعالیٰ گواہ و کفیل	372
200	وعدہ وفائی کا عظیم جذبہ	373
201	اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا نتیجہ	378
202	مقروض قرض خواہ کے دروازہ پر	379
203	قرض خواہ کی خوشی	380
204	اللہ پر یقین اور اس کا فضل	382
205	عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام	383
206	چہرہ مصطفیٰ ﷺ صداقت کی دلیل	384

Marfat.com

انتساب

امام العلماء، تاجورِ کشورِ تدریس

حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

چشتی گولڑوی

کے نام

جنھوں نے مدارس اہلسنت میں چاندنی کیلیے

چاند تیار کیئے۔

محمد اشرف آصف جلالی

۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

یکم ستمبر ۲۰۱۰ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد منشاء تابش قصوری

برکاتِ قلمِ اشرف

جہانِ علم میں قلم کو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے اور پھر یہ کیوں نہ ہو۔ جبکہ تخلیق اولیاتِ خالق میں قلم کو بھی 'اولیت' کے شرف سے نوازا گیا اور قرآن مجید میں رب العزت جل مجدہٗ الکریم نے ﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ﴾ کی قسم سے عزت افزائی فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو قلم سے محفوظ کرنے کی تاکید فرمائی بلکہ معاہدہ حدیبیہ اور امراء وشاہانِ وقت کے نام مکتوبات سے قلم کی اہمیت وعظمت اور برکات کو اجاگر فرمایا:

صحابہ کرام' آئمہ دین' محدثین ملت اور علمائے اعلام نے قلم کے ذریعے ہی شعار اسلام کی حفاظت فرمائی اور یہ سلسلہ بدستور جاری وساری رہے گا، مسلمانانِ عالم میں بڑے بڑے مفکر، محقق، ہر علم وفن کے ماہر ہوئے جنہوں نے قلم کے انوار وتجلیات کو یہاں تک پھیلایا کہ دشمنانِ اسلام کی لائبریریاں بھری پڑی ہیں۔ یورپ میں علامہ اقبال نے مسلمان مفکرین کے قلمی تحائف دیکھے تو پکار اٹھے

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
کہ جن کو دیکھ کر یورپ میں دل ہوتا ہے سی پارہ

مسلمانوں کی ریسرچ وتحقیق سے بے اعتنائی دیکھ کر علامہ اقبال جیسے عظیم مسلمان سکالر خون کے آنسو بہانے پر مجبور ہوگئے اور بیداری کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹوں میں ہو خوئے حریری

Marfat.com

نیز جذباتی وہ ہوتے ہیں تو یوں پکارتے ہیں

فولاد کب رہتا ہے شمشیر کے لائق
پیدا ہو اگر اس کی طبیعت میں حریری

ان اشعار سے جس عمل کی طرف حکیم الامت علیہ الرحمہ توجہ دلا رہے ہیں۔ فی زمانہ دیکھا جائے تو ان کی حسین ترین تعبیر بن کر ممدوح اکابر، محقق عصر مفکر ملت، حضرت علامہ، مولانا، الحاج الحافظ، القاری، مفتی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی دامت برکاتہم العالیہ، فاضل جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف، فاضل بغداد یونیورسٹی بانی ادارہ صراط مستقیم، سامنے آتے ہیں۔ جو بیک وقت دینِ حنیف کے تمام شعبہ جات کی اس شان سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

ایک طرف مسند تدریس کی زینت ہیں تو دوسری طرف تصنیف وتالیف زیر قلم ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ شب وروز تقاریر کا جہاں آباد کئے ہوئے ہیں نیز ادارہ صراط مستقیم کے استحکام واستقلال کے لئے تگ ودو میں پیہم مصروف ہیں۔ وقت پڑنے پر مناظرے کے لئے بھی پابرکاب ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی جامع خدمت کے لئے انہیں منتخب فرمالیا ہے۔ لہذا آپ کو وقت سے نہیں بلکہ وقت کو آپ سے مستفیض ہونے کی ضرورت ہے یوں بھی جب حضرت آصف بن برخیا کے لئے حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا امتی ہونے کے ناطے وقت نے ہتھیار ڈال دیئے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی علامہ اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی کے لئے وقت اپنے پر کیوں نہ پھیلائے گا۔ خیال رہے کہ ازیں قبل راقم نے ایک مقالہ بنام "آصف بن برخیا سے آصف جلالی

Marfat.com

تک" قلمبند کیا تھا۔

عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقت وسعت اختیار کر لیتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین ماہ کی مدت میں اشعۃ اللمعات ایسی عظیم وضخیم شرح لکھ ڈالی جو آج کے علماء وفضلاء تین ماہ میں محض پڑھیں تو ختم نہ کر پائیں۔

امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے برق رفتار قلم میں اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت فرمائی کہ تینتیس 33 ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ لکھ ڈالا، ساتھ ہی ساتھ سینکڑوں رسالے اور کتابیں تصانیف فرمائیں۔ جنہیں دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ وقت کی وسعت کہاں سے میسر ہوئی، وہی قادر کریم وقت کا خالق ہے وہ اپنے بندوں سے دین کا کام لینے کے لئے وقت کی رفتار کو صاحب قلم کے تصرف میں دے دیتا ہے۔ تاریخ میں ایسی متعدد مثالیں پائی جاتی ہیں کہ کم وقت میں سینکڑوں کتابیں مصنف کے ہاتھ کی کرامت سے ظہور پذیر ہوتی رہیں۔

آج کے ایسے ہی باکرامت قلم سے سینکڑوں رسائل اور جامع تصانیف جلوہ افروز ہو رہی ہیں۔ جنہیں وقت کے اکابر اصاغر عوام وخواص حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی کے نام نامی اسم گرامی سے جانتے پہچانتے ہی نہیں بلکہ دلوں میں ان کی محبت کی شمع جلائے ہوئے ہیں۔

حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے تازہ افکار پر مشتمل فہم دین حصہ ششم زیر نظر ہے ازیں قبل فہم دین کے پانچ حصے بار بار چھپ کر عالم اسلام میں قبولیت کی سند حاصل کر چلے ہیں۔ یہ چھٹا حصہ جن موضوعات کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے وہ یہ ہیں۔

☆ میرے رب سے مجھے محبت ہے ☆ رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست

☆ شان رسالت کی یکتائی ☆ زکوٰۃ کے اسرار و رموز

Marfat.com

☆ پردۂ دختران اسلام کا وقار ☆ عزت اور اس کے حصول کا طریقہ کار

☆ قیمتی اوقات اور ذخیر لمحے ☆ میوزک خرمنِ ایمان کے لئے چنگاری

☆ حق چار یار ☆ جب سچائی خود بولے

یہ عنوان آپ کے سامنے ہیں۔ ان کی تفصیلی فہرست آغاز کتاب میں ملاحظہ فرمایئے اور پھر اپنے ایمان وایقان کی دولت میں اضافہ کیجئے۔

آپ کی حسنات عظیمہ میں ''عقیدہ توحید سیمینار'' کا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کے سماع ہال میں دوبار انعقاد وہ عدیم المثال تاریخی کارنامہ ہے جو ہمیشہ یاد رہے گا۔ اس سیمینار میں سینکڑوں علماء کرام مشائخ عظام اور جدید اہل علم وقلم انتہائی عقیدت ومحبت سے شامل ہو کہ آپ کی علمی وفکری تبلیغ پر مہر تصدیق ثبت کی راقم الحروف بھی ہر دوبار سیمینار کی برکات سے بہرہ مند ہوا۔

یوں ہی رد روافض میں آپ کا ایک تاریخی خطاب اپنی مثال آپ ہے جو مسلسل ساڑھے چھ گھنٹے کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھا۔ ہاں یہ بات بھی قابل تحریر ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے خطابات مستطاب کی سی ڈیز اور کیسٹیں شہرت تامہ حاصل کر چکی ہیں۔

آخر میں استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد الیاس صاحب رضوی اشرفی مدظلہ العالی مہتمم نصرۃ العلوم کراچی کے کلمات طیبات پیش کرتا ہوں۔ جو بغداد شریف میں آپ کے کلاس فیلو بھی رہے۔ دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت وجماعت کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اشرفی رقمطراز ہیں:

Marfat.com

موصوف ممدوح اپنی حد میں جامع الصفات ہیں اس پر کسی خارجی شہادت کی نہ حاجت ہے نہ ضرورت کہ اس پر محنت شاقہ ومحبت تامہ خوردان کا وظیفہ شب وروز شاہد عدل کہ انتہائی قلیل وقت جسمانی وبدنی آرام کا باقی سارا وقت علمی وتحقیقی، فکری ونظری، تحقیقی وتدقیقی کام کا، اور وہ بھی اس شان اور آن بان سے کہ میدان تعلیم وتدریس کے شہسوار، فقہ اسلامی کے مدبر ومحقق، مفتی باکردار، بحر تالیف وتصانیف کے ماہر غوص، چمنستان خطابت ونصیحت، تبلیغ وتذکیر کے گل آفتاب، آسمانی مناظر کے بلند پرواز عقاب، بزم شعر وسخن میں صاحب انقلاب، علوم نقلیہ وعقلیہ کے عالم جلیل، فاضل نبیل، میری مراد جامع المعقول حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔

کیا کیا لکھا جائے، یقین کیجئے آپ پر بہت لکھا جائے گا۔ اس لئے کہ آپ نے اپنے آپ کو جہاں دیگر شعبہ جات دینیہ کی آبیاری کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ وہاں راہوار قلم کو بھی سرپٹ دوڑا رہے ہیں۔ اس لئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کا ضرور مظاہرہ ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم شخصیت کا سایہ اہلسنت وجماعت پر ہمیشہ سلامت رکھے اور زمانہ آپ کے علوم وفنون اور تبلیغ وتذکیر سے سدا استفادہ کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر اور محافظ ہو۔

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

طالب دعا: محمد منشا تابش قصوری (مریدکے)

مدرس: جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

۳۱ جولائی ۲۰۱۰ء شنبہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
1

میرے رب سے مجھے محبت ہے

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ
الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ
كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا٥

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور سرور کائنات، مفخر موجودات، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیشان میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی توفیق سے ایک بار پھر رمضان المبارک کی برکتیں اور فہم دین کی سعادتیں حاصل ہو رہی ہیں۔

آپ تمام حضرات کو رمضان المبارک کی آمد اور فہم دین کا افتتاح مبارک ہو آج یکم رمضان المبارک کو ایک عظیم پروگرام شروع کر رہے ہیں جس کا انتظار یقیناً آپ کو کئی دنوں سے ہوگا۔

آؤ میرے ساتھ مل کے دعائیہ کلمات کے ساتھ اپنے اس لمبے سفر کا آغاز کرتے ہیں۔

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِهِ نَسْتَعِينُ

صلّی اللہ علی حبیبہٖ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہٖ اجمعین

ربّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے بھٹی میرج ہال میں ہم اپنے چودھویں سالانہ فہم دین کورس کا آغاز کر چکے ہیں۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

میرے رب سے مجھے محبت ہے

میری دعا ہے کہ ربّ ذوالجلال ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔ یقیناً ہر شخص جو دل میں نورِ ایمان رکھتا ہے۔ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ خواہ وہ فقیر ہو یا

Marfat.com

امیر ہو، خواہ وہ حاکم ہو یا محکوم ہو سب کے دل سے یہی آواز آتی ہے۔ کہ
جو رب میرا خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، معبود و مطلوب ہے مجھے اُس رب سے
پیار ہے اور یہ پیار ہر لحہ، ہر گھڑی بندہ مومن کے دل میں موجود رہتا ہے۔
اور یہ محبت جو ربّ ذوالجلال سے بندے کو ہے اسکی وجہ سے بندے کے بہت سے
مسائل ہر وقت حل ہوتے ہیں۔
یہ محبت انسان پر آنے والے مسائل و مصائب اور دکھوں کو دور کرنے میں بہت بڑا
کردار ادا کرتی ہے۔
ساری دنیا بندے سے روٹھ جائے یہ محبت پھر بھی انسان کو تنہا نہیں ہونے دیتی ساری
کائنات بے وفائی پہ اتر آئے لیکن یہ محبت انسان کو کسی کے آگے جھکنے نہیں دیتی۔
یہ محبت اندھیروں میں روشنی ہے۔
یہ محبت دھوپ میں چھاؤں ہے۔
یہ محبت ہر قسم کی آلودگی میں مہک ہے۔
یہ محبت قحط سالی میں ابرِ کرم ہے۔
اللہ کا فضل ہے کہ اُس نے ہمیں ایمان دیا ہے اور ہمارے ایمان کو یہ شان دی ہے کہ ہر
وقت ہمارے سینوں میں ہمارے مولا سے ہمارے خالق سے ہمارے مالک سے جو
محبت ہے وہ محبت برقرار رہتی ہے۔
اور اُسی محبت کے سہارے ہماری زندگی کے دن گذرتے ہیں۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی محبت کو سراہا ہے۔
اور بتوں کے پجاریوں کے مقابلے میں اپنے بندوں کی محبت کی عظمت بیان کی ہے۔
یہ بھی خالق کائنات جل جلالہٗ کا ہم پہ بڑا احسان ہے۔ اُس سے محبت کرنے والے

Marfat.com

فرشتے اُس سے محبت کرنے والی ہوائیں، فضائیں اُس سے محبت کرنے والے کائنات میں پھیلے ہوئے مختلف گروہ۔

لیکن ربّ ذوالجلال نے ہماری محبت کو، جو مومن اللہ سے کرنے والے ہیں اسکو اتنا پسند کیا ہے کہ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اس محبت کو بطور ترجیح کے بیان کیا ہے۔

ربّ ذوالجلال کے منکر مشرکین جس وقت اپنے معبودوں سے محبت کا اظہار کر رہے تھے۔

تو اللہ تعالیٰ نے انھیں احساس دلایا کہ اے مشرکین تم اپنے بتوں سے وہ پیار نہیں کر سکتے جو پیار میرے بندے میرے ساتھ کرنے والے ہیں۔

یعنی اس سے بڑی ایک مومن کی معراج کیا ہو سکتی ہے۔

کہ اُس کا جو ربّ سے پیار ہے اور محبت ہے اُس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے اور ربّ ذوالجلال نے اس بندے کے دل میں محبت کے پانی کی جو گہرائی ہے۔ اُس کو خود بیان کر کے ارشاد فرمایا۔

کوئی بت کا پجاری اپنے بت سے ایسی محبت نہیں کر پائے گا۔ جتنی گہری محبت میرے بندے میرے ساتھ کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید برھان رشید کی سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۵ میں ربّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا

لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو اللہ کے مقابلے میں معبود بنا لیتے ہیں۔

يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ

اُن سے وہ محبت کرتے ہیں جسطرح کہ مومن اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

یعنی یہ اُن بت پرستوں کا دعویٰ ہے کہ اُن کی محبت بتوں کے ساتھ ایسی ہے جیسی مومن

Marfat.com

اللہ کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

مومنین کی رب سے شدید محبت

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۶۵)

اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے وہ اپنے خدا سے کہیں زیادہ محبت کرنے والے ہیں یعنی ایمان والے اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں کرتے۔

اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

بتوں کے پجاری بتوں سے وہ پیار نہیں کرتے جو محبت اللہ کے بندے اللہ کے ساتھ کرنے والے ہیں۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اَنْدَادًا کا لفظ ذکر فرمایا۔

اَنْدَادًا ند کی جمع ہے اس کا معنی معبود ہے۔

جو مشرکین مکہ کے بنائے ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنی محبت کا جتنا بھی دعویٰ کرلو وہ محبت کھوکھلی محبت ہے بالآخر ختم ہو جاتی ہے۔

یہ ایمان والے ہیں کہ جن کی محبت اپنے رب کے ساتھ یوں برقرار رہتی ہے۔ اگر بدن کے ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں پھر بھی یہ محبت پھیکی نہیں ہوتی بے لذت نہیں ہوتی بلکہ جوں جوں اللہ کے نام پہ ستم سہنے پڑتے ہیں۔ توں توں محبت مزید اجاگر ہوتی چلی جاتی ہے۔

اور محبت کے اندر ان حضرات کو اللہ تعالیٰ مزید ایک چاشنی عطا فرماتا ہے۔

خالق کائنات کے ساتھ جو محبت ہے۔

اس میں جو پختگی اور دوام ہے اور بتوں کے ساتھ جن کی محبت تھی وہ جس وقت مشکل

Marfat.com

میں پھنس جاتے تھے تو اُن کو یقین ہوتا تھا کہ اب بت ہمیں نہیں بچا سکتے۔ تو پھر وہ محبت زوال پذیر ہو جاتی۔ تو پھر وہ اللہ کی طرف دوڑنا شروع کر دیتے۔

لیکن یہ اللہ والے ہیں۔ کہ مصائب و مشکلات میں بھی انکی محبت برقرار رہتی ہے اللہ تعالیٰ سے فوراً مدد آئے پھر بھی محبت کرتے ہیں۔

اگر مدد تاخیر سے ہو اور امتحان مقصود ہو۔ بندے کو آزمانا مقصود ہو پھر بھی بندہ رب سے شکایت نہیں کرتا۔ یا رب کو چھوڑ کے کافر نہیں ہو جاتا کہ فلاں موقع پر میرے رب نے میری مدد نہیں کی تو میں رب کو چھوڑ رہا ہوں۔

نہیں۔ بلکہ یہ ہر اُس چیز کو برداشت کرتے ہیں جو ان کے رب کی طرف سے آئے۔ سر ماتھے پہ قبول کرتے ہیں اور پھر بھی رب ہی کے بن کے رہتے ہیں اور رب کے کہلواتے ہیں اور رب کے ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہ

میرے بندے میرے ساتھ زیادہ محبت کرنے والے ہیں۔

تنبیہ:۔ اللہ تعالیٰ کے مقربین کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی آپوزیشن نہیں ہے جس طرح کچھ لوگ پراپیگنڈا کر رہے ہیں بلکہ مقربین کی محبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تحفہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

(سورۃ مریم آیت نمبر ۹۶)

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب ان کیلئے رحمٰن محبت کر دے گا۔

Marfat.com

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے کا منظر

یہاں پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی عجیب داستان نقل کی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے کلمہ پڑھنے کا پس منظر بیان کرتے ہیں۔

وہ عرب کے ماحول کا بدنصیب انسان جس کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے میں جو پیش پیش تھا۔ نامراد رہا دل پہ مہر لگی اور وہ رجسٹرڈ جہنمی تھا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کا کرم جب بے انتہا تھا۔

اور آپ سے کہا جاتا اے محبوب اگر چاہو تو ان کو راکھ کریں ان پہ پہاڑ گرادیں تو فرمایا کہ میں ان کیلئے رحمت بن کر آیا ہوں۔

یہ رسول اکرم ﷺ کے صبر کا نتیجہ تھا کہ ابوجہل اگر نہیں مانتا تو کوئی بات نہیں اُس کے گھر پیدا ہونے والا سرکار کا جھنڈا اُٹھالے گا۔

اب عکرمہ کو کیسے ایمان نصیب ہوا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کشتی میں بہت سے مشرکین بیٹھے تھے جن میں عکرمہ بھی تھا۔

اچانک موجیں بڑی تیز ہوگئیں طوفان برپا ہوگیا۔ اور بچنے کی کوئی امید باقی نہ رہی۔

فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ

جب بحری طوفان اُٹھا

فَقَالَ اَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ اَخْلِصُوْا

تو سارے کشتی والے کہنے لگے اب تم مخلص ہو جاؤ۔

اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ہم آگے پیچھے بھاگ چکے تھے بتوں کی طرف

Marfat.com

جا چکے تھے۔ اب صرف اللہ کو ماننے والے بن جاؤ۔

اس وقت تم بتوں کو پکارنا چھوڑ دو۔ اللہ کو پکارو۔

جس وقت انھوں نے کہا۔

اَخْلِصُوْا

تم مخلص ہو جاؤ۔

اور ساتھ کہنے لگے۔

فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِیْ عَنْكُمْ شَیْئًا

تمہارے بت اب تمہیں نہیں بچا سکتے۔

اب اللہ کو تم پکارو کہ وہ تمہیں اس طوفان سے بچائے۔

اور یہ ہیں وہ لوگ جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ سے سخت محبت کرتے ہیں۔

وہ بیمار ہو جائیں یا کوئی مصیبت آجائے اور تکلیف آجائے طوفان آجائیں تو وہ اس خدا کو چھوڑ کے کہیں اور چلے جائیں۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔

اتنی تکلیفوں اور مصائب کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی جو طاقتیں ہیں اور اسکی طاقتوں کے جو مظہر ہیں۔

اللہ کے بندے اُن کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

اب وہاں پر ایسا ہوا کہ

Marfat.com

جب کشتی ڈگمگانے لگی طوفان اُٹھنے لگا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اب تم سارے بتوں کو چھوڑ دو۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے اس کشتی کو صرف اللہ بچا سکتا ہے۔

بتوں کی محبت ختم ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔

تو یہ اُن کا پہلا کام نہیں تھا۔

بلکہ قرآن میں آیا ہے۔

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

(سورۃ العنکبوت آیت: ۶۵)

پھر جس وقت کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں ایک اُسی پر عقیدہ لا کر۔ اُس وقت کہتے تھے کہ اللہ معبود ہے اللہ برحق ہے۔

اور جس وقت مشکل سے نکل جاتے تو پھر سمجھتے تھے کہ اب ہم بچ گئے ہیں لہٰذا پھر دوبارہ شرک شروع کر دیتے تھے۔

تو مطلب نکلنے پر چھوڑ جاتے پھر آ جاتے تھے یہ اُن کی صورتحال تھی۔

اب انہوں نے اپنے دستور کے مطابق ویسا ہی کیا۔ حضرت عکرمہ کو بڑا غصہ آیا۔ وہ بھی کٹر مشرک تھے۔ بت پرست تھے۔

انہوں نے جس وقت اپنے لیڈروں کا یہ خطبہ سنا کہ اب تم بتوں کو چھوڑ دو اور صرف تم اللہ کو پکارو۔

بتوں کی طرف تم متوجہ نہ ہو اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

اللہ کے دین میں اخلاص پیدا کرو۔

تو آپ کہنے لگے۔

Marfat.com

وَاللّٰهِ لَئِنْ لَّمْ يُنَجِّنِيْ مِنَ الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ لَا يُنَجِّيْنِيْ فِي الْبَرِّ غَيْرُهٗ

مجھے خدا کی قسم ہے اگر اس وقت سمندر سے اللہ تعالیٰ بچا سکتا ہے تو پھر خشکی میں جانے کے بعد بھی اللہ ہی بچا سکے گا۔

یہ تم نے کیسا دستور بنا رکھا ہے۔ سمندر میں داخل ہوتے ہو تو تم کہتے ہو اخلاص کرو شرک نہ کرو اور جس وقت باہر چلے جاتے ہو تو تم اپنے بتوں کی باتیں بتاتے ہو کہ اللہ کے سوا اور بھی معبود ہیں۔

اللہ کیساتھ شریک ٹھہراتے ہو تو میں اس پر قائم نہیں رہوں گا۔

یہ تمہارا دہرا معیار ہے۔ سمندر میں تمہارا مذہب اور ہے خشکی میں تمہارا مذہب اور ہے میں اُس مذہب پر جانا چاہتا ہوں جو مذہب سمندر اور خشکی کی وجہ سے تبدیل نہیں ہوتا۔ وہ انسان جہاں بھی چلا جائے اُس کا مذہب ایک ہی ہوتا ہے۔ اُس کا نظریہ ایک ہی ہوتا ہے۔ اور اُس کی سوچ ایک ہی ہوتی ہے۔

حضرت عکرمہ کا دل توحید کے نور سے آباد

لہٰذا اس کے بعد حضرت عکرمہ کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا

اے اللہ تیرے ساتھ میں ایک معاہدہ کرتا ہوں۔

اِنْ اَنْتَ عَافَيْتَنِيْ

اگر آج تو نے مجھے بچایا۔

مِمَّا اَنَا فِيْهِ

جس بھنور میں پھنس چکا ہوں۔

اگر تو نے مجھے اس سے بچا لیا تو۔

Marfat.com

اَنْ اٰتِیَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

حضرت محمد ﷺ کے پاس چلا جاؤں گا۔

یہاں سے نکلوں گا تو یہاں سے نکلتے ہی پہلا کام یہ کروں گا۔

اَنْ اٰتِیَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا تو کیا کروں گا۔

حَتّٰی اَضَعَ یَدِیْ فِیْ یَدِہٖ

میں جا کر اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پہ رکھ دوں گا۔

اگر آج تو نے مجھے بچایا تو یہ دوسرے جو مشرک ہیں جو اس کشتی میں بیٹھے ہوئے ہیں اب میں ان سے مختلف ہو چکا ہوں۔

یہ ابھی اس سے گذریں گے تو شرک شروع کر دیں گے۔

میں اگر بچ گیا تو میں تیرے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں۔ کہ میں نکلتے ہی اپنا ہاتھ تیرے محبوب علیہ السلام کے ہاتھ پہ رکھوں گا۔

اور اتنی امید عکرمہ کو تھی کہ رسول اکرم ﷺ کا عفو وکرم بہت زیادہ ہے وہ کہنے لگے۔

فَلَاَ جِدَنَّہٗ عَفُوًّا کَرِیْمًا

تو مجھے امید ہے جب میں نے اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پہ رکھا تو وہ مجھے دھکا نہیں دیں گے۔ میں ضرور اُن کو عفو اور کریم پاؤں گا۔

بخشنے والا اور بڑا کریم انسان اُن کو سمجھوں گا۔

یعنی جس کے باپ نے ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کو ستایا ہے۔

جب تک وہ زندہ رہا شرارتیں کرتا رہا۔

Marfat.com

اور انتہا تک پہنچا۔ آخری ہتھکنڈے استعمال کیے۔

اُس کے بیٹے کے دل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلق نے اتنا فتح کیا ہوا ہے کہ وہ سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے رابطہ صحیح کرنا ہے اور شرک کو میں نے چھوڑنا ہے۔ تو جو اللہ کا دنیا پر مرکز ہے وہ نبی علیہ السلام کا دربار ہے۔

لہٰذا جانا میں نے وہاں ہے وہاں جا کر میں نے اپنا نام درج کرانا ہے۔ اُن کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے۔ تو پھر میری حاضری رب کے دربار میں لگے گی میں اُن کی خدمت میں جاؤں گا۔

اور پھر اپنی طرف سے یقین اتنا ہے تاکید کا صیغہ بولا یہ نہیں کہا مجھے امید ہے وہ مجھے بخش دیں گے۔ غلطیاں معاف کر دیں گے۔

نہیں بلکہ حضرت عکرمہ کہنے لگے۔

فَلَا جِدَنَّهٗ عَفُوًّا كَرِيْمًا

(سنن النسائی کتاب المحاربۃ باب الحکم فی المرتد جلد نمبر ۲، صفحہ نمبر ۱۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مجھے یقین ہے جب میں اُن کے پاس جاؤں گا اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دوں گا تو وہ مجھے قبول فرمالیں گے۔

لہٰذا میں اُن کو غفور اور کریم پاؤں گا۔

وہ مجھے بخش بھی دیں گے اور معاف بھی فرمادیں گے۔

جس وقت حضرت عکرمہ اللہ تعالیٰ سے یہ وعدہ کر بیٹھے۔ کشتی بچ گئی اور طوفان کو چیر کر ساحل مراد پہ جا پہنچی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نکلے تو حضرت سعد بن ابی وقاص گواہی دیتے ہیں کہ سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچے اور وہاں جا کر آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔

Marfat.com

جن کو اللہ نے اپنا خلیفہ اعظم قرار دیا اُن کے ہاتھ میں حضرت عکرمہ کا ہاتھ پہنچا تو اُن کا دل اللہ کی توحید کے نور سے بھر گیا۔

سر اللہ کے دربار میں جھک گیا اور جو اس نے سمجھا تھا۔ کہ نبی علیہ السلام مجھے قبول کر لیں گے۔ ویسے ہی ہوا۔

سید عالم ﷺ نے حضرت عکرمہ کو کلمہ پڑھایا اور حضرت عکرمہ کو نور ایمان کا تاج عطا فرما دیا۔

بندے کی جو اللہ سے محبت ہے اتنی بڑی محبت ہے جو کسی سے کوئی کر نہیں سکتا بتوں کے پجاری معبودان باطلہ کے حواری دعوے کرتے رہتے ہیں۔ مگر جس وقت مشکل آتی ہے تو محبت چھوڑ دیتے ہیں اور پھر وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہماری اس مشکل کو حل کر سکتا ہے۔

لیکن یہ ایمان والے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد میں تاخیر ہو جائے تو پھر بھی ان کے دل کھٹے نہیں ہوتے۔ پھر بھی محبت میں کمی نہیں ہوتی۔

پھر اس بات کو دیکھا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انداز ہے کہ ہو سکتا ہے وہ کسی برے کی دعا جلد قبول فرمالے کہ یہ مجھے پسند نہیں ہے کہ یہ مجھے یا اللہ کہہ کے پکارے اور مجھے یا ربی کہے۔

اے میرے فرشتو اسکو فوراً دے دو تا کہ اسکے ہاتھ نیچے چلے جائیں۔ یہ میرے ساتھ بات ہی نہ کریں۔

دوسری طرف ایک بڑا برگزیدہ شخص ہے جو مانگ رہا ہے اور مسلسل مانگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو اسے مزید مانگنے دو یہ مجھے یا ربی کہتا ہے تو مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے۔ اس واسطے یہ حکمتیں ہو سکتی ہیں۔

کبھی تو برگزیدہ کی دعا کو فوراً قبول کرتا ہے۔ وہ اُس کی عزت واکرام کے پیش نظر وہ ادنیٰ جو مانگ رہا تھا اُس کو اسواسطے جلد دے دیا کہ وہ پسند نہیں تھا۔ کہ وہ بار بار مجھ سے مانگے۔

Marfat.com

لیکن جس وقت اپنے مانگیں تو فوراً دینے میں اُنکی حیثیت کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے۔

اور اگر نہیں دیتا تو پھر اُنکی حیثیت کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ یہ جتنی دیر تک اس مقصد کیلئے متوجہ رہے گا۔ مجھے اس سے بڑا پیار ہے اور اس پیار کی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ یہ بولتا رہے اور میں سنتا رہوں۔ اللہ کی قدرت کے فیصلے بڑے عجیب ہیں بخشنے پہ آتا ہے تو اپنی مخلوق کے ایک حقیر فرد پر احسان کرنے والے کو بھی بخش دیتا ہے جس نے اسے رب کی مخلوق سمجھ کے مہربانی کی۔

اس انداز میں جو اللہ تعالٰی دینے والا ہے اُسکے ہر کام میں ایسی لاکھوں حکمتیں موجود ہیں۔

میرے رب سے مجھے محبت ہے۔

اس بات کو سمجھنے کیلئے اس کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ

محبت کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ محبت عامہ 2۔ محبت خاصہ

1۔ محبت عامہ:۔ اَلَّتِی لَا یَخْلُوْ مِنْهَا كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّهِیَ وَاجِبَةٌ

وہ ہے جو ہر مومن میں ہے اور یہ واجب ہے اس کے بغیر مومن مومن ہی نہیں ہو سکتا۔

2۔ محبت خاصہ:۔ اَلَّتِیْ یَنْفَرِدُ بِهَا الْعُلَمَاءُ الرَّبَّانِیُّوْنَ وَالْاَوْلِیَاءُ وَالْاَصْفِیَاءُ وَهِیَ اَعْلَی الْمَقَامَاتِ

وہ ہے جو محبت عام لوگوں میں نہیں ہوتی بلکہ یہ اولیاء صوفیا اور کامل علماء کے اندر موجود ہوتی ہے۔

Marfat.com

اور یہ انسانی مقامات میں سے نبوت کے بعد سب سے بڑا مرتبہ ہے۔

نبوت کا مرتبہ تو اس سے اونچا ہے اسکے بعد انسانی مقامات جتنے بھی ہیں۔اُن میں سب سے بلند مرتبہ محبت خاصہ والا مرتبہ ہے۔

اس سلسلے میں بڑی ہی لذیذ گفتگو ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ

فَاِنَّ سَائِرَ مَقَامَاتِ الصَّالِحِیْنَ کَالْخَوْفِ

صالحین کے تمام مقامات ہیں اُن میں جسطرح کہ خوف خدا ہے۔کسی کے دل میں تھوڑا سہی اور کسی کے دل میں زیادہ سہی یہ بھی تو ایک خوف ہے کہ اس نے بتوں کو سجدہ نہیں کیا اُس نے رب کو ایک مانا۔

ہر مومن کے دل میں خوف ہے۔

والرّجاءِ

اور ہر مومن کے دل میں رجاء بھی ہے۔

اُسے امید بھی ہے کہ اُسے اُس کا رب بخش دے گا۔

والتوکّل

ہر مومن کے پاس کچھ توکل بھی ہے۔

یہ ٹھیک ہے کسی کے پاس تھوڑا ہے اور کسی کے پاس زیادہ ہے۔

لیکن مومن متوکل ضرور ہوتا ہے۔

یہ توکل ہی ہے کہ اُس نے دنیا کی زندگی گذارنی ہے اور توکل کیا ہوا ہے۔ کہ یقیناً میرا رب مجھے عطا کرے گا۔

Marfat.com

ایسا معاملہ نہیں مومن جیسا بھی ہو اتنا بھی گیا گذرا نہیں ہوتا بلکہ اُس میں کچھ نہ کچھ توکل ضرور ہوتا ہے۔

یہ مومن کی شان ہے اس واسطے اُس میں توکل بھی ہے۔

وَغَيْرِ ذَالِكَ

(کتاب التسہیل لعلوم التنزیل زیر آیت والذین آمنوا اشد حبا للہ جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۶۷، دارالفکر بیروت)

اور اس کے علاوہ بھی بہت سی چیزیں مومن میں موجود ہیں۔

جیسے رضا ہے اور صبر ہے، زھد ہے۔

یہ ساری صفات مومن کے اندر پائی جاتی ہیں۔

لیکن بالآخر اس میں فائدہ انسان کا اپنا ہے۔

یہ ڈرتا ہے اس لئے کہ میں کل جہنم سے بچ جاؤں۔ جہنم میں میں نہ گروں یہ اپنے نفس کی حفاظت کیلئے کرتا ہے بالآخر جا کے اس کو فائدہ پہنچے گا۔

اسے امید ہے کہ مجھ سے میرا رب نقصان دور کرے گا مجھے فائدہ دے گا۔

یہ بالآخر اس کی ذات کی طرف لوٹ رہی ہے۔

یہ ساری چیزیں اس کی ذات کی طرف پلٹ کے آتی ہیں۔

مگر محبت ایسی چیز ہے جو اپنے لئے نہیں اپنے رب کیلئے کر رہا ہے۔

لیکن جو عام محبت ہے اُس کو یا تو جنت کی شکل میں سامنے رکھا جاتا ہے۔

یا جہنم سے بچنے کی شکل میں سامنے رکھا جاتا ہے۔ یہ عام مومن کے دل میں جو محبت ہے اس لئے کہ میں جنت لے سکوں۔ اس لئے کہ میں جہنم سے بچ سکوں مگر خاص لوگوں کے دل میں جو رب کی محبت ہے وہ جنت کے حصول کیلئے نہیں اور جہنم سے بچنے

Marfat.com

کیلئے بلکہ اُن کے دلوں میں جو محبت ہے وہ صرف اور صرف رب کیلئے ہے۔

فَاِنَّهَا مِنْ اَجَلِ الْمَحْبُوْبِ فَلَيْسَتْ مِنَ الْمُعَاوَضَهِ

(کتاب التسہیل لعلوم التنزیل، جلد نمبر ا، صفحہ نمبر ۶۷)

یہ محبت خاصہ صرف محبوب کیلئے ہے جو کسی معاوضہ کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ بغیر معاوضہ کے محبوب سے کی جاتی ہے۔

پہلی محبت بھی معیوب نہیں۔ کیونکہ جنت مانگنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جہنم سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے۔

اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مگر گریڈ کے لحاظ سے ایک ہے کہ جب بھی اللہ کو یاد کرے تو جہنم سے ڈرتا ہوا یاد کرے اور جب بھی رب کو پکارے تو جنت کی طلب میں پکارے۔

اور ایک وہ جو جنت دوزخ کی طرف نہ دیکھے جب بھی دیکھے تو رب کے جمال کی طرف دیکھے اور اُس کو پکارے۔

رب کی شان کو دیکھ کر رب کو پکارے

رب کے کرم کو دیکھ کر رب کو پکارے

رب کی صفتوں کو دیکھ کر رب کو پکارے

رب کے ساتھ جو دلی میلان ہے اللہ کے ساتھ جو دلی محبت ہے۔ وہ محبت مجبور کرے جنت دوزخ کا خیال نہ آنے دے اور ہر وقت اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر اپنے رب کو محبوب بنائے رکھے یہ وہ خاص محبت ہے جو اللہ بندوں کو عطا فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

بے مثال محبت:

اس لئے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ایک اثر بیان کرتے ہیں۔

قیامت کا دن ایسا ہوگا۔

اِنَّ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یَامُرُیَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ اَحْرَقَ نَفْسَہٗ فِی الدُّنْیَا عَلٰی رُؤْیَۃِ الْاَصْنَامِ اَنْ یَّدْخُلُوْا جَھَنَّمَ مَعَ اَصْنَامِھِمْ (تفسیر مظہری جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۶۲)

قیامت کا دن ہوگا۔

بت اور اُنکے پجاری ایک لائن میں کھڑے کیے جائیں گے بتوں اور بتوں کے پجاریوں کو جس وقت کھڑا کیا جائے گا۔تو وہ جو بت پرستی میں مر گئے تھے اور بتوں کے درشن کرکے اپنی زندگی گذاری۔

محشر کا دن ہوگا اللہ بتوں کے پجاریوں سے فرمائے گا کہ تم اپنے بتوں سمیت جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

تمہیں اپنے بتوں سے بڑا پیار تھا تم ان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔

تا کہ درمیان میں جدائی نہ پڑے فراق نہ ہو تم جہنم میں ان کے سمیت داخل ہو جاؤ۔

جس وقت اللہ کی طرف سے یہ اعلان ہوگا۔

فَلَا یَدْخُلُوْنَ

تو وہ بت پرست بتوں کے ساتھ نہیں جائیں گے۔

بت جہنم میں چلے جائیں گے اور بت پرست پیچھے کھڑے ہو جائیں گے۔

اب پتہ چلا کہ ان کو بتوں سے محبت نہیں ہے۔اگر محبت سچی ہوتی تو محبوب جہاں ہوتا محب کو جانا چاہیے تھا۔

بت جہنم میں ہیں لیکن بتوں کے پجاری اللہ کے حکم سے جہنم میں داخل نہیں ہو رہے اگرچہ

Marfat.com

اُن کو جہنم میں پھینک کے بھی داخل کیا جائے گا۔ مگر کچھ وقت کیلئے اُن کا امتحان مقصود ہے۔
اللہ جانتا ہے مگر اُس نے دنیا والوں کو دکھانا ہے کہ میرے محب کیسے ہوتے ہیں اور
بتوں کے محب کیسے ہوتے ہیں۔
انھیں کہا کہ تمہارے محبوب جہنم میں چلے گئے اور تم بھی اُنکے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ
تو ایک بھی ساتھ نہیں جاتا۔
وہ اُنکے نعرے لگانے والے زندگی میں انکو سجدے کرنے والے اُنکو معبود سمجھنے والے
اُن میں سے کوئی ایک بھی اُنکے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہے۔

ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بَیْنَ یَدَیِ الْکَافِرِیْنَ

پھر اللہ کافروں کے سامنے مومنین سے ارشاد فرمائے گا۔

اِنْ کُنْتُمْ اَحِبَّائِیْ فَادْخُلُوْا جَهَنَّمَ

اے میرے بندو اگر تم میرے محب ہو تو تم سارے جہنم میں داخل ہو جاؤ مومنین سے
فرمائے گا کہ اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو سارے جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

فَیَقْتَحِمُوْنَ فِیْهَا

جونہی رب کا حکم ہوگا تو سب چھلانگیں لگا کر جہنم میں کود جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کافروں
کو دکھانا چاہتا ہے کہ میرے محب مجھ سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ جبکہ
تمہارے محبوب جہنم میں جل رہے ہیں۔ وہ جہنم میں پہنچ چکے ہیں تمہارا حوصلہ نہیں بڑھ رہا۔
لیکن یہ میرے محبّ اور میرے ماننے والے کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ اگر تم میرے
محبّ ہو تو جہنم میں داخل ہو جاؤ۔
تو سارے جہنم میں کود پڑے۔

Marfat.com

يُنَادِىْ مُنَادٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ

قیامت کے دن منادی عرش کے نیچے سے آواز دے گا جب یہ منظر بن چکا ہوگا کافر جہنم سے ڈر کے پیچھے کھڑے ہیں۔ لیکن مومنین کو رب کہتا ہے کہ اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو سارے جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ وہ ایک بار بھی نہیں کہیں گے کہ اے اللہ تو نے تو جنتوں کے وعدے کیے ہم جہنم میں کیسے جائیں اس میں تو آگ پڑی ہے۔ یہ نہیں کہیں گے بلکہ وہ یہ دیکھیں گے کہ ہمارا رب ہمیں فرماتا کیا ہے۔ اُس نے آخر محبت کے عوض میں کہا کہ اگر تم میرے محب ہو تو پھر جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

سارے بغیر سوچے جہنم کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

تو عرش سے منادی آواز دے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (تفسیر مظہری، جلد نمبر ۱، صفحہ نمبر ۱۶۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جو ایمان والے ہیں ان کی محبت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ بعض نے کہا

جنت میں بھیج یا مجھے دوزخ میں ڈال دے
جلوہ دکھا کے میرے دل کی حسرت نکال دے

اصل مقصد تو اللہ کی ذات ہے۔ اگر وہ راضی ہے تو سب کچھ حاصل ہے۔ اس لیے ہمارے صوفیاء نے اس بات پہ بحثیں کیں۔

حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم جو جنت جانے کی دعا مانگتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ وہاں حوریں ہیں بلکہ اس لئے جنت کی دعا مانگتے ہیں کہ وہ اللہ کی پسند کی ہوئی جگہ ہے اور ہم جہنم سے جو بچنے کی دعائیں مانگتے ہیں اس لئے نہیں کہ ہم آگ کی وجہ سے وہاں سے بچنا چاہتے ہیں ہم اس لئے اُس سے بچنا چاہتے ہیں کہ وہ

Marfat.com

جگہ ہمارے اللہ کو پسند نہیں ہے۔ وہ اللہ کے غضب کی جگہ ہے۔

بات تو ساری ربّ ذوالجلال کی محبت کی ہے۔ اب اُس محبت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمادیا۔ کہ تم میری محبت کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جاؤ تو داخل ہو جائیں گے۔

یہ اللہ تعالیٰ کفار کو دکھانا چاہتا ہے کہ ان کو میرے ساتھ کتنی گہری محبت ہے۔

میں ان کو جو کہتا ہوں یہ میری بات میرے ساتھ محبت کی وجہ سے مان کر اُس پر عمل کرتے ہیں۔

تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اس انداز سے یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی یہ واضح کرتا ہے اور عقبیٰ میں بھی یہ واضح کرتا ہے۔ میرے محبّ جو میرے ساتھ محبت کرنے والے ہیں۔ اس انداز کی کوئی کسی کے ساتھ محبت نہیں کر سکتا۔

اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بڑا حسین منظر پیش کیا ہے۔

تین طبقوں کا انداز محبت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین مختلف طبقوں کے پاس سے گذرے۔

مَرَّ بِثَلَاثَةِ نَفَرٍ

تین مختلف گروہ کے پاس سے آپ کا گزر ہوا۔ تو آپ نے دیکھا۔

پہلا طبقہ

قَدْ نَحَلَتْ اَبْدَانُهُمْ وَتَغَيَّرَتْ اَلْوَانُهُمْ

اُس میں سے بعض کے بدن لاغر ہو چکے ہیں اور اُن کے رنگ بالکل زرد ہو چکے ہیں آپ اُن کے پاس رک گئے۔

Marfat.com

فَقَالَ لَهُمْ

آپ نے اُن سے فرمایا:۔

مَا الَّذِیْ بَلَغَ بِکُمْ اِلٰی مَا اَرٰی

یہ کیا سبب ہے کہ میں تمہیں اتنا کمزور دیکھ رہا ہوں۔اس کمزوری کی آخر وجہ کیا ہے۔اور چہروں کا رنگ بالکل بدل چکا ہے۔تمہیں کیا ہوا کیا بیماری لگ گئی ہے۔آپ نے جس وقت اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا۔

اصل میں بات یہ ہے کہ نہ بیماری ہے، نہ مرض ہے، نہ درد ہے کوئی بیماری نہیں ہے۔

اَلْخَوْفُ مِنَ النَّارِ

جب جہنمیوں کے بارے میں سوچتے ہیں اور غور کرتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں دنیا کی کوئی خوشی سوجھتی نہیں اُس آگ کے تصور نے یہ کام کر دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

تم جس چیز سے ڈر رہے ہو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہیں اُس آگ سے بچائے گا۔یہ اچھا ہے اُس آگ سے ڈرنا چاہیے۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

یہ دعا ہم عام طور پر سوچے بغیر مانگتے رہتے ہیں۔

تصور کر کے اگر مانگیں تو پھر انداز اور ہوگا۔

آگ کا تصور کرنے سے یعنی وہ جہنم جس کے کنارے سے پتھر پھینکیں تو ستر سال نیچے پہنچنے میں لگ جائیں۔اور اُس کی آگ کے ایک شعلے میں اتنی تپش ہے جتنی دنیا کی ساری آگ کے اندر نہیں ہے۔

یہ تصور اُن عابدین پر طاری تھا جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ملاقات کی تھی۔اُنکے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔آپ اُن کے پاس سے گزر گئے آگے ایک اور جماعت کے پاس پہنچے۔

Marfat.com

دوسرا طبقہ۔فَاِذَا هُمْ اَشَدُّ نَحُوْلًا وَتَغَيَّرَ نَقَالُهُمْ

وہ ان سے بھی زیادہ کمزور تھے اور اُن کا رنگ بدلا ہوا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن سے پوچھا۔

مَا الَّذِیْ بَلَغَ بِكُمْ مَاَارٰی قَالُوْا الشَّوْقُ اِلَی الْجَنَّةِ

تمہاری اس کمزوری کا سبب کیا ہے کہ تمہارے رنگ کمزوری کی وجہ سے زرد ہو گئے ہیں۔تمہیں کھانا نہیں ملتا۔یا کہیں درد ہے کیا وجہ ہے۔

وہ کہنے لگے ہمیں اور کوئی مرض نہیں ہے۔ بلکہ صرف شوق ہے۔

اَلشَّوْقُ اِلَی الْجَنَّةِ

جنت کے شوق نے ہمیں یوں بنادیا ہے۔

اب جنت کا شوق ہو اُس کیلئے کچھ کرنا پڑتا ہے۔جنت کا شوق رات کو سونے نہیں دیتا۔ دن کو اپنی مرضی نہیں کرنے دیتا۔پھر جنت کا جو پراسس ہے اُس کی وجہ سے پھر جنت والے کام کرنے پڑتے ہیں۔

ہم تو جنت کے شوق میں سب کچھ چھوڑ بیٹھے ہیں۔

نفس کو جی بھر کے کھانے نہیں دیتے کیونکہ ہم نے جنت جانا ہے۔ہم نے آنکھوں کو پابند کر رکھا ہے۔کانوں کو پابند کر رکھا ہے ہم نے ہر وقت اپنے آپ کو پابندیوں میں جکڑ رکھا ہے۔دنیا کی لذتوں پر تھوک کے جنت جانے کیلئے اپنے نیک عمل کو جاری رکھا ہے اور ہر چیز کو ہم نے دل سے نکال دیا ہے۔

ہر چیز کی رغبت کو تھوک دیا ہے۔

Marfat.com

ہم جنت کے شوق میں اس قدر پابندی کرنے والے ہیں۔ یہ جو بھی صورتحال ہے یہ سب جنت کا شوق ہے۔

اب جنت کے شوق کی بات ہو رہی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو رد نہیں کیا کہ تم نے ٹھیک نہیں کیا نہیں بلکہ فرمایا کہ یہ بہت اچھا ہے جس چیز کا تمہیں شوق ہے وہ اللہ تمہیں عطا فرمائے گا۔

تیسرا طبقہ۔ فَإِذَا هُمْ اَشَدُّ نُحُوْلًا وَ تَغَيُّرًا كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَرَايَا مِنَ النُّوْرِ

جب تیسرے گروہ کے پاس پہنچے تو ان کے بدن پہلے دونوں سے زیادہ کمزور ہو چکے تھے۔ مگر صورتحال کیا تھی۔

كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَرَايَا مِنَ النُّوْرِ

لگتا تھا کہ ان کے چہرے نور کے آئینے ہیں۔

جس وقت اُن کے چمکتے چہروں کو دیکھا تو ان سے پوچھا تمہیں کیا ہے۔

اتنے نحیف ہو گئے ہو۔

یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوال کا انداز مختلف تھا۔

آپ نے پوچھا:

كَيْفَ بَلَغْتُمْ اِلٰى هٰذِهِ الدَّرَجَةِ

تم مجھے بتاؤ تم نے یہ درجہ کیسے پایا۔

تمہارے چہرے جو نور کا آئینہ بن گئے ہیں۔ یہ درجہ تمہیں کیسے ملا۔

قَالُوْا وہ کہنے لگے۔

Marfat.com

بِحُبِّ اللّٰہِ تعالیٰ

ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

پہلے گروہ سے پوچھا کہ تم اتنے کمزور کیوں ہو گئے اور چہرے زرد ہو گئے اسکی وجہ کیا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے ڈر کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہو گئی۔

تو آپ نے فرمایا اللہ تمہیں جہنم سے بچائے گا۔

دوسرے طبقہ کے لوگوں میں اُن سے زیادہ کمزوری آ چکی تھی۔اور چہرے زرد تھے۔

اُن سے پوچھا تم کیوں ایسے ہو گئے۔تو انہوں نے کہا جنت کے شوق میں ایسا ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ تمہیں جنت عطا کرے گا۔

تیسرا طبقہ جن کے چہرے نور کے آئینے کی طرح روشن ہیں۔اُن سے پوچھا کہ تم نے یہ درجہ کیسے پایا تو وہ کہنے لگے ایک ہی کام ہے اور کوئی کام نہیں۔

بِحُبِّ اللّٰہِ تعالیٰ

ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں۔یہ وہ خاص محبت والوں کا مقام ہے۔جس وقت اس مقام پر انسان پہنچ جاتا ہے۔پھر اس وقت جنت دوزخ کے معاملے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

یہ جس وقت دیکھتا ہے تو اللہ کی رضا کی طرف اور اسکی محبت و چاہت کی طرف اس انداز میں ادھر متوجہ رہتا ہے۔ان کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا مرتبہ عطا فرما دیتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ سنا تو فرمانے لگے۔

اَنْتُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

(تفسیر کبیر زیر آیت الذین آمنوا اشد حبا للّٰہ، جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۲۸، دار الفکر بیروت)

تم وہ ہو جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا قریب ترین مقام عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

محبت الٰہی کے درجات آپ حضرات کے سامنے ہیں۔اس صلہ اُسی محبت کے درجات کے لحاظ سے ہوگا۔وہ محبت عامہ ہو یا محبت خاصہ ہو سب کیلئے صلہ اتنا بڑا ہے۔

سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (سورۃ المائدہ آیت:۵۴)

اللہ ان سے محبت کرتا ہے یہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

اس سے بڑا اور صلہ کیا ہوسکتا ہے اس بندے نے رب سے محبت کی وہ رب ہو کے محبت کر رہا ہے۔فرمایا تم نے مجھ سے محبت کی میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس قدر نواز رہا ہے۔لہٰذا محبت کا سب سے بڑا صلہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔

یہاں پر یہ بات واضح طور پر سمجھنی چاہیے کہ یہاں پر محبت کا لفظ ایک ہے حالانکہ لغوی طور پر محبت کیلئے دل کا تقاضا ہے۔

اور محبت حب سے ہے جس طرح وہ دانہ زمیں میں ہوتا ہے پھر جڑ نکالتا ہے پھر پودا درخت بنتا ہے۔اس طرح یہ محبت محب کے دل میں ایک گھر بناتی ہے۔اُس دانے کی طرح جس کو زمین میں بویا جاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ دل سے پاک ہے۔

لیکن قرآن مجید میں بارہا اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورۃ آل عمران آیت:۳۱)

اے محبوب تم ان کو کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میرے پیچھے پیچھے آجاؤ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

تو پتہ چلا محبت ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق کرتا ہے۔اور بندہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق محبت کرتا

Marfat.com

ہے۔ مگر شرک نہیں ہے۔

اسواسطے ان دونوں کی محبتیں مختلف ہیں۔ محبت ایک ہے۔ کہ اللہ بھی محبت کرتا ہے۔ اللہ کے بندے بھی کرتے ہیں۔

مگر بندہ محبت خود نہیں کرتا بلکہ اللہ کی دی ہوئی توفیق سے کرتا ہے۔

اور اللہ محبت کرتا ہے لیکن کسی کی دی ہوئی طاقت سے نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی طاقت و قدرت سے کرتا ہے۔

یہی آج لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقام ایسے ہیں جو یہ واضح کررہے ہیں کو شرک کا جھوٹا پلندہ تیار کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت بندے میں کسی لحاظ سے مانی جائے تو شرک لازم آجائے گا۔

تو متعدد آیات کا انکار لازم آئے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک صفت اپنی بیان کی وہی اپنے بندوں کی بھی بیان کی مگر شرک نہیں ہوا اللہ تعالیٰ کی وہ صفت اور انداز کی ہے۔ بندے کی صفت اور انداز کی ہے۔

اگرچہ قرآن مجید میں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت ذاتی طور پر کرتا ہے اور وہ عطائی طور پر کرتے ہیں۔ مطلقاً کہا ہے۔

ماننے والوں کیلئے فرق ضروری ہے۔ تو اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی محبت ہے کہ اُس نے اپنی صفت والا نام اپنے بندوں کو عطا فرمادیا ہے۔

رب کی محبت کے تقاضے

ہر محبت کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت کا تقاضا اولین کیا ہے۔

Marfat.com

اول تقاضا جو رب کی پسند وہی بندے کی پسند

سب سے بڑا تقاضا اللہ کی محبت کا یہ ہے۔ کہ جو رب کو پسند ہو وہی بندے کو پسند ہو۔ رب کو نماز پسند ہے بندے کو نماز پسند ہو۔ رب کو روزہ پسند ہے بندے کو روزہ پسند ہو رب کو حج پسند ہے تو بندے کو بھی حج پسند ہو۔ رب کو پاک آنکھ پسند ہے تو بندہ بھی پاک آنکھ کو پسند کرے۔ رب بندے کو شریعت کے رنگ میں ڈوبا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ تو بندہ شریعت کا پابند ہو جائے۔

ربّ ذوالجلال بندے کو ظلم سے پاک دیکھنا چاہتا ہے تو بندہ ظلم سے پاک ہے۔ یہ یقیناً ہر شخص کا ذہن مانے گا۔ کہ مجھے رب سے محبت ہے تو پھر رب کی ہر پسندیدہ چیز سے محبت ہونی چاہیے۔

تو میرے بھائیو!

جب نماز سے محبت رب سے محبت ہے کیوں اسواسطے کہ یہ رب کی پسندیدہ ہے۔ تو پھر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رب سے محبت ہے۔

کیونکہ وہ رب کے سب سے بڑا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

یہاں آکر کچھ لوگ تقسیم کر جاتے ہیں پہلے تو یہ کہیں گے کہ رب سے محبت ہے تو رب کے دین سے محبت کرو۔ رب سے محبت ہے تو پھر یہ ہونا چاہیے وہ ہونا چاہیے۔

ارے اگر رب سے محبت ہے تو رب کی ہر پسند سے محبت کرو اور جو اللہ کی سب سے محبوب چیز ہے۔ اس سے پہلے محبت کرو۔ تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو محبت ہے اسے محبت الٰہی سے کون نکال سکے گا۔

اسکو محبت الٰہی سے نہیں نکالا جاسکتا اسواسطے کہ یہ اللہ کے محبوب ہیں۔

اگر اللہ کے محبوب سے محبت نہیں ہوگی تو اللہ سے کیسے ہوسکتی ہے۔

چونکہ اللہ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کی پسندیدہ چیز سے محبت کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

محبوب علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام سے ملائکہ سے اور رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام سے محبت کرو کیونکہ صحابہ کو سرکار کیلئے اللہ نے پسند کیا ہے۔ اھل بیت کو سرکار کیلئے اللہ نے پسند کیا ہے۔ اولیاء کی محبت اس لئے لازم ہے کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں۔

لہٰذا یہ جو ذاتیں ہیں۔ آج ان کو نکال کے اللہ کی اپوزیشن میں ڈال دینا اور ان کو اللہ کی اپوزیشن قرار دینا۔ یہ اللہ سے محبت کا تقاضا نہیں ہے۔

جو کسی کا محبّ ہو وہ تو اُس کے در کے جانوروں سے بھی پیار کرتا ہے۔

چہ جائیکہ اُس کے دربار کے جو زیر ہیں اُن سے پیار چھوڑ دیا جائے۔

نہیں نہیں۔

محبت الٰہی ہو تب سکتی ہے۔ جب اُس کی بارگاہ والوں سے مکمل پیار کیا جائے۔

یہ بات بڑی قابل غور ہے۔ یہ دونوں شعبے بڑے ضروری ہیں۔

کوئی شخص کہے کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے اور پھر اسوۂ حسنہ کو چھوڑ دے، سنت کو چھوڑ دے، نماز کو چھوڑ دے، روزے کو چھوڑ دے اور زبانی محبت کا اظہار کرے تو اس محبت کے ہم قائل نہیں ہیں۔ ہم اس کے داعی نہیں ہیں۔

یہ دین متین کی حلاوت نہیں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا اللہ سے جو محبت ہے۔ اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اطاعت کی جائے بندگی کی جائے۔

دوسری طرف اگر کوئی کہتا ہے کہ نماز تو اللہ کی محبت ہے لیکن نماز میں اگر سرکار ﷺ کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تو پھر اُس نے سرکار ﷺ کی محبت کا مطلب کیا سمجھا۔

محبوب سے جب محبت ہو جائے تو محبوب کی طرف منسوب ہر چیز سے محبت ہوتی ہے اسلیے مقربین بارگاہ ایزدی کی محبت اللہ ہی کی محبت ہے۔

Marfat.com

یہ لوگ بندوں کو اکٹھا کر کے اپنی طرف نہیں اللہ کی طرف بھیجتے ہیں۔

اسواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ

(شعب الایمان باب فی محبۃ اللہ عز وجل، جلد نمبر ۸، صفحہ نمبر ۳۶۶ دار الکتب العلمیہ)

اے میرے صحابہ اللہ کی محبت کی طرح میرے ساتھ بھی محبت کرو کیونکہ؟ اسواسطے میں تمہارے رب کا پیارا محبوب ﷺ ہوں۔

اپنے رب کے ساتھ تمہیں محبت تب ہو سکے گی جب میرے ساتھ تمہاری محبت ہوگی ورنہ تمہاری محبت تمہارے منہ پہ ماری جائے گی۔

اللہ فرمائے گا تم میرے ساتھ محبت کرتے ہو۔ میرے محبوب کے ساتھ کوئی محبت نہیں ہے۔ اُن کے ساتھ محبت کرو گے تو پھر میرے ساتھ محبت ہوگی۔

اسواسطے سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ

میرے ساتھ میرے رب کی محبت کی وجہ سے محبت کرو۔

دوم تقاضا: محبت رسول ﷺ محبت الٰہی کا ذریعہ

اختتام پر ایک بات بیان کرتا ہوں۔

اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ

جو ہماری محبت کا تقاضا ہے۔ اُس کے لحاظ سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ اور اُس نے آ کر کہا۔

Marfat.com

مَتَى السَّاعَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰه ﷺ

محبوب قیامت کب آئے گی۔

تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَا اَعْدَدْتَ لَهَا

تو نے اُس کیلئے تیاری کیا کی ہے۔

تو سائل کہنے لگا۔

مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلٰوةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ

میں نے زیادہ نمازوں روزوں اور صدقوں سے تو قیامت کی تیار نہیں کی۔

کثیر کا لفظ بولا یہ نہیں کہ بالکل ہی نہیں پڑھیں۔

کچھ لوگ اس سے معاذ اللہ یہ معنی بھی نکال لیتے ہیں کہ جس نے نماز تو کوئی نہیں پڑھی روزہ کوئی نہیں رکھا یہ غلط ہے۔ اُس نے کہا کہ کثیر نمازیں تو نہیں پڑھیں۔

لٰكِنِّىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

میں اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

میں نے زیادہ نمازیں نہیں پڑھیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ پنجگانہ پڑھتے ہیں۔ نفل بھی پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں مگر وہ جانتے ہیں کہ جتنا اس کریم اور رحیم کیلئے عبادت کا حق ہے اتنا میں عبادت نہیں کر سکا میں نے کوئی اتنی بڑی تیاری نہیں کی ہوئی۔ لیکن یہ ہے کہ

اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

میں اللہ سے بھی محبت کرتا ہوں اور اللہ کے محبوب علیہ السلام سے بھی محبت کرتا ہوں

Marfat.com

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر یہ بات ہے تو سن لو۔

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

(بخاری شریف کتاب الادب باب علامۃ الحب فی اللہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۹۱۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

جو کسی کیساتھ پیار کرے قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہی ہوگا۔ اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

مَارَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْابِشَیْءٍ بَعْدَالْاِسْلَامِ

اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو کسی موقع پر اتنا خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

فَرِحَھُمْ بِذَالِكَ (تفسیر کبیر زیر آیت والذین آمنوا اشد حبا للہ، جلد نمبر ۲ جزو نمبر ۲، صفحہ نمبر ۲۲۸)

جتنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملہ پہ خوش ہو گئے۔

کہ جس کی جس کے ساتھ محبت ہے وہ قیامت کے دن اُسی کے ساتھ ہوگا۔

اب یہاں سے یہ پتہ چلا کہ

محبت رسول اگر نہ ہوتی تو محبت الٰہی کا فائدہ کس کو ہوتا۔

جنت تو اللہ کی بنائی ہوئی ہے اور اللہ ہے جنت دینے والا اور اللہ تعالیٰ نے جنت میں نبی علیہ السلام کو رکھنا ہے۔

اور فرمایا اب جو میرے محبّ ہونگے وہ میرے محبوب کیساتھ ہونگے۔

یہ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی وجہ بھی ہے اور اس محبت کا تقاضا بھی ہے۔ اُسی محبت کے تقاضہ کے پیش نظر آج ہم نے روزہ رکھا اور یہ ضروری ہے کہ نظام زندگی میں اور نظام بندگی میں جب فیشن سامنے آئے اُس کو چھوڑ کے کہیں میری میرے رب سے محبت ہے۔ جب معاشرہ کہے آجاؤ چند دنوں میں کروڑ پتی بن جاؤ گے سودی کاروبار کرو تو آگے سے یہ کہنا نہیں میری میرے رب سے محبت ہے نہ جو وہ کہے گا اُس کے مطابق میں چلوں

Marfat.com

گا۔ناجائز ذرائع سے دولت اکٹھی نہیں کرونگا۔

جس وقت زمانہ عریانی، فحاشی سے بھر گیا ہے تو محبِ الٰہی نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔کانوں میں انگلیاں دے لی ہیں۔لوگ کہتے ہیں تم بھی مزے لے لو اور عیش و عشرت کرو یہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ

اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اُس کی مخلوق میں فحاشی نہ ہو۔

میں اللہ کی غیرت کے خلاف نہیں چل سکتا۔

کیوں کہ میرے رب سے میری محبت ہے۔

یہ آج اس دہکتے ہوئے ماحول کے اندر ہمیں اس محبت کا برملا اظہار کرنا چاہیے۔دوکان میں گھر میں معاشرے میں سوسائٹی میں کیونکہ ہر طرف شیطان کی محبت کو عام کیا جارہا ہے۔مسلمان شیطان کی محبت کا جھنڈہ لے کے نکل پڑے ہیں۔گلیوں بازاروں میں اس محبت کا سبق دیا جارہا ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے ان مقدس لمحات میں ہم نے یہ عہد کرنا ہے۔ہم خود بھی رحمان سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کو ہم نے ہر سو پھیلانا ہے۔میری دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے ابلاغ و تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر
2

رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

يَآ اَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں حامی بیکساں، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفی ﷺ کے دربار گوہر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد۔

نہایت ہی محتشم ومعزز حضرات وخواتین

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے دوسرے سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس پرنور پروگرام کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔

اور اللہ تعالیٰ ہمیں حق کا پرچم ہر سو لہرانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمہ جہت عظمتوں سے سرفراز فرمایا:۔

یہاں تک کہ آپ کے پیکر کو اپنی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی قرار دیا۔

اور قرآن مجید میں آپ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو گواہ بنایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیکر اللہ کی توحید کی دلیل ہے۔ رب ذوالجلال نے آپ کو گواہ قرار دے کے اس بات کو واضح کیا کہ میں رحیم ہوں میری رحمت کے گواہ تم

Marfat.com

ہو۔ میں کریم ہوں میرے کرم کے گواہ تم ہو۔
میں خبیر ہوں میری خبر کے گواہ تم ہو۔ جس نے میرے علم کو دیکھنا ہو وہ تمہارے علم کو دیکھے۔ جس نے میرے اختیار کو دیکھنا ہو وہ تمہارے اختیار کو دیکھے اور جس نے میری ذات کا مشاہدہ کرنا ہو وہ تمہاری ذات کی طرف متوجہ ہو جائے۔
جس نے میرے جمال کو دیکھنا ہے وہ تمہارے جمال کو دیکھے۔
اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیکر کو اتنا عظیم بنایا کہ جو شخص پیکر نبوی ﷺ کی طرف متوجہ ہو اُسے رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے ہی اللہ کے دربار تک رسائی حاصل ہو جائے۔
اس بنیاد پر آپ کے پیکر کی نفاست بھی توحید کا بہت بڑا مضمون ہے۔ اور آپ کے پیکر کی جو نظافت ہے اس سے بھی لوگوں کے دلوں کے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جسم کے لحاظ سے اتنی عمدگی عطا فرمائی کہ جس شخص نے بھی غیر جانب دار ہو کر ضد اور ہٹ دھرمی سے ہٹ کے آپ کے پیکر کو دیکھا۔ اگرچہ اس سے پہلے وہ کافر تھا لیکن غیر جانب دار ہو کر پیکر نبوی ﷺ کو دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ نے نور ایمان سے مالا مال فرما دیا۔
اسواسطے آج ہم اپنے محبوب علیہ السلام کے جسم پرنور اور پیکر انور کی نفاست کے چند حوالہ جات پیش کرنے والے ہیں تا کہ ماحول میں جو ایک روش لوگوں کی طرف سے چل نکلی ہے۔ کہ وہ ہر بات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برابری کی کوشش کرتے ہیں اور مثل ہونے کے دعوے دار بنتے ہیں۔ اس روش کا رد ہو جائے (آج) ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے ذریعے سے رسول اکرم ﷺ کی تجلیوں کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔
جنہوں نے براہ راست سرکار کا اپنی آنکھوں سے دیدار کیا اور سرکار کے نور سے جن کی

Marfat.com

آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر انہیں ہمیشہ کی روشنی عطا فرما دی۔

حضرت انس بن مالک کہتے ہیں۔

قَالَ: مَاشَمِمْتُ عَنبرًا قَطُّ وَلَا مِسْكًا وَلَا شَيْئًا

اَطْيَبَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (البیہقی فی دلائل النبوۃ ۱/۱۸۹)

وہ فرماتے ہیں کہ کوئی خوشبو خواہ وہ عنبر کی ہو یا کستوری کی ہو مجھے ایسی نہیں ملی کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کے ساتھ برابری کا وصف موجود ہو۔ دنیا کی جتنی خوشبوئیں ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے آنے والی خوشبو سے کہیں نیچے ہیں۔ اگرچہ کائنات میں اُن خوشبوؤں کے مختلف تذکرے ہیں اور اُن خوشبوؤں کا بڑا وقار ہے۔ مگر کستوری اور عنبر اور دیگر خوشبوؤں کو رسول پاک ﷺ کے بدن سے کوئی برابری نہیں۔ آپ بغیر خوشبو لگائے اپنے پیکر سے خوشبوؤں کو فضاؤں اور ہواؤں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت انس آپ کے پیکر کی خوشبو کو دیگر تمام خوشبوؤں پر بلند و بالا قرار دیتے ہیں۔

ایسے ہی شفا شریف میں روایت موجود ہے۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ اُس حدیث کے راوی ہیں۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ اپنی محبت پر داد وصول کرتے ہیں۔

اللہ ﷺ مَسَحَ خَدَّهٗ

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کے رخسار پر رکھے تو حضرت جابر بن سمرۃ کہتے ہیں۔

Marfat.com

قَالَ وَجَدْتُ يَدَهُ بَرْدًا فَإِذَا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ

رسول اکرم ﷺ کا ہاتھ جب چہرے پہ رخسار کو لگا تو مجھے ایک ٹھنڈک محسوس ہوئی وہ ٹھنڈک اولوں سے بھی زیادہ سرد تھی۔

وَرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ

(البیہقی فی دلائل النبوۃ:۱/۱۹۰)(شفا نسیم الریاض:۲/۹)

اور ایک خوشبو میں نے پائی تھی۔

اور وہ خوشبو ایسی تھی لگتا تھا کہ آپ نے ابھی ابھی عطار کی صندوقچی میں ہاتھ ڈال کے باہر نکالا ہے۔

یعنی وہ صندوقچی جو خوشبوؤں سے بھری ہوئی ہو اُس میں ہاتھ کو رکھیں تو ہاتھ خوشبو والا ہو جاتا ہے۔بغیر صندوقچی کے ہاتھ ڈالنے کے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں ایسی خوشبو موجود تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک تو مجھے سرکار کے ہاتھوں کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اور دوسرا ایسی خوشبو تھی کہ ابھی آپ نے اپنا ہاتھ خوشبو کے مرکز میں ڈبویا ہوا ہو۔اور آپ نے اس کو باہر نکالا ہو اتنی خوشبو مسلسل آپ کے دست مبارک سے آرہی تھی۔

بیہقی نے اس بات کو دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے کہ

جس وقت کوئی شخص سرکار سے مصافحہ کرتا تھا۔

فَيَظَلُّ يَوْمَهُ يَجِدُ رِيْحَهَا

سارا دن گذر جاتا لیکن مصافحہ کرنے والے کے ہاتھ سے مسلسل خوشبو آتی رہتی تھی۔جس کو رسول اکرم ﷺ سے مصافحہ کا شرف ملتا تو آپ کے ہاتھوں سے مصافحہ کرنے والے شخص کو

Marfat.com

ایسا فیض مل جاتا کہ پورے دن کے اندر اُس کے ہاتھوں میں وہ خوشبو محسوس ہوتی رہتی۔

وَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِ الصَّبِيِّ فَيُعْرَفُ مِنْ بَيْنِ الصِّبْيَانِ بِرِيْحِهَا

(نسیم الریاض:۲/۱۳)

رسول اکرم ﷺ بچوں سے بڑا پیار کرتے تھے۔تو آپ جس بچے کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ تمام بچوں میں خوشبو کی وجہ سے دن بھر پہچانا جاتا۔ سید عالم ﷺ کے ہاتھ کی برکت سے اتنی خوشبو اُس بچے کے سر میں داخل ہو جاتی۔ جس کی وجہ سے یہ پہچان سب کیلئے آسان ہو جاتی اور واضح طور پر وہ بچہ دیگر بچوں سے نمایاں نظر آتا جس بچے کے سر پر سرکار نے ہاتھ رکھا ہے۔

ایسے ہی حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب تاریخ کبیر میں حضرت جابر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَمُرُّ فِيْ طَرِيْقٍ

رسول اکرم ﷺ چلتے ہوئے کوئی راستہ اختیار کرتے۔ کسی رستے سے گذر جاتے۔

فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ

پھر اُس رستے پر سرکار کے تشریف لے جانے کے بعد کوئی چلتا تو کیا ہوتا؟

اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ سَلَكَهُ مِنْ طِيْبِهٖ (نسیم الریاض ۲/۱۶)

پیچھے راستہ پر چلنے والے کو پتہ چل جاتا کہ یہاں سے سرکار دو عالم ﷺ کا گزر ہوا ہے۔ سید عالم ﷺ کا جس طرف گذر ہو جاتا تو بعد میں پہچان کیلئے وہ خوشبوئیں بکھر جاتیں۔ جس کی وجہ سے آپ کے گذر جانے کے بعد راستے مہک رہے ہوتے تھے۔

Marfat.com

اور وہ خوشبوئیں ہمیں سرکار کی خبر دینے والی ہوتی تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

كُنَّا نَعْرِفُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا اَقْبَلَ بِطِيْبِ رِيْحِهٖ

رسول اکرم ﷺ جب کسی سفر سے واپس مدینہ شریف پہنچتے یا کسی مقام سے چل کر وہاں پہنچ رہے ہیں جہاں صحابہ موجود ہیں۔

توصحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہمیں سرکار کی آمد کا پتہ سرکار کی خوشبو سے چل جاتا تھا۔

رسول اکرم ﷺ ابھی دور ہوتے لیکن خوشبوؤں سے ماحول معطر ہو جاتا تھا۔

اور جوں جوں خوشبو میں تیزی ہوتی ہمیں یقین ہو جاتا کہ سرکار واپس تشریف لے آئے ہیں اور آپ ہماری طرف تشریف لا رہے ہیں۔

یہ وہ عظیم گواہیاں ہیں جن کو سن کر پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور پر ایک نظافت اور نفاست عطا فرمائی ہے۔

وہ روحانی نور اور آپ کی تعلیمات کی جو خوشبو ہے وہ تو اپنی جگہ ایک طے شدہ حقیقت ہے۔ لیکن یہ جسم کے لحاظ سے ایک عظمت ہے جس کو بیان کرنے کی آج ضرورت ہے کہ رسول اکرم ﷺ اپنی ہدایت اور نور معنوی کے لحاظ سے ہی عظیم نہیں ہیں بلکہ آپ اپنے جسمانی نور کے لحاظ سے بھی عظیم ہیں اور آپ کا پیکر اتنا عمدہ ہے کہ صحابہ کرام اس کی گواہی دے رہے ہیں۔

کہ وہ پیکر جدھر سے گذر جائے تو وہاں سے خوشبو آتی ہے۔

اور جہاں سے گذرنا ہو تو وہاں گذرنے سے پہلے خوشبو پہنچ جاتی ہے۔

خود پیکر نبوی ﷺ سے آنے والی خوشبو ایسی ہے جس سے لوگوں کے یقین محکم ہیں اور

Marfat.com

صحابہ کرام ہر لمحہ اُن عظمتوں پر ایمان کی گواہی دیتے ہیں۔
ایسے ہی رسول اکرم ﷺ کی نفاست کے بارے میں وہ بیان ہیں جن کو ہم مختلف طریقہ سے سمجھ سکتے ہیں۔
مثلاً پیکر نبوی جو نور ہے جس کو مصنف عبدالرزاق نے سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِعَیْنَیَّ ھَاتَیْنِ

میں نے اپنی ان دو آنکھوں سے اپنے نبی علیہ السلام کو دیکھا تو

کَانَ نُوْرًا کُلُّہٗ

تو سرکار مدینہ اپنے تمام بدن کے لحاظ سے نور تھے۔
اپنے قدم کے ناخن سے لیکر سر کی چوٹی تک نور تھے۔

بَلْ نُوْرًا مِّنْ نُوْرِ اللّٰہِ

آپ کوئی عام سا نور نہیں تھے۔ بلکہ اللہ کے نور سے نور تھے۔
رسول اکرم ﷺ کی جسمانی نفاست کو سمجھنے کیلئے اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے۔
ابھی آثار سے یہ واضح ہوگا کہ یہ جسم اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کو برھان کہہ دے۔ قرآن میں انکے جسم کو شاھد سے تعبیر کرے۔
اسواسطے کہ اللہ نے جس نور سے آپ کی تخلیق کی ہے وہ کائنات میں ایک منفرد نور ہے۔ جس کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (نور من نور اللہ) سے تعبیر کرتے ہوئے واضح کیا۔ اگرچہ باقی بہت سی چیزوں پر لفظ نور کا اطلاق موجود ہے۔ مگر سرکار کو اللہ نے منفرد قسم کی نورانیت عطا فرمائی۔ جس کی وجہ سے ایسی نظافت اور نفاست اور ایسی لطافت بدن نبوی میں موجود تھی اور آج تک وہ چمک موجود ہے۔ جس کی وجہ سے اندھیرے دور ہوتے ہیں اور دل میں نور کا چراغاں ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

"پسینہ مبارک"

عن اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَاْتِیْ اُمَّ سُلَیْمٍ فَیَقِیْلُ عِنْدَھَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لاتے اور وہاں اُن کے گھر میں قیلولہ فرماتے تھے۔

فَتَبْسُطُ لَہٗ نِطْعًا فَیَقِیْلُ عَلَیْھَا

حضرت اُمّ سلیم رسول اکرم ﷺ کیلئے چمڑے کی چٹائی بچھا دیتی تھی۔

وَکَانَ کَثِیْرَ الْعَرَقِ

رسول اکرم ﷺ کو بہت زیادہ پسینہ آتا تھا۔

فَکَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَہٗ وَتَجْعَلُہٗ فِی الطِّیْبِ وَالْقَوَارِیْرِ

تو حضرت ام سلیم لکڑی کے ساتھ پسینہ اکٹھا کر لیتی تھیں اور اُس کو اپنی خوشبو میں ڈالتیں پھر اُس کو شیشی میں بند کرتی تھیں۔

تو سرکار نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسے کرتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا:

یَا اُمَّ سُلَیْمٍ مَاھٰذَا

اے اُمّ سلیم تم یہ کیا کر رہی ہو۔

سرکار نے جب پوچھا تو حضرت ام سلیم کہنے لگی۔

عَرَقُكَ اَدُوْفُ بِہٖ طِیْبِیْ

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی ﷺ والتبرک بہ جلد نمبر: ۲ صفحہ نمبر ۲۵۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے اور اس پسینے کو میں اپنی خوشبو میں رکھتی ہوں۔

دوسری روایت میں یہ ہے۔

Marfat.com

نَرْجُوْا بَرْكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا

ہم اپنے بچوں کو برکت کے طور پر یہ پسینہ لگاتے ہیں۔

اس کی خوشبو اُن میں منتقل ہو جاتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عمل کو ملاحظہ کیا ہے۔

تو صحیح مسلم شریف میں تذکرہ موجود ہے کہ آپ اُس کے عمل سے ناراض نہیں ہوئے

بلکہ بدن کی نفاست سے تبرک حاصل کرنے کا جو عقیدہ صحابہ کرام کا تھا۔

ہمارے آقا ﷺ نے اُس کی تصدیق بھی فرما دی ہے اور اپنی طرف سے اُسکی تائید بھی فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم

ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ گیا۔

فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليك وسلم اِنِّىْ زَوَّجْتُ اِبْنَتِىْ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اپنی بچی کی شادی کی ہے۔

وَاُحِبُّ اَنْ تُعِيْنَنِىْ قَالَ مَاعِنْدِىْ شَىْءٌ

میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ کوئی تعاون کر دیں میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ جس وقت اُس شخص نے یہ درخواست کی تو آپ نے فرمایا:۔ فی الحال میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے۔

وَلٰكِنْ اِئْتِنِىْ بِقَارُوْرَةٍ وَاسِعَةِ الرَّاْسِ وَعُوْدِ شَجَرَةٍ

لیکن تم ایک شیشی لے آؤ جس کا سر کھلا ہو اور ساتھ ایک چھوٹی سی لکڑی بھی لے آؤ۔

فَاَتَاهُ بِهِمَا

تو وہ صحابی جس وقت شیشی اور لکڑی لیکر پہنچے۔

Marfat.com

فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَسْلُتُ الْعَرَقَ مِنْ ذِرَاعَيْهِ

سرکار نے اپنی کلائی سے لکڑی کے ساتھ پسینہ صاف کیا۔

حَتّٰى امْتَلَاَتِ الْقَارُوْرَةُ

یہاں تک کہ وہ شیشی پسینہ سے بھر گئی۔

قَالَ خُذْهَا

اسکے بعد آپ نے وہ شیشی اپنے صحابی کو دے دی اور آپ نے فرمایا:۔

تَطِيْبُ بِهٖ

آپ کی بیٹی یہ خوشبو استعمال کرے۔

یہ میری طرف سے شادی کے موقع پر تمہیں تحفہ دیا جارہا ہے۔

فَكَانَتْ اِذَا تَطَيَّبَتْ بِهٖ

تو جس وقت اُس صحابی کی بیٹی رسول اکرم ﷺ کے پسینے کی خوشبو لگاتی۔

يَشُمُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ رَائِحَةَ ذَالِكَ الطِّيْبِ

اُس خوشبو کی مہک پورے مدینہ شریف کے لوگوں کو محسوس ہوتی تھی۔

فَسَمُّوْا بَيْتَ الْمُطَيَّبِيْنَ (الخصائص الکبریٰ ۱/۶۷)

تو جس گھر میں وہ خاتون رہتی تھی اُس گھر کا نام ہی خوشبو والا گھر پڑ گیا اور اُن لوگوں کو خوشبو والے لوگ کہا جانے لگا۔

یہ رسول اکرم ﷺ کے پسینہ مبارک میں ایسی تجلی ہے ایسا نور ہے اور اُس میں ایسی چاندنی ہے کہ جس کی وجہ سے فیض آگے بڑھتا ہے عام ہوتا ہے۔ جس کو دیا گیا وہ اُس کے لیے ہمیشہ نور اور روشنی بن گیا۔

Marfat.com

اور اس عظیم سخاوت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے اتنا نوازا ہے۔ کہ جو بھی اس طرح کا سوال کرتا رہا۔ آپ نے اس کو ہر جہت میں مالا مال فرما دیا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں گھر میں موجود تھی۔

رسول اکرم ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے اپنا جوتا صحیح فرما رہے تھے۔ اسی دوران آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ گیا۔ تو وہ پسینہ کیسا تھا۔

كَانَ عَرَقُهُ يَتَوَلَّدُ نُورًا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی پیکر پر پسینہ بھی نور کا تھا۔

آب ذر بنتا ہے عارض پہ پسینہ نور کا
مصحف اعجاز پہ چڑھتا ہے سونا نور کا

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ

ہمارے محبوب کے رخسار پر جو پسینہ ہوتا ہے۔ اُس پسینے کی عام حیثیت نہیں بلکہ ایک خاص حیثیت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جسطرح قرآن مجید ہو اور اُس پر سونے کے پانی سے ملمع کاری کر دی گئی ہو۔ ایسے ہی سرکار کے رخ انور پر جس وقت پسینہ آتا ہے تو وہ پسینہ معمولی نہیں ہے۔ اتنا عظیم ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اُس کو نور کہہ کر پکارتی ہیں۔ اور سارے عشاق اُس کو نور کہہ کر پکارتے ہیں لہٰذا نفاست نبوی کا یہ ظہور ہے۔

باقی ابدان پر پسینہ آنے سے تعفن پھیلتا ہے اور اس سے ایک بُری مہک آنا شروع ہو جاتی ہے۔ مگر یہ ہمارے محبوب کے بدن کی نفاست ہے کہ وہاں اگر پسینہ بھی آیا ہے تو پسینہ بھی مرکز کمالات بنا ہوا ہے۔ پسینہ بھی خوشبوؤں کی وجہ سے لوگوں کو معطر کر رہا ہے اور دنیا کو بتا رہا

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سرکار کے جسم کو ہر لحاظ سے عظمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔
رسول اکرم ﷺ کے بغل مبارک کے پسینے کی حیثیت اور اُن کا مقام کتنا عظیم ہے دیگر لوگوں کے بغل کے پسینہ کی جو صورتحال ہوتی ہے۔ وہ سب کے سامنے ہے لیکن اگر رسول اکرم ﷺ کے بغل مبارک کا پسینہ اگر کسی کو میسر آیا ہے تو اُس کے ایمان نے یہ گواہی دی ہے۔ کہ دنیا میں کہیں ایسی خوشبو نہیں جو خوشبو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے بغل کے پسینہ کو عطا فرمائی ہے۔
ایک صحابی چھوٹی عمر میں تھے اور یہ کہتے ہیں۔

كُنْتُ مَعَ اِبِىْ

میں اپنے والد محترم کے ساتھ تھا۔

حِيْنَ رَجَمَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وآله وسلم مَاعِزَبْنَ مَالِكٍ

جس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا۔

فَلَمَّا اَخَذَتْهُ الْحِجَارَةُ

جس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتھر لگے تو۔

اُرْعِبْتُ

تو میں ڈر گیا جس وقت میں ڈرا تو۔

فَضَمَّنِىَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وآله وسلم اِلَيْهِ

رسول اکرم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا اور میں آپ کے ساتھ چمٹ گیا۔

فَسَالَ عَلَىَّ مِنْ عَرَقِ اِبْطِهٖ

رسول اکرم ﷺ کی بغل مبارک کا پسینہ اسی دوران مجھ پر گرا۔

Marfat.com

بِمِثْلِ رِيْحِ الْمِسْكِ (الخصائص الکبری ۱/۶۷)

اُس پسینہ سے بھی کستوری جیسی خوشبو آ رہی تھی۔

رسول اکرم ﷺ کے بدن مبارک کی نفاست اور نظافت کا یہ انداز پسینے کے لحاظ سے ہے۔ دیگر لوگوں میں یہ بات باعث نفرت ہے لیکن سرکار کی عظمت اس لحاظ سے دیگر تمام ذوات سے نرالی ہے۔

''لعاب دھن''

جس وقت آپ کا پیکر نوری ہے تو آپ کا لعاب دھن بھی ایک مثالی حیثیت کا ہے۔

حضرت عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ جس وقت حدیبیہ میں آئے تھے۔ اُس وقت مشرک تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت محمد مصطفے ﷺ اپنے ہونٹوں سے لعاب دھن جدا کرتے تھے تو صحابہ زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔

اور وہ ہاتھوں پہ لگاتے تھے۔

یہ بات قریش مکہ نے سنی تو وہ بڑے متعجب ہوئے۔

اور عروہ بن مسعود خود اس بات پر متعجب ہو کر کہنے لگے کسری و قیصر اور نجاشی کے دربار میں مجھے وہ چمک نظر نہیں آئی جو حدیبیہ میں نظر آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول ﷺ کے جسم کی ایسی نظافت اور نفاست ہے کہ۔

اگر وہ گاڑھا بلغمی تھوک جو باعث نفرت ہوتا ہے۔ مگر رسول اکرم ﷺ کے بدن مبارک سے جدا ہو تو وہ باعث نفرت نہیں ہے۔ بلکہ اُس کیلئے رشک کیا جا رہا ہے۔ ہر کوئی اُس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

Marfat.com

اُس لعاب میں اتنی تازگی ہے اتنا حسن و جمال ہے کہ جس صحابی کو جو لعاب ملتا ہے وہ اُس کو اپنے ماتھے پہ لگاتا ہے۔ اور دنیا والوں کو یہ بتا رہا ہے کہ جس جسم کے لعاب کی اتنی بڑی شان ہے اُس جسم کی اپنی کتنی بڑی شان ہوگی۔

ایسے ہی سرکار کے بدن سے جو پانی لگتا ہے وہ مستعمل پانی بھی صحابہ کرام استعمال کرتے ہیں اور صحابہ کرام وہ پانی خود ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ سرکار استعمال کرواتے بھی ہیں۔ اور صحابہ کرام کو سبق بھی دیتے ہیں۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔

كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ

رسول اکرم ﷺ کے جسم سے پانی لگ کے نیچے گرنا چاہتا تو صحابہ کرام نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اُس کو اپنے چہرے پہ لگاتے ہیں۔

جسے کوئی قطرہ نہ ملے وہ اُس ہاتھ پہ ہاتھ ملتا ہے جہاں پر پانی کا قطرہ گرا تھا۔ تو یہ اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے بدن کی نفاست ہے۔ کہ جہاں ایک مرتبہ عام سا پانی بھی لگ جاتا ہے۔ تو وہ پانی پھر عام نہیں رہتا بلکہ وہ اللہ کے فضل سے خاص الخاص بن جاتا ہے۔

لعاب کی نفاست کا عالم یہ تھا۔

سَأَلَتْهُ جَارِيَةٌ وَهُوَ يَأْكُلُ الطَّعَامَ

رسول اکرم ﷺ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک نوجوان لڑکی آ گئی۔

وَكَانَتْ قَلِيْلَةَ الْحَيَاءِ

وہ حیا کی دولت سے محروم تھی اس میں حیا بہت کم تھا۔

Marfat.com

اُس لڑکی نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

يَطْعَمُهَا مَنِ الَّذِىْ فِىْ فِيْهِ

جو لقمہ آپ کے منہ میں ہے۔ آپ یہ لقمہ مجھے عطا فرمادیں۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

آپ نے وہی لقمہ نکالا اور اُس لڑکی کو عطا فرمادیا۔

رسول اکرم ﷺ کا لعاب دھن اُس لقمہ میں شامل ہو چکا ہے اور وہ لقمہ ایک خاتون نے حاصل کرلیا ہے۔ اب وہ خاتون اُس لقمہ کو کھانے لگی۔

فَلَمَّا اسْتَقَرَّ فِىْ جَوْفِهَا

جب وہ لقمہ اُس خاتون کے پیٹ میں پہنچا۔

اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهَا الْحَيَاءَ

تو اللہ نے اُس کو شرم وحیا کی دولت عطا فرمادی۔

آپ کے فرامین سے ثابت ہے کہ حیا ایمان ہے اور حیا کو نصف ایمان کہا گیا۔ یہ حیا اس خاتون میں کہاں سے بنا آپ کے لعاب دھن سے حیا بنا۔ اس حیا کو ایمان کہا جاتا ہے۔

سرکار کے بدن کی نفاست ہے کہ آپ کے بدن کا لعاب ہو تو وہ لوگوں میں نور ایمان پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔

حَتّٰى لَمْ يَكُنْ بِالْمَدِيْنَةِ اَشَدَّ حَيَاءً مِنْهَا۔ (طبرانی سیرۃ نبی المختار، ۱۵۵)

یہاں تک اُس خاتون میں حیا اتنا کثیر ہو گیا کہ مدینہ شریف میں اُن سے زیادہ حیا والا کوئی بھی انسان نہ تھا۔

Marfat.com

یہ رسول اکرم ﷺ کے لعاب کی برکت ہے۔

ایسے ہی آپ کے لعاب میں وہ کمال ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر کی طرف بھیجنا تھا اور اُنکی آنکھیں خراب تھیں تو سرکار نے اُنکی آنکھوں میں لعاب ڈالا تو آنکھیں درست ہو گئیں۔

اور آپ نے فرمایا تھا۔

لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ رَجُلًا یَفْتَحُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

(صحیح بخاری، باب الجہاد والسیر باب فضل من اسلم علی یدیہ، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر ۴۲۲)

میں کل اُس کو جھنڈا دوں گا جس سے اللہ بھی پیار کرتا ہے اللہ کے نبی علیہ اسلام بھی پیار کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ سے اور اُسکے رسول علیہ السلام سے پیار کرتا ہے۔ جس کو میں جھنڈا دوں گا وہ فاتح خیبر بن جائے گا۔

صبح جس وقت اُن کو بلایا تو اُنکی آنکھیں خراب تھیں۔ آنکھوں کی خرابی اُن میں لعاب دھن ڈال کر دور کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایسے لگتا تھا کہ کبھی میری آنکھیں خراب ہوئی ہی نہیں ہیں۔

ایسے ہی حضرت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کا بازو ابوجہل کے خلاف لڑتے لڑتے کٹ گیا تو سید عالم ﷺ نے یہی لعاب دھن استعمال کرتے ہوئے بازو کے ساتھ لگایا تو وہ کٹا ہوا بازو بدن کیساتھ لگ گیا۔

یہ ربّ ذوالجلال نے ہمارے محبوب علیہ السلام کو نفاست دی ہے۔

باقی لوگوں کے لعاب جراثیم کا گڑھ ہوتے ہیں۔ اور بیماریاں پھیلانے والے ہیں۔

مگر میرے محبوب علیہ السلام کے لعاب میں ہر جہت سے کیسی نفاست ہے۔

Marfat.com

کہ جس وقت اُس کو استعمال کیا جاتا ہے تو کہیں آنکھیں صحیح ہو جاتی ہیں۔
اور کہیں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں اور کہیں کسی کا بازو صحیح ہو جاتا ہے۔
یہ سرکار علیہ السلام کی جسمانی نظافت کا فیض ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک انفرادی شان عطا فرمائی ہے۔

"بول و براز کے لحاظ سے جسمانی نفاست"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ میں نے سرکار سے ایک دن پوچھا۔
اِنَّكَ تَأْتِي الْخَلَاءَ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ جس وقت قضاء حاجت کیلئے تشریف لے جاتے ہیں۔ تو اُس مقام پر جس وقت ہم جائیں تو۔
فَلَا نَرَى مِنْكَ شَيْئاً مِنَ الْأَذٰى ۔ (نسیم الریاض ۲/۲۰)
ہمیں وہاں پر کوئی گندگی نظر نہیں آتی۔
اس کا سبب کیا ہے؟
فَقَالَ لَهَا يَا عَائِشَةُ
آپ نے ارشاد فرمایا اے عائشہ:۔
اَوَمَا عَلِمْتِ اَنَّ الْاَرْضَ تَبْتَلِعُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الانبياء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُرٰى مِنْهُ شَيْءٌ (شفاء نسیم الریاض: ۲/۲۰)
تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام کیلئے ایک خاص اہتمام ہے۔
اللہ تعالیٰ کے انبیاء جس جگہ پر قضاء حاجت کریں تو زمین اُس کو نگل جاتی ہے۔ لوگوں کو

Marfat.com

کچھ بھی نظر نہیں آتا زمین کھا جاتی ہے۔

بہت سے آثار میں یہ بات موجود ہے کہ جہاں پر سرکار قضاء حاجت فرماتے تھے وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن وہاں سے خوشبو ضرور آتی تھی۔

سید عالم ﷺ کے وہاں جانے کی وجہ سے خوشبوئیں پھیل جاتی تھیں۔

اشعة اللمعات میں حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔

آپ نے ایک بار عذر کی وجہ سے بول کیلئے ایک پیالے کا استعمال کیا۔

ایک مرتبہ رات کو جب آپ نے پیالے میں بول فرمایا تو وہ ابھی چارپائی کے نیچے پڑا تھا کسی نے اُٹھا کے اُس کو لے جانا تھا۔

ایک صحابی آگئے اُن کو علم نہیں تھا کہ یہ بول نبوی ہے۔ ویسے پانی سمجھ کر نوش کر گئے۔

رسول اکرم ﷺ کا بول جس وقت وہ صحابی پی گئے۔

آور وہ اند کہ شخصے از تشنگان نادانستہ بگمان آب بول آنحضرت ﷺ را ازاں قدح بخورد

ایک شخص نے بول کو پانی سمجھتے ہوئے نوش کرلیا۔

تا زندہ بود بوئے خوش از اندام وے یافتہ میشد۔

جب تک وہ بندہ زندہ رہا جدھر سے وہ گذرتا تھا تو اُس کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول جس نے نہ جانتے ہوئے پی لیا تو آپ کے اُس بول کی وجہ سے جب تک وہ بندہ زندہ رہا اُس کے بدن سے مسلسل خوشبو آتی رہی تھی۔

یہ خوشبو اُس تک محدود نہیں رہی بلکہ۔

چند پشت در اولاد او نیز موجود بود ۔ (اشعۃ اللمعات ۱/۲۰۷)

اُس کی اولاد میں یہ خوشبو نسل در نسل آتی رہی۔

Marfat.com

اب ذرا سوچیے جن کے فضلات میں اتنی خوشبو ہو اُنکے پیکر میں کتنی بڑی خوشبو ہوگی۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ انداز زندگی میں اور وصال کے وقت بھی بدستور قائم رہا۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عنه غَسَّلْتُ النَّبِیَّ ﷺ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب آپ کے وصال کے بعد آپ کو غسل دیا۔

فَذَهَبْتُ اَنْظُرُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ اَجِدْ شَيْئًا

میں غسل دیتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر دیکھتا رہا تو کسی طرح کی آلودگی بدن سے باہر نہیں نکلی۔ بلکہ اُس وقت بھی سرکار کے بدن سے خوشبو آرہی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میری زبان سے الفاظ نکلے۔

قُلْتُ طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت آپ حیات تھے اُس وقت بھی آپ خوشبو والے تھے اور جب دنیا میں ظاہری حیات ختم ہوگئی ہے۔ اور دنیا سے جارہے ہو تو آج بھی آپ کے بدن سے خوشبو آرہی ہے۔

یہی لفظ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی استعمال کیے تھے۔

آپ نے جس وقت سرکار کے چہرے کا بوسہ لیا تو یہ لفظ آپ نے بھی بولے تھے۔

طِبْتَ حَيًّا وَّمَيِّتًا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری ہر ادا نرالی ہے۔ پہلے بھی دنیا میں آپ کی خوشبوئیں موجود ہیں اور آج دنیا سے جارہے ہو تو آج بھی بدن سے خوشبو آرہی ہے۔ یہ سرکار علیہ السلام کی دائمی نفاست ہے۔ جس کے لحاظ سے آپ کا مقام و مرتبہ تمام سے منفرد رہا۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔

Marfat.com

وَسَطَعَتْ مِنْهُ رِيحٌ طَيِّبَةٌ لَمْ يَجِدُوا مِثْلَهَا قَطُّ (نسیم الریاض ۲/ ۲۳-۲۴)

جس وقت ہم نے سرکار کو غسل دیا تو ایسی خوشبو آئی جیسے پہلے کبھی بھی نہیں آئی تھی یعنی پہلے ہم نے جو دنیاوی خوشبوئیں سونگھی ہوئی تھیں اُن میں سے کوئی خوشبو بھی اسکا مقابلہ کرنے والی نہیں تھی۔ جو بوقت غسل سرکار کے بدن سے باہر آ رہی تھی۔ دوسرے لوگ خوشبو کے محتاج ہیں مگر سرکار دنیا کی فضا میں خوشبو کو بانٹتے ہوئے تشریف لے کے جا رہے تھے۔

تا کہ لوگوں کو یہ یقین رہے کہ بدن کی نفاست ایمان کا حصہ ہے۔ ہمارا ایمان ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بدن کو نفاست اعلیٰ درجے کی عطا فرمائی ہے۔

"خون نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون مبارک میں علیحدہ ایک اپنی نفاست ہے۔

حضرت ابوطیبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجام تھے۔ سنگی لگاتے تھے۔

سرکار نے پچھنے لگوائے تو آپ کے بدن سے خون نکلا وہ پیالے میں موجود تھا۔ آپ نے حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ خون لے جاؤ اسکو کہیں زمین میں دفن کر دو جس وقت یہ آپ کی بارگاہ سے پیالہ لے گئے دیوار کے پیچھے پہنچے تو دل نے تسلیم نہ کیا کہ وہ پیکر جو عرش سے بھی مقدس ہو اُس کا خون زمین پر پھینک دیا جائے۔

تو انھوں نے وہ خون پی لیا۔ پھر واپس آ گئے۔

رسول اکرم ﷺ نے جب اُن سے پوچھا کہ تم نے خون کا کیا کیا؟

توانہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں برداشت نہیں کر سکا کہ میں اس خون

Marfat.com

کو نیچے گراتا۔ میں نے وہ خون پی لیا ہے۔

سرکار مدینہ نے ارشاد فرمایا:۔

اب اللہ نے تجھ پر جہنم کو حرام قرار دیا ہے۔

ایسے ہی جس وقت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدان احد میں زخمی ہوئے تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے سرکار کے جسم سے خون کو مرحم لگانے کیلئے چوس لیا پھر اُس کو نگل گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس واقعہ پر انکار نہیں کیا۔ ناراض نہیں ہوئے۔

یہ ارشاد فرما دیا:۔

لَنْ تُصِيْبَهُ النَّارُ (نسیم الریاض ۲/۲۹)

کبھی نار جہنم تمہارے قریب نہیں آئے گی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خون مبارک کے لحاظ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی موجود ہے کہ انہوں نے بھی سرکار کا خون مبارک پیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان پر بھی انکار نہیں فرمایا:۔

ایسے ہی حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے سرکار علیہ السلام کا پیشاب پی لیا۔ تو اس پر انکار نہیں کیا گیا۔ یہ ارشاد فرمایا:۔

اِذَنْ لَا تَلِجُ النَّارُ بَطْنَكِ (نسیم الریاض ۲/۲۱)

اے ام ایمن اب تمہارے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل نہیں ہو سکے گی۔

اب یہاں تک آثار کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے کہ ان فضلات کے لحاظ سے بھی محبت کا اظہار کیا جانے لگا تو وہ بھی اس سے محروم نہیں رہے۔

Marfat.com

فِیْ اِمْرَأَةٍ شَرِبَتْ بَوْلَهُ

ایک خاتون کے بارے میں روایت ہے جس کا نام برکت تھا اُس نے سرکار کا بول پی لیا تو

فَقَالَ لَنْ تَشْتَكِيَ وَجْعَ بَطْنِكِ (نسیم الریاض ۲/۳۱)

آپ نے اُس سے فرمادیا تجھے آج کے بعد کبھی بھی پیٹ کا درد نہیں ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے ہمہ جہت مناظر ہمارے سامنے موجود ہیں بالخصوص وہ گواہی کتنی بڑی گواہی ہے جو آپ کی والدہ ماجدہ کی ہے۔

وہ آپ کی نفاست کو بیان کرتی ہیں۔

عَنْ اُمِّهٖ آمِنَةَ رضی اللّٰه عنها قَالَتْ وَلَدْتُهٗ نَظِيْفًا مَابِهٖ قَذْرٌ

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

وَلَدْتُهٗ نَظِيْفًا مَابِهٖ قَذْرٌ (نسیم الریاض ۲/۳۴)

جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کے بعد اُسکو غسل دیا جاتا ہے اور پھر اُس کا بدن صاف ہوتا ہے۔

لیکن سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولادت کے وقت ہی جو نفاست اللہ کی طرف سے دی ہوئی ہے۔ اُس پر خود آپ کی والدہ گواہی دے رہی ہیں۔

آپ فرماتی ہیں کہ میں نے جس وقت ان کو جنم دیا تو ان کا بدن اُس وقت ایسا دھلا ہوا تھا۔ کہ کسی قسم کی کوئی آلودگی بدن مبارک پر موجود نہیں تھی۔

کسی طرح کی کوئی عیب دار چیز کا نام ونشان بھی آپ کے بدن پر نہیں تھا۔

یہ ربّ ذوالجلال کو منظور نہ تھا کہ اسی حالت میں آپ پر نگاہ پڑے تو کوئی آنکھ دیکھ کے یہ نہ کہے کہ ابھی پاکیزگی کی ضرورت تھی یوں کرلیا جاتا تو بدن صاف ہوجاتا۔

Marfat.com

ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کسی کو موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ کہ میرے محبوب علیہ السلام کی والدہ آپ کو ایک گھنٹہ کے بعد غسل دیں اور اتنے میں کوئی یہ کہہ دے کہ ان کے بدن پر فلاں چیز لگی ہوئی ہے۔ یہ میرے محبوب کے بدن کی نظافت کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جداگانہ اہتمام کیا۔ جداگانہ بندوبست کیا۔

ایسی ولادت کائنات میں کسی کی بھی نہیں ہوئی جیسی ولادت ہمارے محبوب علیہ السلام کی ہوئی ہے۔

ایسی نفاست اللہ نے ہمارے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائی ہے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن کو ولادت کے لمحے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی شان دی ہے۔ اتنی نفاست دی ہے۔

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۴)

وہ پھول بعد میں مزید مسکراتا چلا گیا۔

وہ چاند ہر لمحہ مزید چمکتا چلا گیا۔ مزید حسن و جمال اُنکو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا چلا گیا تو یہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی نفاست کا ایک انداز ہے اور اسی کا ایک حصہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے پیکر کو اپنی تخلیق کا شاہکار بنایا اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مظہر اتم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مطلقاً انسان کو احسن تقویم کہا ہے۔ سب سے خوبصورت چیز انسان ہے مگر تمام انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے جن کو سب سے زیادہ حسن دیا وہ ہمارے آقا ﷺ ہیں۔

یہ بھی نفاست کا ایک حصہ ہے کہ ایک سیرت نگار کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے موزوں اور خوبصورت اعضاء ہمارے نبی علیہ السلام کو دیئے ہیں وہ بھی آپ کے بدن کی عظمت کو اجاگر کرنے کیلئے ہے۔

Marfat.com

جیسی آپ کی آنکھیں ہیں ایسی کسی کی آنکھیں نہیں ہیں۔
جیسے آپ کے ابرو ہیں ایسے کسی کے ابرو نہیں۔ جیسے آپ کے ہونٹ گل قدس کی پتیاں ہیں۔ ایسے کسی کے ہونٹ نہیں۔ جیسے آپ کے رخسار ہیں ایسے کسی کے رخسار نہیں۔
جیسے آپ کی ناک مبارک ہے ایسی کسی کی ناک نہیں ہے۔
جیسی آپ کی گردن ہے ایسی کسی کی گردن نہیں ہے۔
اور آپ کے چہرہ پہ پُر نور داڑھی ہے ایسے کسی کی داڑھی نہیں ہے۔ آپ کے سینے جیسا کسی کا سینہ نہیں ہے۔ آپ کے بازووں جیسے کسی کے بازو نہیں ہیں آپ کے قدموں جیسے کسی کے قدم نہیں ہیں۔ آپ کے پیکر جیسا کسی کا پیکر نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت اس تمام مضمون کو سامنے رکھ کے کہہ رہے تھے۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفاست کا یہ مضمون آج اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ صحابہ کرام نے آنکھوں سے دیکھا ہم نہ دیکھ سکے مگر اُن کے بتائے ہوئے ضابطے تو ہمارے پاس ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ لَمْ یَکُنْ لَهٗ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل جلد نمبر 1، صفحہ نمبر: 57)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہمارے نبی علیہ السلام کا بدن اتنا نفیس ہے کہ آپ کھلے چہرے کے ساتھ باہر آجائیں تو سورج کی روشنی پر آپ کی روشنی غالب آجاتی ہے۔

اتنا بدن سے نور نکلنے والا ہے۔ اس قدر اُجالے بٹتے ہیں کہ آپ کے چہرے کا نور سورج پر غالب آجاتا ہے۔

اور صحابہ کرام کہتے ہیں کہ سرکار کا بدن تو بدن رہا ہم نے کبھی سرکار کے لباس پر مکھی کو بیٹھا ہوا نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ گندگی پہ بیٹھتی ہے۔ وہ آپ کے بدن پہ آکر بیٹھے یہ بدن کی نفاست کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کو روک رکھا ہے۔

سرکار کا بدن تو بدن رہا سرکار کے جسم سے جو کپڑا لگ جائے وہ کپڑا بھی اتنا محترم ہے۔ کہ مکھیوں کو بتا دیا گیا ہے۔ اے مکھیو اور جہاں تم چاہو جا کر بیٹھو مگر یہاں نہ بیٹھنا اسلیئے کہ یہ مقام ناز ہے۔ یہ نفاست کا مقام ہے۔ تو یہ دنیا میں نفاست کا اعلیٰ ترین منصب ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر
3

شانِ رسالت کی یکتائی

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (سورت الحجر آیت نمبر:۷۲)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پر نور شافع یوم النشور دستگر جہان غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

نہایت ہی معزز حضرات وخواتین!

ربّ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے تیسرے درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ہمارا آج کا موضوع ہے۔

''شان رسالت کی یکتائی''

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے۔ ماہ رمضان المبارک کے پر کیف لمحات میں صبح کی روشنی کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ فہم دین کی روشنیوں کا پھیلتا ہوا سلسلہ ہمارے سامنے ہے۔

اہل ایمان کے چمکتے ہوئے چہرے پورے ماحول کو وجد آفرین بنا رہے ہیں۔ ایسے میں بڑے ہی اہم موضوع پر گفتگو کرنے کا موقع میسر آ رہا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشرہ رحمت میں سب کی جھولیوں کو ابر کرم سے معمور فرمائے۔

اس سے قبل آپ نے منصب نبوت اور عقیدہ مومن کے نام سے گذشتہ سے پیوستہ سال گفتگو سماعت کی تھی اور پھر گذشتہ سال شان رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق پر گفتگو سنی تھی۔ لیکن آج شان رسالت کی یکتائی ہمارا موضوع ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ رسالت کا عقیدہ بنیادی عقائد میں سے ہے۔ اور اسلام کی پہچان اسی عقیدہ میں ہے۔

Marfat.com

ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور الوہیت پر یقین کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی کامل یقین ہے کہ حضور اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

اس سے ہمارا یقین اور عقیدہ استوار ہوتا ہے۔

شان رسالت کے سلسلے میں نہایت ہی حساس اور محتاط رویّے کی ضرورت ہے۔ آج چونکہ ہمارے ماحول میں اس سلسلے میں کوتاھی برتی جارہی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کے بارے میں گفتگو کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ ہم کس ذات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔

اور آپ کے معاملات پر بحث کرتے ہوئے انسان کو پہلے محبتوں اور عظمتوں کے سارے حوالے ذہن میں رکھنے چاہیں۔

آج ہمارے ماحول کو کچھ ایسی ناہمواریوں کا سامنا ہے۔ جس کی وجہ سے سینوں میں دکھ اور درد جنم لیتا ہے۔

شان رسالت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کچھ لوگ اُن تقاضوں کو پیش نظر نہیں رکھتے۔ جن کے بغیر شان رسالت کے بارے میں بات ہی نہیں ہوسکتی اسواسطے چند ایسے امور کو واضح کرنا بین الاقوامی فورم پر اور ہر جگہ ہمارے لئے ضروری ہے۔ تاکہ ہر شخص کا یقین محفوظ رہے اور اُس کی زبان سے ایسے الفاظ نہ نکلیں جو دوسروں کیلئے باعث تکلیف ہوں۔

سید عالم ﷺ کی ذات کا معاملہ ہو یا آپکی صفات کا معاملہ ہو یا معمولات کا معاملہ ہو کسی جہت سے بھی آپ کے بارے میں گفتگو کرتے وقت عامیانہ انداز نہیں ہونا چاہیے۔

آپ کی ہر جہت اتنی عظیم ہے اور ہر پہلو اس قدر تابناک ہے۔ کہ جس وقت ایک مومن

Marfat.com

اسکا تذکرہ کرے گا تو ایمانی اور ایقانی انداز میں یوں تذکرہ ہوگا۔ کہ جس سے واقعی یہ محسوس ہوگا کہ ایک انسان گفتگو کرتے وقت اپنے ایمان کی مٹھاس کا ذکر کر رہا ہے اور اپنے محبوب علیہ السلام کی محبت کا سندیسہ لوگوں تک پہنچا رہا ہے۔

ہر شئی سے زیادہ محبوب

شان رسالت کی یکتائی کے لحاظ سے سب سے پہلا مقام یہ ہے۔ کہ سید عالم ﷺ کی ذات دیگر تمام انسانی ذاتوں سے یکتا ہے آپکی ذات کو ایمان کا معیار بنایا گیا کوئی شخص اسوقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جس وقت تک کہ سید عالم ﷺ کی ذات گرامی پر اسے غیر مشروط یقین نہیں ہوتا اور محبوب علیہ السلام کی ذات کیساتھ ہر چیز سے بڑھ کے وہ پیار نہیں کرتا۔ جب کوئی شخص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو اس کائنات میں سب پر مقدم سمجھتا ہے اور سب سے بڑا محبوب قرار دیتا ہے اسی کے ساتھ ہی اس شخص کے ایمان کو عروج ملتا ہے اور ایمان مکمل ہوتا ہے اور اگر کسی کو یہ صورتحال زندگی بھر میسر نہ ہو تو اس کا ایمان نامکمل اور ادھورا ہوتا ہے اور اسے کبھی بھی اپنے ایمان کی لذت اور حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔

اس سلسلہ میں بخاری شریف کا یہ مقام پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ایسے انداز میں قَالَ لَهُ عُمَرُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ کہنے لگے۔

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا نَفْسِيْ

یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ﷺ ہیں۔کوئی چیز ایسی نہیں جسکی محبت میرے دل میں تم سے زیادہ ہو۔ ہر چیز سے بڑھ کر آپ مجھے محبوب ہیں۔

اِلَّا نَفْسِيْ سوائے میری جان کے

میری جان کے سوا باقی ہر چیز کی محبت پر آپکی محبت میرے نزدیک غالب ہے۔ ہر چیز کے مقابلے میں آپکی محبت کو ترجیح ہے اور ہر چیز کے مقابلے میں آپ میرے بڑے محبوب ہیں۔سوائے ایک جان کے۔میری جان سے جو مجھے پیار ہے اس پیار کی ابھی تمہاری محبت پر ترجیح ہے باقی تمام محبتوں سے آگے یارسول اللہ ﷺ آپکی محبت گزر چکی ہے اور میرے نزدیک آپ ہر چیز سے بڑھ کے سوائے میری جان کے بڑے محبوب ہیں۔

جسوقت سید عالم ﷺ نے یہ بات سنی تو۔

قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے۔

لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ

خلاصہ یہ ہے کہ عمر! ایسا معاملہ درست نہیں ہے ایمان ابھی پورا نہیں خدا کی قسم ہے کوئی شخص اسوقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسکے نزدیک ہر چیز سے میں محبوب نہ ہو جاؤں۔

خواہ دنیا کے انسان ہوں، دنیا کا مال ہو، اپنے بیٹے ہوں، اپنی اولاد ہو، اپنی جان ہو۔ ہر چیز سے مجھے مقدم مانا جائے گا تو پھر ایمان کی تکمیل ہوسکتی ہے، پھر ایمان کو عروج مل سکتا ہے اور پھر ایمان کو حلاوت اور مٹھاس میسر آسکتی ہے۔

جسوقت سید عالم ﷺ نے ''لا'' کہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رویے کی تردید کی تو

Marfat.com

ساتھ قسم اٹھا کے یہ کہا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ

مجھے اس رب کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایمان تب مکمل ہوتا ہے کہ جسوقت ہر چیز سے بڑھ کر مجھے محبوب بنایا جائے اور اپنی جان سے بھی زیادہ مجھے محبوب رکھے۔

اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ سنا۔

فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ فَاِنَّہُ الْاٰنَ وَاللّٰہِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ برجستہ بولے اور عرض کی اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ مجھے ہر چیز سے عزیز ہیں ہر انسان سے اور ہر محبوب چیز سے ہر مال سے اہل وعیال سے یہاں تک کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔

جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اعلان کیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْاٰنَ یَا عُمَرُ

(صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲/ص ۹۸۱۔قدیمی کتب خانہ کراچی)

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا ہے۔

یہاں یہ بات بڑی قابل غور ہے۔

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ عام لوگوں کی برابری ہوتی اور کوئی ذات انسانوں میں سے سرکار کی ہمسری کرنی والی ہوتی تو پھر اس کی محبت بھی ایسی ہی ہوتی جسطرح کہ نبی علیہ السلام کی محبت ہے۔ پھر اس ذات کی محبت کو بھی ایمان کا حوالہ قرار دیا جاتا۔ پھر اس ذات کی محبت کو بھی ایمان کی تکمیل کیلئے ضروری قرار دیا جاتا۔

Marfat.com

لیکن یہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے یقین اور ایقان کو واضح کردیا کہ کائنات کی ہرشی کے لحاظ سے آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب لگتے ہیں۔

تو اس سے شان رسالت کی یکتائی واضح ہوگئی۔

کہ اس ذات جیسی انسان میں کوئی ذات نہیں ہے۔ اس واسطے اس ذات کی محبت ہر ذات پر مقدم ہونی چاہیے۔ بلکہ یہ محبت فرض ہے۔ تب جا کہ ایمان مکمل ہوگا۔

تو سیدنا عمر کی گواہی کے مطابق اور خود سرکار کی تعلیم کے مطابق یہ عقیدہ واضح ہوا کہ شان رسالت کی یکتائی جب تک انسان کے ذہن میں نہیں آتی اُس وقت تک ایمان کامل نہیں ہوتا۔

یکتائی یہ ہے کہ اس شان جیسی کسی کی شان نہیں ہے۔ ان کی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں ہے۔ ان کی ہم پلہ کوئی انسان نہیں ہے۔ ان کی مثل کوئی بن نہیں سکتا۔ اگر کسی کی مثلیت کا کوئی گمان ہوتا کوئی وہم ہوتا تو پھر محبت کے لحاظ سے اس آخری اعلان کی ضرورت نہ پڑتی: جب رسول اللہ ﷺ یہ اعلان فرمارہے تھے۔ عمر اپنی ذات سے بھی مجھے عزیز سمجھو! مجھے محبوب سمجھو۔ جس طرح پوری کائنات سے بھی محبوب سمجھتے ہو! تب جا کے ایمان مکمل ہوگا۔

اسطرح یہ شان رسالت کی یکتائی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے اتنا پیار اور اتنی محبت کی جائے، کہ آپ کو کائنات میں سب سے زیادہ محبوب تصور کیا جائے اور اس کی تصدیق کی جائے کہ سرکار کی محبت میرے دل میں ہر چیز سے کہیں زیادہ ہے۔

(۲) یہاں اضافہ ہی اضافہ کا عقیدہ ہونا چاہیے:۔

رسول اکرم ﷺ کی شانِ رسالت کی یکتائی کے بارے میں امتی کا عقیدہ اضافہ کا ہونا چاہیے۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کا کوئی عمل مبارک کسی کتاب میں ملا تو کبھی بھی کوئی امتی سید عالم ﷺ کے عمل کیساتھ اپنا عمل کے لحاظ سے مقابلہ نہ کرے۔

رسول اکرم ﷺ کے معمولات کے برابر اپنے معمولات کا وزن نہ کرے۔ شان رسالت کی یکتائی ماننے کیلئے ضروری ہے کہ اگر کسی موقع پر آپ کا عمل مبارک سامنے آتا ہے تو مومن کیلئے یہ لازم ہے وہ اپنے عمل کو معمولی جانے اور رسول اکرم ﷺ کے ایک عمل کو اپنے ہزار عمل سے کہیں زیادہ سمجھے پھر جا کر ایمان برقرار رہ سکے گا۔

اگر اس نے تولنا شروع کر دیا اپنی نیکی پر نبی علیہ السلام کی نیکی کی برابری شروع کر دی یا اپنی نیکی کو ترجیح دینا شروع کر دیا۔ یا یہ خیال آ گیا کہ ہمارے نبی علیہ السلام نے اس معاملے میں کوئی بڑا عمل نہیں کیا۔ یا اس طرح کی کوئی صورتحال میں کسی وقت کسی کے ذہن میں آ جائے گی تو اس کا ایمان ضائع ہو جائے گا۔

آج ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے منہ والے لوگ جس وقت بات کرتے ہیں اُس وقت اُن کو خیال نہیں رہتا کہ ہم کس ذات کی بات کر رہے ہیں اور کس شخصیت کی بات کر رہے ہیں۔

اس کا ایک پرنور حوالہ موجود ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر جہت کے لحاظ سے عظمت عطا فرمائی ہے۔ خواہ دیکھنے میں آپ کا عمل تھوڑا نظر آئے یا دیکھنے میں آپ کا عمل زیادہ نظر آئے ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ یکتائی دی ہے کہ آپ کا تھوڑا عمل بھی دنیا بھر کے کئی عاملوں سے زیادہ نظر آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یُصَلِّیْ جَالِسًا

میں رسول اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سرکار بیٹھ کے نفل ادا کر

Marfat.com

رہے ہیں اور جس وقت سرکار نے سلام پھیرا تو میں نے یہ سوال کیا۔

حُدِّثْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّکَ قُلْتَ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰی نِصْفِ الصَّلٰوۃِ

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً، ج ۱/ص ۲۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

آپ کی طرف سے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حدیث مجھے پہنچی ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نفل پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف ثواب ملے گا۔ یہ فرمان مجھ تک پہنچا۔

لیکن اس وقت میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھ کے نفل ادا کر رہے ہیں۔ جبکہ فضیلت کا تقاضا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نوافل ادا کیے جائیں۔

کھڑے ہو کر نوافل ادا کرنے میں ثواب زیادہ ملے گا۔ بیٹھ کر نفل ادا کرے گا تو ثواب تھوڑا ہوگا۔

آپ کا ہر عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپ کے ہر عمل میں نور ہے۔ آپ کے ہر عمل میں روشنی ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت آپ کی عملاً صورتحال آپ کے قول کے برخلاف ہے۔ آپ خود بیٹھ کے نفل ادا فرمارہے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوبصورت جملہ سنیے جس وقت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا۔

وَاَنْتَ تُصَلِّیْ قَاعِدًا

آپ اس وقت نفل بیٹھ کے ادا کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اجلْ ہاں میں بیٹھ کے نفل ادا کر رہا ہوں

Marfat.com

لِكِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ (خصائص الرسول، ص ۲۸۲)

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب القصد فی العمل الفصل الثالث ص:۱۱۱)

اس لیے کہ میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، مجھ سے کوتاہی ہوگئی، یا مجھے یاد نہیں رہا، نہیں نہیں، بلکہ آپ کے فرمان کا مطلب یہ نکلا میرے صحابی یاد رکھو میں بیٹھ کے پڑھوں تو تمہارے کروڑ مرتبہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے افضل ہے۔

میرا پڑھنا اور ہے تمہارا پڑھنا اور ہے۔ میری حیثیت اللہ کے دربار میں اور ہے تمہاری حیثیت اللہ کے دربار میں اور ہے۔

صحابی پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نماز بیٹھ کے پڑھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا (اَجل) ہاں میں بیٹھ کے پڑھ رہا ہوں لیکن کمی کا خیال نہ کرنا ثواب کے کم ہونے کا نہ سوچنا کیوں؟

لِكِنِّیْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۸۲)

میں تم میں کسی کی طرح نہیں ہوں، تم میری طرح نہیں ہو۔

تم میرے ہم پلہ اور مثل نہیں ہو سکتے، تم اور ہو میں اور ہوں، تمہاری بندگی اور ہے میری بندگی اور ہے، میرا قیام کرنا اور ہے۔ تمہارا قیام کرنا اور ہے۔

تم گھنٹوں قیام کر کے اگر نفل پڑھو تو اُن کی وہ فضیلت نہیں ہوگی، جو میں بیٹھ کے منٹوں میں پڑھوں گا، مجھے وہ فضیلت مل جائے گی اس لیے کہ مجھے میرے خدا نے یکتا بنایا ہے۔ اگر قیام کر کے کھڑے ہو کر نفل ادا کرتا ہوں تو پھر بھی وارے نیارے ہوتے ہیں اور اگر بیٹھ کے رب کو سجدہ کرتا ہوں تو پھر بھی اللہ کی رحمت کے نظارے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

ایسے ہی رسول اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کا معاملہ ہے کہ آپ نے صوم وصال رکھنا شروع کر دیے تو سرکار کے صحابہ نے بھی صوم وصال رکھنا شروع کر دیئے جس وقت صوم وصال کی وجہ سے صحابہ کمزور ہونے لگے تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اتنے کمزور کیوں ہو گئے ہو۔

تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ہم روزہ رکھتے ہیں اور پھر اُس کو ملا دیتے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا کیوں کرتے ہو تو وہ کہنے لگے۔

تُوَاصِلُ

یا رسول اللہ ﷺ چونکہ آپ کرتے ہیں، تم ہم بھی ایسا کرتے ہیں اور روزہ افطار کیے بغیر دوسرے کے ساتھ ملاتے ہو تو ہم نے بھی ملانا شروع کر دیا، تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ

کون ہے تم میں سے میری مثل

تم میں سے کوئی میری مثل نہیں ہے میرے انداز اور ہیں اور میرے تقاضے اور ہیں تمہیں اپنی حد تک سوچنا ہوگا اور اپنی حیثیت سے دیکھنا ہوگا۔

اس واسطے رسول اکرم ﷺ نے بارہا ایسے الفاظ بول کے اپنی فضیلت کو بیان کر دیا۔

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب النھی عن الوصال، ج ۱/ص ۳۵۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

کون ہے جو میری مثل ہو۔

آپ نے واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یکتا شان دی ہے اور یہ منفرد مقام ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کی اللہ کے دربار میں جو حیثیت ہے اُس کے لحاظ سے سرکار کا بیٹھ کے نفل پڑھ لینا اُن کا بھی وہ مرتبہ ہے۔ جو ہم کروڑوں بار کھڑے ہو کر پڑھیں تو ہمیں میسر نہیں آ سکتا۔
تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ جو یکتائی اس محبوب علیہ السلام کے مرتبہ کی ہے وہ دنیا میں اور کسی بھی شخصیت کو میسر نہیں ہے۔

اس مقام پر وضاحت کیلئے حضرت مجدد الف ثانی کا ایک مکتوب پیش کرتا ہوں۔
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

مزارعان و قُلبہ رانان نیز خدمت پادشاهاں میکنندامّا خدمت مقرّبان دیگر است

مزارع اور ہل چلانے والے بھی بادشاہوں کی خدمت کرتے ہیں لیکن بادشاہوں کے مقرّبین کی خدمت اور ہے۔
ایک بادشاہ کے کچھ مزارع ہوتے ہیں اور کچھ ہل چلانے والے ہوتے ہیں۔
بادشاہ کی خدمت مزارع بھی کرتا ہے اور ہل چلانے والا بھی کرتا ہے۔
ایک طرف اُس کا مقرب ہے جو اُس کے دربار میں بڑے منصب پر اُس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ وہ بھی بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے اور دوسری طرف مزارع بھی بادشاہ کے کھیت میں ہل چلا کے بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے۔

آنجا نام زراعت و قلبہ رانی بُردن عین معصیت است

اس مقرب کیلئے ہل چلانے کا تصور بھی کرو گے تو گناہ ہوگا۔ وہ بہت اونچے مقام و مرتبہ والا ہے اُس کی ذمہ داری اور ہے چارہ کاٹنے والے خادم اور ہیں اور منصب وزارت پر ساتھ بیٹھنے والے بادشاہ کے مقرب اور ہیں۔
حضرت مجدد علیہ الرحمۃ ان دونوں چیزوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ومُزد ہر کار باندازۂ آں کار است

ہر کام کی مزدوری اُس کے کام کی حیثیت سے ہوتی ہے۔

جتنا بڑا کام ہے اتنا بڑا انعام ہے۔ اتنی بڑی تنخواہ ہے۔ اتنا بڑا اسکا سٹیٹس ہے۔

قلبه رانان لمحنت تمام در روزے يك تنگه اجرت ميگيرند

ہل چلانے والے دن بھر کی شدید محنت کے بعد ایک دن کی مزدوری ایک ٹکا پاتے ہیں

یہ مزدور اور ہل چلانے والا سارا دن کام کر کے تھک جائے تو ایک ٹکا اس کو اجر ملتا ہے

اس کو تھوڑی سی مزدوری ملتی ہے۔

مقرب درساعتي بخدمت خضور مستحق لكها ميگرد

بادشاہ کا مقرب ایک ساعت میں خدمت حضور کی وجہ سے کئی لاکھ کا مستحق بن جاتا ہے۔

مع ذالك اور ابايں لكها هيچ تعلقي نيست گرفتارِ قرب شاه است

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، مکتوب نمبر ۱۲۷، حصہ سوم، ص ۷)

پھر بھی اُس مقرب کو جو بادشاہ کے دربار میں لاکھوں انعام پا رہا ہے۔ اُس کو لاکھوں سے کوئی پیار نہیں ہوتا بادشاہ کے قرب سے پیار ہوتا ہے۔

اس مثال کو بیان کر کے مجدد الف ثانی واضح کرتے ہیں۔

فرمانے لگے ہمارا معاملہ جو اللہ کے دربار میں ہے وہ ایک مزارع کا سا ہے۔

ہماری حیثیت ایک مزدور کی سی ہے۔ ہماری حیثیت ایک ہل چلانے والے کی سی ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دربار میں کرسی مقرب پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔

عام کھیتی باڑی کرنے والے کا ٹائم زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن اجرت بہت کم ہوتی ہے۔ مگر مقرب آدمی اگر تھوڑا سا ٹائم لگاتا ہے تو اس کی حیثیت بہت بڑی ہوتی ہے کبھی مزدور اور مزارع کو وہ مقام نہیں مل سکتا۔ جو مقام ایک مقرب کا ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے یہ واضح کر دیا ہے۔ اگر ہم دن میں ہزار نفل بھی پڑھ لیں۔ ہمیں ہزار نفل پڑھنے میں وہ مرتبہ نہیں ملے گا جو نبی علیہ السلام کو دو رکعت پڑھنے میں مل جائے گا۔

چونکہ آپ ﷺ مقرب بارگاہ ایزدی ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی سلطنت کے وزیر اعظم ہیں آپ ﷺ اللہ کے دربار میں کرسی مقرب پہ جلوہ گر ہیں۔

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے۔

لہٰذا آپ ﷺ کا معاملہ ایسا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ کے دربار میں متوجہ رہتے ہیں کہ جس کی وجہ آپ ﷺ پر حالتِ نوافل کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے انوار و تجلیات برستے رہتے ہیں۔

لہٰذا حضرت مجدد الف ثانی نے اس حدیث کی وضاحت کامل طریقے سے فرما دی۔

جہاں نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں بیٹھ کے نفل ادا کر رہا ہوں مگر اس لئے بیٹھ کے پڑھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسا دنیا میں کسی کو نہیں بنایا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے الفاظ بڑے عجیب ہیں۔

مقرب در ساعتی بخدمت حضور مستحق لکھا میگرد و مع ذالک

مقرب آدمی کو بادشاہ کے دربار میں ایک ساعت کے کئی لاکھ ملتے ہیں۔

اس کے باوجود کہ اُسے ایک ساعت میں کئی لاکھ ملتے ہیں۔ اُس مقرب کی نگاہ لاکھ کی طرف نہیں ہوتی ہر وقت اُس بادشاہ کے دربار کی طرف ہوتی ہے۔

اس لیے رسول اکرم ﷺ کی شانِ رسالت کی یکتائی پیش نظر رکھتے ہوئے۔

ہمیں آپ کے مرتبہ کے مطابق گفتگو کرنا ہوگی کہ امتی عمل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کے برابر کبھی نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ یہ نہ کہے میں زیادہ نفل پڑھتا ہوں۔

یا میں زیادہ روزے رکھتا ہوں۔ یا میں نے حج زیادہ کر لئے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک حج کیا تھا میں نے اتنے حج کر لئے ہیں لہٰذا میرے حج زیادہ ہو گئے ہیں۔ نہیں!

محبوب علیہ السلام کا ایک حج بھی کروڑوں حجوں پر بھاری ہے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منفرد مقام بخشا ہے۔

(۳) وہ انداز جسکے جواب میں کمی کا احتمال ہو وہ جائز نہیں

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اِنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ

سرکار علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آ گیا۔

فَقَالَ کَیْفَ تَصُوْمُ

اُس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیسے روزہ رکھتے ہیں۔

مطلب یہ تھا کہ رمضان کے علاوہ روزانہ رکھتے ہو یا ایک دن چھوڑ کے رکھتے ہو۔ کتنے مہینے میں رکھتے ہو۔ یہ سوال تھا کہ آپ کے روزے کی کیفیت کیا ہے۔

فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ قَوْلِہٖ

سرکار علیہ السلام کو اُس کے اس قول سے غصہ آ گیا۔ کہ تم نے مجھ سے یہ سوال کیوں کیا؟ شانِ رسالت کی یکتائی کا معاملہ آپ سے صحابی پوچھ بیٹھے۔

کَیْفَ تَصُوْمُ

Marfat.com

آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں۔

تو آپ غصے میں آ گئے۔ کتنا غصہ سرکار کو آ گیا۔

فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَهٗ

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرکار کا غصہ دیکھا تو کہنے لگے۔

رَضِیْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب ثلاثۃ ایام من کل شھر ج ۱/ص ۳۶۷۔ قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار کہتے رہے کہ اے محبوب ہم اللہ کو رب مانتے ہیں۔

اسلام کو دین مانتے ہیں آپ کو نبی (غیب دان) مانتے ہیں۔ یہ غصہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کے غضب سے اور آپ کے غضب سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غصے کے اسباب کیا ہیں۔

اب دیکھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائیں تو ہر وقت آپ کی طرف سے ابر کرم برستا رہے اور غلاموں کیلئے دامان رحمت کھول کے رکھیں۔

مگر اس موقع پر سائل نے صرف اتنا پوچھا ہے کہ

کَیْفَ تَصُوْمُ

اے محبوب آپ روزہ کیسے رکھتے ہیں۔

تو محبوب علیہ السلام کو غصہ آ گیا اس کا سبب کیا تھا۔

شان رسالت کی یکتائی دیکھیے۔ سبب یہ تھا کہ تم نے سوال غلط کیا۔

تمہیں سوال کرنے کا طریقہ نہیں آتا۔ تم مجھ سے کیوں پوچھتے ہو، کَیْفَ تَصُوْمُ ؟

Marfat.com

تم یہ پوچھو کَیْفَ اَصُوْمُ ؟

مجھ سے نہ پوچھو کہ اے محبوب تم روزہ کیسے رکھتے ہو۔

اے پوچھنے والے یہ پوچھو کہ میں روزہ کیسے رکھوں۔

"کَیْفَ تَصُوْمُ" تم نے کیوں کہا میرا معاملہ اور ہے تمہارا معاملہ اور ہے

میرا روزہ رکھنے کا جو انداز ہے اُس کے پیچھے اور اسباب ہیں۔ اُس کے پیچھے تقاضے اور ہیں۔ تم اپنی حیثیت کے مطابق پوچھو۔ تم اپنے بارے میں پوچھو۔

تم نے میرے بارے میں سوال کیوں کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ سَبَبُ غَضَبِهٖ ﷺ اَنَّهٗ کَرِهَ مَسْئَلَتَهٗ لِاَنَّهٗ یَحْتَاجُ اِلٰی اَنْ یُّجِیْبَهٗ وَیَخْشٰی مِنْ جَوَابِهٖ مَفْسَدَةً وَهِیَ اَنَّهٗ رُبَّمَا اعْتَقَدَ السَّائِلُ وُجُوْبَهٗ اَوِ اسْتَقَلَّهٗ اَوِ اقْتَصَرَ عَلَیْهِ وَکَانَ یَقْتَضِیْ حَالُهٗ اَکْثَرَ مِنْهُ وَاِنَّمَا اقْتَصَرَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ لِشُغْلِهٖ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِیْنَ وَحُقُوْقِهِمْ وَ حُقُوْقِ اَزْوَاجِهٖ وَاَضْیَافِهٖ وَالْوَافِدِیْنَ اِلَیْهِ وَلِئَلَّا یَقْتَدِیَ بِهٖ کُلُّ اَحَدٍ فَیُؤَدِّیْ اِلَی الضَّرَرِ فِیْ حَقِّ بَعْضِهِمْ وَکَانَ حَقُّ السَّائِلِ اَنْ یَّقُوْلَ کَمْ اَصُوْمُ اَوْ کَیْفَ اَصُوْمُ فَیَخُصَّ السُّؤَالَ بِنَفْسِهٖ لِیُجِیْبَهٗ بِمَا یَقْتَضِیْهِ حَالُهٗ کَمَا اَجَابَ غَیْرَهٗ بِمُقْتَضٰی اَحْوَالِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

(مسلم شریف، ج ۱/ص ۳۶۷)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس لیے ناراض ہوئے آپ ﷺ اس کے جواب میں جب بتائیں گے کہ میں روزہ ایسے رکھتا ہوں تو اس کے اندر ہو سکتا ہے پوچھنے والا ان روزوں کو تھوڑا سمجھے۔ ہو سکتا ہے پوچھنے والا اُن روزوں کو اپنے اوپر واجب سمجھ لے۔

Marfat.com

ہوسکتا ہے پوچھنے والے کا کہیں اور خیال چلا جائے اُس کو یہ پتہ نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ نے تھوڑے رکھے تو کیوں تھوڑے رکھے۔

آپ ﷺ نے زیادہ رکھے تو کیوں زیادہ رکھے۔ آپ ﷺ نے ملا کے رکھے تو کیوں؟

اس کے پیچھے آپ ﷺ کی خصوصیت ہے۔ آپ ﷺ کے اپنے معاملات ہیں۔

آپ ﷺ نے امت کیلئے نرمی بھی پیدا کرنی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے امت کیلئے ابر کرم بھی بننا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے روزانہ لوگوں کی مشکلیں حل بھی کرنی ہوتی ہیں۔

آپ ﷺ نے روزانہ لوگوں کی مدد بھی کرنی ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ ساری چیزوں کو دیکھ کر گھر کا کام امت کی مشکل کشائی مہمانوں اور وفود کو ٹائم دینا اور پھر امت کیلئے احکام کی نرمی ان سب کو پیش نظر رکھ کے روزے رکھنا ہے۔ اُس کے پیچھے حکمت ہوتی ہے۔ عام سننے والا فوراً اُس تک نہیں پہنچ سکے گا۔ جس وقت امتی کمی کا سوچے گا تو گمراہ ہوجائے گا۔ جس وقت اُس کو یہ خیال آئے گا کہ آپ نے نفلی روزے تھوڑے رکھے ہیں۔ پھر اُس کا ایمان خطرے میں ہوگا۔ لہٰذا تم مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ تم کیسے روزہ رکھتے ہو بلکہ پوچھنے والا یہ پوچھے یارسول اللہ ﷺ میں کیسے روزے رکھوں۔

آپ کی ذات کے بارے میں کوئی سوال نہ کرے رسول اللہ ﷺ کی ذات کا معاملہ اتنا حساس ہے کہ کوئی سیرت نگار اُس پر تبصرہ نہ کرے حکمت کے پیش نظر کوئی عمل تھوڑا کیا گیا تو کوئی یہ نہ کہے ہمارے نبی علیہ السلام نے یہ نیکی تھوڑی کی ہے۔ جس کی وجہ سے ایمان زائل ہوسکتا ہے۔

تو شان رسالت کی یکتائی کے لحاظ سے ہر مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ بولتے وقت ہمیشہ اس بات پر اپنا یقین رکھے کہ ہمارے نبی علیہ السلام میں کمال ہی کمال ہے۔

Marfat.com

عروج ہی عروج ہے۔شان ہی شان ہے۔عظمت ہی عظمت ہے۔

خواہ کوئی لفظ ایسا ہی سامنے آجائے کہ جس میں کمی کا وہم پڑتا ہو۔مگر مومن کی شان یہ ہے کہ وہ کمی کا نہیں سوچے گا بلکہ جب بھی سوچے گا اپنے پیغمبر ﷺ کی برتری کا سوچے گا۔

(۴) رسول اکرم ﷺ کی غلامی کو سندِ نجات ماننا:۔

سرکار کی غلامی کو سندِ نجات مانتا ہو تو پھر شانِ رسالت کے بارے میں یقین محکم رہے گا اگر نبی علیہ السلام کی غلامی کو سندِ نجات نہیں مانتا تو شانِ رسالت کے بارے میں یقین ڈھیلا ہو جائے گا۔لیکن یہ بات ذہن میں رکھیے۔

کہ یہ سندِ نجات عقیدے کے لحاظ سے ہے۔ورنہ عمل کے معاملے کی ضرور پوچھ ہوگی عمل میں جہاں کوتاہی ہوگی اُس کو سزا ضرور ہوگی بالآخر وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

لیکن کسی شخص کو اس سلسلے میں شک رہتا ہو۔کہ نبی علیہ السلام کا کلمہ تو میں نے پڑھا ہے پتہ نہیں یہ کلمہ فائدہ دیتا ہے یا نہیں۔پتہ نہیں سرکار کی غلامی فائدہ دیتی ہے یا نہیں۔اگر ایسا اُس کا یقین ہے۔تو وہ کوئی یقین نہیں ہے۔اُس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی نہ ہی اُس کا کوئی فائدہ ہوگا۔

یہ مومن کے ایمان کیلئے شرط اوّل ہے کہ اُس کو یہ پکا یقین ہونا چاہیے کہ جب سرکار کا کلمہ میں نے پڑھ لیا ہے تو عقیدے اور ایمان کے لحاظ سے مجھے کوئی چیز نہیں روک سکتی لیکن باقی رہا عمل کا معاملہ تو میں کوشش کرتا رہوں گا۔تاکہ مکمل عمل ہو جائے اور ڈائریکٹ اُس کو جنت نصیب ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ

رسول اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اُس کا امیر ایک انصاری صحابی کو بنا دیا۔

وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْمَعُوْا لَهٗ وَيُطِيْعُوْا

آپ نے اُن کو حکم دیا کہ تم نے اپنے امیر کی بات ماننی ہے اور اُس پر عمل کرنا ہے۔

جس وقت لشکر پہنچ گیا۔

فَاَغْضَبُوْهُ فِيْ شَيْءٍ

اُس امیر کے سپاہیوں سے کوئی حرکت ایسی ہو گئی جس نے امیر کو غصہ دلا دیا۔

اُس نے کہا۔

اَجْمِعُوْا لِيْ حَطَبًا

تم سارے میرے لئے لکڑیاں اکٹھی کرو۔

تو جس وقت لکڑیاں اکٹھی ہو گئیں تو اس امیر نے کہا۔

اَوْقِدُوْا نَارًا

اب آگ جلا دو۔ لکڑیوں کو آگ لگا دو۔

فَاَوْقَدُوْا

انھوں نے آگ لگا دی۔

جس وقت بہت سی لکڑیوں میں آگ بھڑکنے لگی۔

اب امیر لشکر سارے صحابہ کرام کو جمع کر کے خطاب کرنے لگے۔

اَلَا يَاْمُرُكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَسْمَعُوْا لِيْ وَتُطِيْعُوْا؟

کیا تمھیں سرکار نے حکم نہیں دیا تھا کہ تم نے میری بات کو سن کر اس پر عمل کرنا ہے۔

Marfat.com

سب نے کہا ہمیں سرکار نے حکم دیا تھا۔ کہ تم نے امیر کے کہے پہ عمل کرنا ہے۔
پھر انصاری صحابی نے کہا:
فَادْخُلُوْهَا
میرا حکم ہے اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔
اب عجیب معاملہ تھا۔ سارے صحابہ سمجھ دار ہیں۔ آگ جل رہی ہے اور اطاعت امیر کا عجیب موقع آگیا ہے۔ امیر کہنے لگے نبی علیہ السلام نے خود کہا تھا کہ تم نے میری بات ماننی ہے۔ لہٰذا میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ تم اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔
ایک طرف ظاہری حکم تھا اور دوسری طرف ایک باطنی عقیدہ تھا۔
جس وقت امتحان ہوا تو
فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ
وہ صحابہ کرام ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔
کہ ہمارے امیر ہمیں کیسا حکم دے رہے ہیں۔ ہم خودکشی کریں آگ میں کود جائیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔
جس وقت انھوں نے بار بار اپنے امیر کا یہ حکم سنا (فاد خلو ھا) کہ آگ میں داخل ہو جاؤ تو صحابہ کرام نے ایک ہی جواب دیا۔ وہ کہنے لگے۔
اِنَّمَا فَرَرْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ النَّارِ
اس آگ سے بچنے کیلئے تو ہم نے نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھا تھا اور اگر سرکار کا کلمہ پڑھ کے ہم نے آگ میں ہی جانا ہے۔ تو ہمارے کلمہ کا فائدہ کیا ہوگا۔
اب یہ اُن کے دل نے گواہی دی۔ کہ ٹھیک ہے کہ آپ نے جو ہمیں حکم دیا تھا اُن کا

Marfat.com

مطلب اور ہے۔ یہ نہیں ہے کہ امیر کے کہنے پر ہم خودکشی کر جائیں۔

اب امیر کو سمجھانے کیلئے جو انہوں نے جملہ بولا۔

وہ شان رسالت کی یکتائی کا ایک باب ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے جو سرکار کا کلمہ پڑھا تو ہم کلمہ پڑھ کے آگ سے بچ گئے۔ اب ہم کیسے خود آگ میں داخل ہو جائیں اس واسطے تم جو کہتے رہو ہم آگ میں داخل نہیں ہونگے۔

ہمارے پاس ایک قانون ہے۔ ہمارا ایک عقیدہ ہے اور ایک نظریہ ہے۔

اِنَّمَا فَرِرْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنَ النَّارِ

ہم تو دوزخ سے بچنے کیلئے سرکار کے دامن کے نیچے چھپ گئے ہیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سرکار کا دامن دوزخ سے تو بچالے اور دنیا کی آگ میں جلا دے۔

نہیں نہیں!

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تعلیمات نبوی کا حصہ نہیں ہے۔ اس واسطے جن کا ہم نے کلمہ پڑھا ہے۔ وہ ذات ایسی ذات ہے جس نے ہمیں آگ سے بچالیا ہے۔

فَکَانُوْا کَذٰلِکَ

امیر کہتے رہے کہ تم آگ میں داخل ہو جاؤ صحابہ کہتے ہیں۔ ہم آگ میں داخل نہیں ہو سکتے اتنے میں کیا ہوا۔

فَسَکَنَ غَضَبُہٗ

اتنے میں امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔

اُطْفِئَتِ النَّارُ

آگ کو بجھا دیا گیا۔

Marfat.com

لَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا

جس وقت وہ لوٹ کے واپس آئے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا۔

کہ ہمارے امیر نے ہمیں یہ کہا تھا کہ لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلاؤ آگ جلادی تو انھوں نے ہمیں کہا کہ اس میں اب داخل ہو جاؤ۔ پھر ہم نے یہ جملہ بولا کہ ہم نے تو آگ سے بچنے کیلئے نبی علیہ السلام کا کلمہ پڑھا اور سرکار کے دامن رحمت میں آئے ہیں۔ ہم کبھی بھی آگ میں داخل نہیں ہونگے۔

یہ بات سن کر سید عالم ﷺ نے کیا فرمایا:

فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْھَا مَا خَرَجُوْا مِنْھَا اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔

(صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام، ج ۲/ص ۱۰۵۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء ج ۲/ص ۱۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی)

آپ نے فرمایا میرے صحابہ تم نے بہت اچھا کیا اگر اس کے کہنے پر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو کبھی اس سے باہر نہ نکل سکتے۔

اور جس طاعت کا میں نے حکم دیا تھا اس کا مطلب معروف کے اندر طاعت ہے۔ گناہ کے اندر طاعت نہیں ہے۔ امیر کی اطاعت ضروری ہے لیکن وہ اطاعت نیکی میں ہے۔ بدی میں اطاعت نہیں ہے۔

یہاں جس چیز کو بیان کرنے کیلئے اس حدیث کو سامنے رکھا گیا وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں یکتائی کا عقیدہ اس قدر پکا ہونا چاہیے جیسے صحابہ کرام کے سامنے بار بار تقاضا ہو رہا تھا اور سرکار سے سنا بھی تھا کہ تم نے اپنے

Marfat.com

امیر کی اطاعت کرنی ہے۔لیکن اس جگہ سوئی بالکل رک چکی تھی اور پکا یقین تھا کہ آپ کو مان کر ہم آگ سے بچ گئے ہیں۔

جس محبوب نے ہمیں جہنم کی آگ سے بچالیا ہے۔اُس کی شریعت کا یہ تقاضا نہیں ہو سکتا ہے کہ ہم جیتے جاگتے آگ میں داخل ہو جائیں۔

لہٰذا جس وقت اس طرح پختہ یقین بندے کو میسر آتا ہے تو پھر اُسے پتہ چلتا ہے۔کہ سرکار کا کلمہ پڑھنے میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔

(۵) ہر ادا میں عظمت جاننا:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا میں عظمت جاننا یہ شان رسالت کی یکتائی ہے۔اس سلسلہ میں قابل توجہ یہ ہے کہ آپ نے وضو فرمایا۔آپ نے تین، تین بار بھی وضو فرمایا اور ایک ایک بار بھی اعضا کو دھویا۔

ایک ہے تین بار اعضاء کو دھونا اور ایک ہے کہ صرف ایک ایک بار اعضاء کو دھونا ان دونوں کو سامنے رکھتے ہوئے جس وقت ہم دیکھیں گے۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں امتی کا یقین کیا ہونا چاہیے۔

امام طحاوی نے اسکی بڑی اعلیٰ وضاحت کی ہے۔

اس پر کوئی نام نہاد تبصرہ کرے تو وہ اس طرح کرے گا کہ ایک بار تو کامل وضو کرلیا۔

دوسری بار ناقص وضو کرلیا۔

اس میں حکمت کوئی نہیں ویسے ایک بار دھولیا ہے۔نہیں نہیں!

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ کے ہر فعل میں عظمت ہے۔

اور ہر انداز میں عظمت ہے۔ اگر اعضاء کو تین بار دھویا ہے تو اُس میں بھی عظمت ہے اگر ایک بار دھویا ہے تو اس میں بھی عظمت ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں۔

قَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَکُوْنَ قَدْ فَعَلَ شَیْئاً وَغَیْرُہٗ اَفْضَلُ مِنْہُ عَلٰی التَّوْسِعَۃِ مِنْہُ عَلٰی اُمَّتِہٖ کَمَا تَوَضَّاءَ مَرَّۃً مَرَّۃً وَکَانَ وُضُوْءُہٗ ثَلٰثًا اَفْضَلَ مِنْ ذَالِکَ

(شرح معانی الآثار کتاب الصلوۃ باب الوقت الذی یصلی فیہ الفجر ای وقت ھو، ج ۱/ص ۱۳۲، مکتبہ امدادیہ ملتان)

یہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فعل کریں حالانکہ افضل دوسرا فعل ہے آپ ﷺ نے جو (بظاہر) غیر افضل کیا اسمیں کمال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے وہ اپنی طرف سے اپنی امت کو سہولت دینے کے لیے کیا جیسا کہ آپ ﷺ نے وضو میں ایک ایک مرتبہ اعضاء دھوئے حالانکہ آپ ﷺ کا اعضاء کو تین بار دھونا اس سے افضل تھا۔

جب تین بار اعضاء کو دھویا ہے تو کامل وضو کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ کہ فضیلت کس وضو میں ہے اور عظمت کس وضو کی ہے۔

اور فرمایا کہ سرکار مدینہ ﷺ نے جب ایک بار دھویا ہے۔ تو سرکار اس میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے تھے۔

رسول اکرم ﷺ اپنی امت کو یہ سبق دے رہے تھے کہ اگر جلدی میں یا پانی تھوڑا ہونے کی صورت میں ایک ایک بار بھی اعضاء دھو لو گے تو نماز پھر بھی ہو جائے گی۔

تو دونوں میں ایک نور ہے دونوں میں ایک روشنی ہے۔ اسکو کوئی معاذ اللہ یہ نہ کہے کہ ہمارے نبی علیہ السلام کبھی ایک بار دھو لیتے ہیں۔ کبھی تین بار دھو لیتے ہیں۔ پتہ نہیں

Marfat.com

چلتا کہ سنت ہمارے لئے کیا ہے۔نہیں نہیں!

کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ مشقت کی وجہ سے تین بار نہیں دھویا جاتا ایک بار دھو لیتا ہوں۔
نہیں، امت پر شفقت کیلئے، کرم کرنے کیلئے، رحمت کیلئے اگر سرکار ﷺ تین بار دھوتے ہیں۔ پھر بھی کمال کرتے ہیں۔ایک بار دھوتے ہیں پھر بھی کمال کرتے ہیں۔

''شانِ رسالت کی یکتائی غصہ میں بھی انصاف''

شانِ رسالت کی یکتائی میں یہ بات پیش نظر رہے کہ لوگوں کا غصہ غصہ ہوتا ہے۔لیکن میرے محبوب علیہ السلام کے غصے کو عام لوگوں کے غصے کیساتھ تعبیر نہیں کرنا چاہیے اور عام لوگوں کے غصے کے ساتھ تمثیل بیان نہیں کرنی چاہیے۔

عام لوگ غصے میں آکر انصاف کے تقاضوں سے ہٹ بھی سکتے ہیں۔

مگر میرے محبوب علیہ السلام کی یکتائی یہ ہے۔اگر غصہ نہیں تو پھر بھی انصاف ہے۔اگر غصہ آگیا تو پھر بھی انصاف ہے۔

اگر کسی شخص نے تنقید کر ڈالی ہے تو نبی علیہ السلام نے اپنی طرف سے بے انصافی نہیں ہونے دی محبوب علیہ السلام نے پھر بھی انصاف کی بلندیوں کو پورا فرمایا ہے۔

تو یکتائی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا صبر دیا ہے مخالف جس طرح کا بھی آجائے جو بھی کہہ جائے۔محبوب علیہ السلام اپنے موقف سے ہٹنے والے نہیں ہیں۔

اپنے عدل اور انصاف میں کسی طرح کا فرق لانے والے نہیں۔

چشم فلک نے دیکھا جیسا بھی موقع آیا ہے۔محبوب علیہ السلام کے غصے نے بھی انصاف کر کے دکھایا ہے۔

Marfat.com

خَاصَمَ الزُّبَیْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جو سرکار علیہ السلام کے پھوپھی زاد بھائی ہے۔اُن کا اور ایک منافق کا جھگڑا ہو گیا تھا۔حضرت زبیر کا رقبہ انصاری کے رقبہ سے پہلے تھا تو قانون کے مطابق حضرت زبیر سے فرمایا تم پہلے پانی لگاؤ اور پھر پانی چھوڑ دو تا کہ یہ انصاری منافق اپنی زمین کو پانی لگا سکے۔اس شخص کا نام حدیث مذکور نہیں ہے وہ منافق تھا۔

امام نووی کہتے ہیں اس کو جو انصاری کہا گیا تو مطلب یہ ہے اس کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا نہ کہ وہ انصارِ اسلام سے تھا۔

جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءِ اِلٰی جَارِكَ

پہلے اپنی کھیتی کو سیراب کرلو اور پھر پڑوسی کی زمین کی طرف پانی کو چھوڑ دو۔

تو وہ منافق چپ نہ رہ سکا۔کہنے لگا۔

اِنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ

یہ زبیر تمہاری پھوپھی کا بیٹا ہے۔اس لئے آپ اس کی سائیڈ لے رہے ہو۔

رسول اکرم ﷺ سے جس وقت اُس منافق نے یہ کہا، کہ حضرت زبیر چونکہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔اسواسطے آپ نے ایسا فرمایا ہے۔

تو محبوب علیہ السلام نے جس وقت یہ بات سنی۔

فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ

آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

Marfat.com

ثُمَّ قَالَ اِسْقِ یَازُبَیْرُ ثُمَّ اَحْبِسِ الْمَآءَ

پھر دوبارہ سرکار علیہ السلام نے حضرت زبیر کو حکم

دیا۔ اے زبیر اپنی زمین کو سیراب کرو پھر پانی روک کے رکھو۔

حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَی الْجُدُرِ

یہاں تک زمین کے اردگرد رکھے پتھر تک پانی چلا جائے۔

ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءِ اِلٰی جَارِكَ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النساء باب فلا وربک لایؤمنون ج ۲/ص ۶۶۰، قدیمی کتب خانہ کراچی)

پھر پانی اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دو۔

پہلے حکم یہ تھا کہ اے زبیر تمہاری زمین ایک بار پانی سے بھر جائے تو پھر پانی اس کو دے دو۔ اس کے کھیت کو لگ جائے۔

وہ منافق سمجھ رہا تھا کہ معاذ اللہ سرکار نے اپنی پھوپھی کے بیٹے کی حمایت کی ہے۔

تو رسول پاک ﷺ غصے میں آئے مگر غصے کی حالت میں عدل پھر بھی برقرار رہا۔

اور آپ نے فرمایا اب اے زبیر جتنا تمہارا حق ہے وہ تم پورا کرو۔

پانی ایک مرتبہ زمین کو سیراب کرے پھر بھی پانی کو روک کے رکھو یہاں تک کہ پانی زمین میں بھر جائے اور کنارے تک چڑھ جائے۔ اُس کے بعد پھر تم پانی اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دو۔ یہ شخص جس نے تنقید کی ہے ہم اس کا حق پھر بھی پورا دیں گے۔

مگر جو اضافہ اسے اپنی طرف سے دیا جا رہا تھا وہ ہم نہیں دیں گے تا کہ اس کو احساس ہو کہ میں وہ نہیں ہوں جو اپنوں کیلئے دین کے قانون تبدیل کر دوں۔

میں وہ نبی ہوں کہ آزمائش کیلئے اُن کا حصہ اوروں کو دلوا سکتا ہوں اور اُن سے پوچھے

Marfat.com

بغیر یہ کرم کر سکتا ہوں۔

اسواسطے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دوسرا فیصلہ کیا تو اللہ کی طرف سے آیت کا نزول ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

محبوب مجھے تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک وہ آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

یہاں پر جو شخص ایمان کا دعویدار تھا اُس کے ایمان کی اللہ نے نفی کر دی۔

کیونکہ اس نے سرکار کے فیصلہ کو ماننے میں کوتاہی کی ہے۔

یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی یکتائی ہے کہ یہاں فرائض تو فرائض رہے واجبات تو واجبات رہے۔ پانی کے معاملے میں بھی کوئی شخص ایسی بات کرے تو اُس کا ایمان بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔

ایمان دار تب ہو گا جب سرکار کے فیصلہ کو من وعن پوری طرح تسلیم کرے گا۔

لہٰذا بخاری شریف کے اس مقام نے یہ واضح کر دیا کہ سرکار علیہ السلام کا غصہ بھی نیکی کا اتنا بڑا معیار ہے کہ اللہ نے سرکار کے فیصلہ کو ڈی گریڈ نہیں کیا۔ کہ سرکار سے اللہ ناراض ہوتا کہ تو نے ایسا کیوں کیا کہ اب پانی کو روک کے رکھا جائے پھر چھوڑا جائے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی حمایت کرتے ہوئے فرما دیا کہ کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک نبی علیہ السلام کی حکومت کو تسلیم نہیں کر لیتا۔

Marfat.com

"آپ کی پسند ہو تو سجدہ عبادت ہے"

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی یکتائی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کیلئے سجدہ عبادت ہے۔ سجدہ ویسے عبادت نہیں بنتا۔ لیکن کس وقت عبادت بنتا ہے؟ جس وقت سجدے کو نبی علیہ السلام پسند فرماتے ہوں۔

اس سلسلے میں نماز عصر کے بعد نوافل پڑھنے پر حضرت عمر لوگوں کو مارا کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مارنے پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ یعنی سارے صحابہ اس بات پر متفق رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل صحیح مارتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا تھی۔

عَنْ طَاوٗسٍ اَنَّہٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَالْعَصْرِ فَنَھَاہُ

(شرح معانی الآثار کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ بعد العصر، ج ۱/ص ۲۱۴)

حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُنہیں منع کیا۔

حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کا معاملہ کیا ہے۔ طاؤس کا خیال تھا کہ اللہ کو سجدہ کرنا ہے اس میں اتنی سختی کیوں کی جا رہی ہے۔

سجدہ رب کو کرنا ہے۔ نماز رب کی ادا کرنی ہے۔ لیکن اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مارتے بھی ہیں۔ کہ تم نے کیوں نفل پڑھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے لوگو سنو عبادت اس طرح نہیں بنتی کہ سر ایک خاص ہیئت میں زمین پر رکھ دیا جائے۔ تو اُس کو عبادت کہا جائے۔

Marfat.com

عبادت تب عبادت بنتی ہے جب اُس سر کے سجدے میں رکھنے کو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام پسند بھی فرمائیں اگر نبی علیہ السلام پسند کر لیں تو پھر عبادت ہے۔ اگر اُس کو رسول پاک ﷺ پسند نہ کریں تو وہ عبادت نہیں ہے۔

اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت طاؤس کو یہ جواب دیا۔

فرمانے لگے۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ

(شرح معانی الآثار ا/۲۱۴)

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو یہ اپنی طرف سے بھی اپنے معاملہ کا کوئی اختیار رکھیں۔

جس وقت رسول اکرم ﷺ اس وقت نفل پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ تو اب ایسی صورت بنانا جو سجدے کی ہے جو رکوع کی ہے۔ جو قیام کی ہے۔ اس کو رب بھی پسند نہیں فرمائے گا۔

اس لیے یہ عبادت جس کو ہم عبادت کہتے ہیں۔ سجدہ سجدہ تب بنتا ہے کہ اس پر مہر نبی علیہ السلام کی پسند کی ہے۔ سرکار نے سجدہ کر کے لوگوں کو بتایا ہے کہ یوں کرو گے تو رب راضی ہوگا۔

اور جب عصر کے بعد نبی علیہ السلام نے سجدہ کرنا ناپسند کیا تو پھر وہ سجدہ عبادت نہیں بنے گا۔ اُس کی حیثیت کوئی نہیں ہوگی۔ اس سے پتہ چلا کہ صحابہ کرام نے اس معیار کو پیش نظر رکھا۔ نبی اکرم ﷺ کی جو چاہت ہے اُس چاہت کے مطابق اللہ کی عبادت ہوتی ہے۔ اور اُس کی چاہت کے مطابق اللہ کی ریاضت پر اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔

یہ موضوع اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک اہم موضوع ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۲)

محبوب مجھے تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشے میں گمراہ پھرتے ہیں۔

آپ کی مکمل عمر کی قسم اُٹھا کر آپ کی شان کی یکتائی کو واضح کر دیا۔

عمر صرف اعلان نبوت کے بعد کے حصے کو نہیں کہا جاتا۔ عمر مکمل ولادت سے لیکر وصال تک پیاری کی ساری عمر ہے اور ساری عمر کی قسم رب نے اُٹھائی ہے۔

اور قسم اُس چیز کی اُٹھائی جاتی ہے۔ جو اعلیٰ ہو، اشرف ہو، ارفع ہو اور انور ہو تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب علیہ السلام کی پوری عمر کی قسم اُٹھا کر واضح کیا کہ اس عمر کے ہر منٹ کے اندر اللہ نے ایسی عظمتیں رکھیں ہیں۔ لہٰذا یہ عمر اس لائق ہے کہ اس کی قسم اُٹھائی جائے اور اس عمر کی عظمتیں لوگوں کو بتائی جائیں۔

جس وقت کچھ ازواج مطہرات نے چند سہولتوں کا تقاضا کیا تھا۔ تو نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۲۸)

اے محبوب تم اپنی ازواج سے فرما دو کہ اے ازواج اگر تم دنیا کی زندگی کا اور اسکی زینت کا ارادہ کرتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ

اگر تم اللہ و رسول کا ارادہ کرتی ہو اور دار آخرت کا ارادہ کرتی ہو۔

Marfat.com

فَإِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ اَجْرًا عَظِيمًا

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۲۹)

تو اللہ نے تم میں سے محسنات کیلئے اجر عظیم کو تیار کر رکھا ہے۔

اب دیکھو یہ معاملہ رسول اکرم ﷺ کی اپنی ذات کا ہے۔

کہ آپ کسی کو زوجہ رکھیں یا نہ رکھیں اور تقسیم کیسے کی آپ نے فرمایا اگر تم اللہ کا ارادہ کرتی ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا ارادہ کرتی اگر تم اللہ کا ارادہ کرتی ہو تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ رہنا ہے اور تمہیں اجر عظیم دیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ نے واضح کر دیا کہ

سید عالم ﷺ کے شادی جیسے جو معاملات ہیں وہ کتنے پاکیزہ اور کتنے مقدس اور کتنے اعلیٰ ہیں کہ جس وقت آپکی ازواج آپ کی طرف میلان کرنے والی ہیں اور سرکار کو دنیا پر ترجیح دینے والی ہیں۔ تو قرآن کہتا ہے کہ تمہیں صرف سرکار ہی نہیں ملے بلکہ اس فیصلے سے تمہیں اللہ تعالیٰ بھی مل گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب تمہیں میسر ہو گیا ہے۔ جس کی ذات کا معاملہ اتنا عظیم اُن کی عبادات کے معاملات کتنے اونچے ہونگے۔ ایسے ہی کوئی شخص سرکار پہ تنقید کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا میں اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

Marfat.com

اب دیکھیے اللہ تعالیٰ کو تو کوئی اذیت دے نہیں سکتا۔ چونکہ اللہ اس سے پاک ہے کہ اُسے کوئی نقصان دے سکے۔ اللہ اس سے پاک ہے کہ اللہ اُس کا اثر قبول کرے۔

اس کے باوجود بھی اللہ نے لفظ بول دیا کہ وہ لوگ جو اللہ کو اذیت دیتے ہیں۔

مطلب کیا بنا کہ اللہ تعالیٰ کو تو کوئی اذیت دے نہیں سکتا۔ مگر نبی علیہ السلام کی اذیت کا معاملہ کوئی چھوٹا نہیں ہے۔ جس نے سرکار کو اذیت دی گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اذیت دے رہا ہے۔

اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے بارہا اپنے محبوب کے معاملات کو اپنی طرف منسوب کر کے اس دربار کی یکتائی کو واضح کر دیا۔ اس دربار کے آداب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر بات پیار سے، سکون سے، محبت سے اور عشق سے کی جائے۔ کیونکہ اگر تھوڑی سی یہاں پر بے احتیاطی ہو گئی۔ تو زندگی بھر کا کمایا ہوا رائیگاں ہو جائے گا۔

آج کے ماحول میں اور ہماری سوسائٹی میں توہین رسالت کے دھندے کیے جا رہے ہیں اور جرائم ایسے ہو رہے ہیں کہ روزانہ کوئی نہ کوئی فتنہ پیدا ہو رہا ہے۔ اس لیے اس گفتگو کو اپنے سامنے رکھا جائے اور اس پیغام کو عام کیا جائے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک کی عظمتوں کے پیش نظر اور رفعتوں کے پیش نظر اپنی زبان کو مکمل احتیاط کے ساتھ استعمال کرتے ہوئے سرکار ﷺ کی شان کا بیان ہو۔

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر
4

زکوٰۃ کے اسرار و رموز

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَقِیْمُوْا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوْا الزَّكٰوةَ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا٥ (سورت بقرہ آیت نمبر:۴۳)

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش اصحاب مودّت ومحبت معزز ومحتشم حضرات وخواتین اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے چوتھے درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

آج کی ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"زکوۃ کے اسرار ورموز"

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

رب ذوالجلال کا بڑا فضل وکرم ہے کہ رمضان المبارک کے عشرہ رحمت میں ہم سب کو اس رحمت بھرے ماحول میں رحمت کی سوغات حاصل کرنے کا موقع میسر آرہا ہے۔ میری دعا ہے کہ خالق کائنات تمام شرکاء کو ایک ایک لفظ سننے پر کروڑوں نیکیاں عطا فرمائے۔

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ زکوۃ سے متعلق ہمارا تفصیلی لیکچر ہمارے تیرھویں فہم دین کورس میں ہو چکا ہے اور کتابی شکل میں موجود ہے آج کی گفتگو زکوۃ کے اسرار ورموز کے حوالے سے ہے۔ وہ کیا حکمتیں ہیں جنکے پیش نظر ہم پر زکوۃ دینا لازم کیا گیا اور وہ کونسے اسرار ہیں جنکی وجہ سے زکوۃ دینے کا عمل حکمتوں سے معمور اور اسرار سے لبریز ہے۔ ہماری آج کی گفتگو کا رخ اسی طرف ہی رہے گا کہ خالق کائنات کے اس حکم

Marfat.com

کے پیچھے کونسی خوبیاں موجود ہیں۔

جس وقت ایک انسان اپنے خون پسینے کی کمائی سے زکوۃ دیتا ہے اسے کیا میسر آتا ہے۔ چونکہ یہ بات قرب قیامت میں سے قرار دی گئی کہ جب زکوۃ کو ٹیکس محسوس کیا جائے گا تو یہ امر قرب قیامت میں سے شمار ہوگا اور جس وقت زکوۃ کو بوجھ سمجھا جائے اور زکوۃ کو معاذ اللہ اپنے مال کی کمی سمجھا جائے یا مال کا خسارہ سمجھا جائے تو اس وقت اسکے اندر جو ایک حلاوت اور مٹھاس ہے اسکا فقدان ہو جاتا ہے۔ آج کی گفتگو ان حکمتوں کو اجاگر کرنے کے لیے ہے جس کی وجہ سے یہ عبادت مزید پرنور بن جاتی ہے اور واقعی انسان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ بار بار زکوۃ کا ذکر فرمایا ہے اور اللہ کے اس حکم کی قرآن وسنت کے گہرے مطالعہ سے چند حکمتیں معلوم ہوتی ہیں۔

زکوۃ کے اسرار و رموز اور اُسکی حکمتیں

زکوۃ کی مختلف اور متعدد حکمتیں ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1: زکوۃ اطاعت ایزدی

انسان نے بحیثیت مومن ربّ ذوالجلال کا کلمہ پڑھا اسکا مطلب یہ تھا کہ اے اللہ جو تیرا حکم ہوگا میں اس پر سر تسلیم خم کروں گا۔

میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی چلے گی اور تیری مرضی کے مطابق میں اپنی زندگی بسر کروں گا۔

سب سے پہلا سبب زکوۃ کے ادا کرنے کا یہ ہے کہ ایک انسان جس نے اللہ تعالیٰ سے

Marfat.com

یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ تیرے حکم کے مطابق میں زندگی بسر کروں گا۔ تو زکوٰۃ دیتے ہوئے وہ اپنے رب کے حکم کی فرمانبرداری کررہا ہے اطاعت کا ثبوت دے رہا ہے۔ نفس اور شیطان کے حملوں کو دور کرتے ہوئے عملاً اس بات کا اظہار کررہا ہے کہ میں اپنی خواہش کا بندہ نہیں ہوں بلکہ اپنے رب کے فرمان کا بندہ ہوں۔ میرا رب جو مجھے حکم دیتا ہے۔ اُس کو مکمل کرنے میں اپنی عافیت محسوس کرتا ہوں۔

لہٰذا اطاعت ایزدی کے سبب کی بنیاد پر بندہ مومن اپنے پیارے مال میں سے زکوٰۃ دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے ربّ ذوالجلال اُس کے مال کو برکتوں سے لبریز کرتا ہے اور اُس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

قرآن مجید میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (سورۃ الحج آیت نمبر ۴۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وہ لوگ جن کو ہم زمین میں کنٹرول دیں، زمین میں اُن کو اختیار دے دیں وہ کیا کرتے ہیں۔

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

وہ نماز قائم کرتے ہیں۔

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ

اور وہ زکوٰۃ دیتے ہیں

وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

اور وہ اچھائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ

اور ربِّ ذوالجلال کیلئے امور کا اہتمام اور انجام ہے۔

اس آیت کریمہ میں اُن لوگوں کی (جن کو مال دیا اولاد دی رزق دیا، صحت دی ہے) شان بیان کرتے ہوئے اور اُن پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطاعت کا حکم عائد ہوتا ہے۔ اُس کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حق پرستوں کا وطیرہ بیان کیا۔

حق پرستوں کی شان یہ ہے کہ وہ نماز پنجگانہ میں رب کو نہیں بھولتے۔

وہ اللہ کو سجدہ بھی ضرور کرتے ہیں اور اگر وہ مال کمالیں، تو یقیناً یہ لوگ مال کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے ہیں۔

تو زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرفہرست بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا مومن کا کام ہے اور مومن کا شعار ہے اور یہ وفا کا بھی تقاضا ہے اس واسطے وفا کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے ایک مومن اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی بالادستی

زکوٰۃ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی بالادستی کا اعلان ہے۔

حقیقت میں انسان اپنے محبوب کے ساتھ جو محبت کرتا ہے۔ اُسی محبت کے لحاظ سے اُس کی آزمائش ہوتی ہیں۔ اُسی محبت کے لحاظ سے اُس کے امتحانات ہوتے ہیں۔

بندہ مومن نے روزِ ازل اللہ تعالیٰ سے محبت کا عہد کیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے پوچھا (اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

قَالُوْا بَلٰى

سب نے کہا کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے۔

Marfat.com

اللہ کی محبت کا عہد روزِ ازل میں کیا۔ دنیا میں ہم جس وقت آ گئے تو اس دنیا کے مختلف تقاضے ہیں۔ محبت کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے مقابلے میں باقی ہر محبت کو سرنگوں کر دیا جائے۔ محبوب کی محبت ہر محبت پہ غالب کر دی جائے اور محبوب کی محبت کا جھنڈا ہر جھنڈے سے اونچا کر دیا جائے۔

اب عملاً جس وقت ایک انسان مال کماتا ہے۔ مال سے بندے کا پیار ہوتا ہے۔ مال سے بندے کی محبت ہوتی ہے۔ تو اب دو محبتوں کا آپس میں مقابلہ ہو گیا۔ ایک ربّ ذوالجلال کی محبت ہے اور دوسری مال کی محبت ہے۔

بندہ مومن زکوٰۃ دیکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ ربّ ذوالجلال کی محبت کے مقابلے میں کوئی محبت نہیں آسکتی۔ اللہ کی محبت کے مقابلے میں کسی محبت کی بات نہیں چلتی۔

اللہ کی محبت کے مقابلے میں مال کی محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

چنانچہ وہ مال جو اس نے محنت سے کمایا۔ مشقت سے اکٹھا کیا جب رب ذوالجلال کی محبت نے یہ چاہا کہ اللہ سے تمہاری محبت سچی تب ہے جب اُس کے مقابلے میں تم دوسری محبت کو ذبح کر دو اور ہر محبت کو قربان کر دو۔ اس نے اپنا پیارا مال اپنے ہاتھوں سے اُٹھا کر محض رب کیلئے جس وقت فقراء کو دے دیا ہے تو بندہ مومن نے اپنے عمل سے یہ ثابت کیا کہ میرے نزدیک جو میرے خدا کی محبت کا مقام ہے وہ کسی اور چیز کی محبت کا مقام نہیں ہے۔

لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی عملاً اللہ تعالیٰ کی محبت کے سامنے باقی ساری چیزوں کو قربان کرنے کا نام ہے۔ باقی پیاری چیزوں کو ترک کر دینے کا نام ہے اس بنیاد پر زکوٰۃ ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت مزید بلند و بالا ہوتی ہے اور دنیا کی

Marfat.com

چیزوں کی محبت کو خرچ کرنے سے انسان کو ایک حلاوت اور سرور میسر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں فرمان ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (سورۃ آل عمران آیت ۹۲)

تم اُس وقت تک کامل نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ وہ چیز تم خرچ نہ کر دو جس سے تم محبت کرتے ہو تو وہ چیز کیا ہے؟ وہ اچھا مال اور اچھے مویشی ہیں۔ وہ سونا چاندی ہے۔ جس سے ایک طبعاً بندے کو پیار ہے۔ بندے کی رغبت ہے۔ لیکن جس وقت اللہ کے حکم پر انہیں چیزوں کو اپنے آپ سے دور کیا تو محبت کے امتحان میں یہ پاس ہو گیا۔ چونکہ کسی محبّ کی محبت کا امتحان اُس سے اُس چیز کو جدا کر کے لیا جاتا ہے۔ تو ایک انسانِ جس کی طبیعت میں میلان تھا مال کی طرف اور طبیعت میں مال کا پیار تھا۔ جس وقت اُس نے اپنے رب کی رضا کے حصول کیلئے اپنے مال کو اپنے آپ سے دور کرنا برداشت کیا ہے اور یہ اُس نے اپنی چاہت سے کیا ہے۔ تو کامل نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ زکوٰۃ میں انسانی فطرت کا بہت بڑا سبق ہے اور انسان کو قرب الٰہی دینے کیلئے اس مال کا بہت بڑا مقام ہے۔ لہٰذا اس سے بڑا انسان کیلئے مال کا فائدہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے دنیا کا مال خرچ کیا تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔

اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(سورۃ توبہ: آیت نمبر 111)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے اُن کے مال کو اور اُن کی جانوں کو جنت دیکر خرید لیا ہے۔

Marfat.com

اب جنت کتنی قیمتی چیز ہے۔ جو اللہ نے مومن کو دے دی ہے۔ مومن سے مومن کا مال بھی خرید لیا ہے اور مومن کی جان بھی خرید لی ہے۔ یہ مال کا اللہ کی راہ میں وقف کر دینا ہے۔ لہٰذا ہر مومن کو اپنی طرف سے یہ خوشی محسوس کرنی چاہیے کہ اگر اُس میں یہ صلاحیت ہے کہ اللہ کے راستے پر دیتے ہوئے اُسے دکھ نہیں ہوتا۔

اُسے کسی طرح کی کوئی الجھن نہیں ہوتی۔ اُسے رب کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ میں وہ ہوں کہ جس نے اپنا مال اللہ کے دربار میں بیچا ہوا ہے اور ربّ ذوالجلال میرے مال کو خریدنے والا ہے۔

کتنی عظیم بات ہے کہ وہ رب جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور جو ہر چیز کا مالک ہے اور پھر وہ اپنے بندے سے مال کو قبول کرے۔ حالانکہ جس وقت اُس نے بندے کو مال دیا تھا۔ تو بندے سے کوئی عوض نہیں لیا تھا۔ اُس نے مفت میں بندے کو مال دے دیا اور جب بندہ اللہ کو دے رہا ہے یعنی فقیر کو دیکر رب کی طرف پہنچا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مفت نہیں لے رہا۔ بلکہ جنت کی قیمت دے کے مال کو قبول کر رہا ہے تو ایک مومن جو زکوۃ دیتا ہے اور کسی فقیر کے ہاتھ پہ یہ صدقہ و خیرات رکھ رہا ہے۔ اُسے پہلے تو یہ لذت محسوس ہوگی کہ میرا مال عام مال نہیں ہے۔ بڑا خاص مال ہے کیوں کہ جتنا بڑا دربار ہوتا ہے۔ اتنا ہی بڑا سودا ہوتا ہے۔

تو جس انداز میں اللہ کے دربار کی ویلیو ہے ایسے ہی وہاں بکنے والے مال کی بھی ویلیو ہے تو بندہ مومن عام نہیں ہے خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کو بھی اتنا پسند کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے دربار کا سودا بنا دیا ہے۔ خود اپنی طرف اللہ تعالیٰ نے خریدنے کی نسبت کر دی ہے۔ حالانکہ خریدتا وہ ہے جو محتاج ہوتا ہے۔

Marfat.com

خریدتا وہ ہے جس کے پاس وہ چیز نہیں ہوتی۔ ہر چیز اللہ کی ملک میں ہے۔

جو چیز جس کے پاس ہے سب اللہ کی ملک ہے اور ربّ ذوالجلال کو کوئی حاجت بھی نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود اللہ نے خریدنے کا لفظ استعمال کر دیا کہ مومنو تمہارے مال کو میں نے خرید لیا ہے تاکہ پتہ چلے کہ جو زکوٰۃ میں مال دے رہا ہے اُس کا سر فخر سے بلند ہو کہ میں وہ نہیں ہوں کہ لٹ گیا ہوں۔ بلکہ میں تو وہ ہوں کہ جس کے مال کے اعلیٰ ہونے کی وجہ سے میرے مال کو میرے رَبّ نے اپنے دربار میں قبول فرما لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی بالادستی کا جو طریقہ زکوٰۃ میں کارفرما ہے۔

اس کے پیشِ نظر رسول اکرم ﷺ نے کہا تھا۔ اے میرے صحابہ تم دین کیلئے مال پیش کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ آج تو میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نکل جاؤں گا۔ اپنے گھر کا آدھا مال اُٹھا کر لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ

عمر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا ہے۔

تو کہنے لگے

مِثْلَهٗ

جتنا لے کر آیا ہوں اتنا ہی گھر والوں کیلئے چھوڑ کے آیا ہوں۔

پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور گھر کا سارا مال اُٹھا کر لائے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا۔

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ

اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ کر آئے ہو۔

Marfat.com

تو کہنے لگے۔

اَبقَيتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

(سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب فی الرخصۃ، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر ۲۴۳، مکتبہ امدادیہ ملتان)

اپنے گھر والوں کیلئے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو چھوڑا ہے۔

اب یہ دو عمل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ دین کیلئے گھر کا نصف مال لے آئے اور یہ بہت بڑا کردار ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھر کا سارا مال اُٹھا کر لے آئے۔ جب آپ نے دونوں کا جواب سن لیا تو صحابہ کرام کو اس کا نتیجہ بتایا۔

بَيْنَكُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتَيْكُمَا

تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تم دونوں کے جوابات میں فرق ہے۔

ایک کے دل میں اللہ کی محبت اس حد تک رچ بس چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیار میں ہر چیز کو پیش کر دیا ہے اور دوسرے میں بھی کچھ کمی نہیں لیکن پھر بھی فرق دونوں میں اتنا ہے جو دونوں کے جواب میں آ رہا ہے۔

تو اس سے پتہ چلا کہ یہ مال خرچ کرنا حقیقت میں امتحان محبت کو پاس کرنا ہے اور محبت ایزدی کے امتحان میں پہلا نمبر حاصل کرنا ہے۔ تو جس نے سارا مال خرچ کر دیا ہے اُن کو نمبر بھی پہلا ملا ہے۔

اقبال کہتا ہے۔

اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آ گیا
جس سے بناء عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جسکا چشم جہاں میں ہوا اعتبار

Marfat.com

بولے حضور چاہیے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
ہے تجھ سے دیدۂ ماہ و انجم فروغ بھی
ہے ذات تیری باعث تکوین روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

۳۔ زکوٰۃ بخل کا علاج:۔

انسان کے اندر اگر بخل نہ ہو تو اسکی حیثیت نورانی بنتی جاتی ہے اور اگر اُس میں بخل ہے تو پھر اُس کی قسمت میں اندھیرا آ جاتا ہے اور دل کے اندر داغ لگتے جاتے ہیں زکوٰۃ فرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جب بندہ ہاتھ سے کچھ نہ کچھ نکالے گا تو اس سے بخل کا علاج ہو جائے گا۔

بخل جسکو موت کے مشابہ قرار دیا گیا ہے اُس کا علاج جس چیز سے ہو جائے اُس کا حسن تھوڑا نہیں ہے۔ لہٰذا سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ

تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں۔

پہلی چیز: شُحٌّ مُطَاعٌ

وہ بخل جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ یعنی بخل کی بات مانتے ہوئے بندہ کسی کے ساتھ تعاون نہیں کرتا۔ بخل کی بات مانتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ بخل کی بات مانتے

Marfat.com

ہوئے اپنے پیسے گن گن کے رکھتا ہے اور اُسے نادار کیلئے ظاہر نہیں کرتا۔

دوسری چیز: ھَوًی مُّتَّبَعٌ

وہ خواہش جس کی پیروی کی جائے وہ بھی بندے کو ھلاک کر دیتی ہے۔

تیسری چیز: اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ (احیاء علوم الدین ۱/۲۵۴)

(شعب الایمان الحادی عشر فی شعب الایمان باب فی الخوف من اللہ تعالیٰ ج:۱،ص ۴۷۱، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، کنز العمال الجزء السادس عشر حدیث نمبر ۴۳۸۶۷، موسسۃ الرسالۃ)

بندہ اگر خود پسند ہو تو یہ بھی ایسا کام ہے جس کی وجہ سے بندہ ھلاک ہو جاتا ہے تو تین مھلکات کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے آقا علیہ السلام نے پہلے نمبر پر جس خطرناک چیز کا بیان کیا وہ بخل ہے اور بخل کی جڑیں جس عمل سے کٹتی ہیں وہ عمل زکوٰۃ کا عمل ہے۔
تو دوسرے لفظوں میں انسانی زندگی کی بقا زکوٰۃ کی ادائیگی میں ہے اور اللہ کے راستے کے اندر دینے میں ہے۔ جس کے پاس نصاب زکوٰۃ نہیں ہے تھوڑا مال ہے۔ وہ تھوڑا صدقہ کر دے۔ اس سے بھی بخل کے کانٹے کٹیں گے اور صاحب نصاب انسان جوں جوں زکوٰۃ کی ادائیگی کرتا چلا جائے گا۔ بخل والا مرض دل سے ختم ہوتا چلا جائے گا۔
لہٰذا زکوٰۃ سے صرف نادار کا فائدہ نہیں ہو رہا۔ بلکہ زکوٰۃ سے زکوٰۃ دینے والے کا کتنا فائدہ ہے کہ وہ بخل کہ جس کی وجہ سے دل کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں دل کا نور اور روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ وہ مقدس عمل ہے جس کی وجہ سے انسان کے اندر سے یہ بخل والی بیماری مٹتی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بندے کو روحانی صحت عطا فرما دیتا ہے اور زکوٰۃ کے عمل کی وجہ سے بخل کے خاتمہ کے ساتھ انسان کو شرح صدر حاصل ہوتا ہے جس کی وجہ سے دنیا کے امور میں بندے کیلئے اور منزلیں آسان ہوتی چلی جاتی ہیں۔
اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ذہن میں رکھیں۔

Marfat.com

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ

وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں وہ یہ خیال نہ کریں کہ یہ اُن کیلئے اچھا ہے۔

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ

بلکہ یہ اُن کیلئے شر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لاکھوں کروڑوں کی شکل میں دیا۔ اگر اس کا جی نہیں چاہتا ہے کہ مال کی زکوٰۃ دیگر مال کا حق ادا کیا جائے یا کسی نادار کیساتھ تعاون کیا جائے اس کے دائیں بائیں لوگ بھوک سے بلکتے رہتے ہیں۔ مگر اس کے خزانوں کا دروازہ نہیں کھلتا۔ کونسی چیز خزانے پر تالہ بن گئی ہے تو یہ دل کا بخل ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمادیا کہ جس نے بخل کر کے اپنے خزانے کو بند کر کے رکھا ہوا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں نے اچھا کیا کہ کرڑوں روپے تھے تو وہ کروڑوں بند رہے اب اُس میں کمی نہیں آئی لاکھوں روپے زکوٰۃ کا حصہ نہیں نکل گیا۔

ایسا کوئی تصور بھی نہ کرے "بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ" یہ اُس کے خزانے کا بند رہنا۔ اُس کے پیسوں کا اُس کے پاس برقرار رہنا۔ یہ اُس کیلئے خیر نہیں ہے۔ بلکہ اُس کیلئے شر ہے۔ یہ فتنہ ہے آزمائش ہے۔

اس سے کیا ہوگا؟

سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (سورۃ آل عمران آیت: ۱۸۰)

قیامت کا دن ہوگا تو جس چیز کا انہوں نے بخل کیا ہے یہی گلے میں طوق بنا کے ڈال دیا جائے گا۔

سارا سونا، چاندی مال سب کچھ اُس کے گلے میں ہوگا۔ تو یہ بخل کا طوق ہوگا۔ قیامت کے دن لوہے کی ساری دھاتیں تاپ کے اُس کے سارے جسم پر لگائی جا رہی ہوں گی

Marfat.com

اور مال سانپ کی شکل میں بن چکا ہوگا اور انسان کو ڈس کر کہے گا۔

أَنَا كَنْزُكَ أَنَا مَالُكَ

(السنن الکبری کتاب الزکاۃ باب ما ورد من الوعید فمن کنز مال زکاۃ ج ۵ ص ٦٦ ۴ دار الفکر بیروت)

میں تیرا خزانہ ہوں۔ میں تیرا مال ہوں۔

لہٰذا یہ مصیبتیں تب ہیں جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو پیش نظر رکھنے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ میں بھلا ہی بھلا ہے۔ انسان کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ بخل جیسے مرض سے انسان ٹھیک ہو جاتا ہے۔

۴۔ زکوٰۃ شکرِ نعمت ہے:۔

ہر نعمت کا ایک شکر ہوتا ہے۔

کچھ نعمتیں بدنی ہیں اور کچھ نعمتیں مالی ہیں۔

بدنی نعمت کا شکر بدن سے کیا جاتا ہے اور مالی نعمت کا شکر مال سے کیا جاتا ہے۔ اللہ نے صحت دی ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں تو یہ اللہ کا شکر ہے۔ روزہ رکھ کے رب کا شکر ادا کیا جا رہا ہے کہ اے اللہ تو نے میرے بدن میں اتنی نعمتیں رکھیں مجھے صحت دی اور تندرستی دی مجھے تو نے پیدا کیا پروان چڑھایا تو یہ بدن کی بندگی کر کے بدن کی نعمتوں کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

چونکہ مال بھی ایک نعمت ہے مال کی نعمت کا شکر کب ادا ہوتا ہے؟ جب زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔

لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی میں شکرِ خداوندی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ایک تو ضمیر اور وفا کا تقاضا ہے۔ کہ جو رب کھلاتا ہے پلاتا ہے اُس رب

Marfat.com

کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

اور اگر بندہ یہ چاہتا ہے کہ جو نعمتیں مجھے میرے رب نے دی ہیں وہ میرے پاس رہیں مجھ سے چھنی نہ جائیں تو ان نعمتوں پر پہرہ کیسے لگ سکتا ہے اور نعمتوں کو محفوظ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (سورۃ ابراہیم آیت ۷)

اگر تم شکر کرو گے تو پھر تمہیں اور عطا فرما دوں گا۔

تو اس سے پتہ کیا چلا کہ شئی میں اضافہ تب ہوگا۔ جب پہلی چیز برقرار رکھی جائے اگر پہلی چھین لی جائے تو اضافہ نہیں ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ کا قرآن واضح کر رہا ہے کہ اگر کسی کو مال سے پیار ہے تو وہ بھی یہ تقاضا کرے گا کہ اس مال کی زکوٰۃ دی جائے۔

ورنہ مال چھن جائے گا۔ یا اُس کی برکتیں ختم ہو جائیں گی۔ یا اُس میں نحوستیں آ جائیں گی۔

اگر تم شکر ادا کرو گے تو تمہیں اور عطا کر دوں گا۔ تو زکوٰۃ کی ادائیگی کی صورت میں اللہ تعالیٰ مال برقرار ہی نہیں رکھتا بلکہ اپنی طرف سے اُس میں برکتوں کا اضافہ بھی فرما دیتا ہے۔

۵۔ غرباء کیساتھ تعاون:۔

جو نادار اور بے سہارا لوگ ہیں اُن کا سہارا بننا اسلام میں ایک بہت بڑا جہاد ہے بہت بڑی نیکی ہے اور اس کو اللہ کے دربار میں بڑا ہی پسند کیا گیا ہے۔ جس شخص نے زکوٰۃ ادا کی اُسکا اپنا فائدہ بھی ہوا اور جس فقیر کو دی اُس کے گھر چولہا جلا اُس کے بچوں کو کھانا ملا اور اُس کے بچوں کو کپڑا مل گیا۔ اُس کی ضرورتیں پوری ہو گئیں تو یہ کام کوئی معمولی کام تو نہیں اتنا بڑا کام ہے کہ

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الستر علی المسلمین جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۴۵۷ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

جو شخص کسی مومن کی ایک مصیبت کو دور کرے تو اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ تکلیف دور کرنے والے کی قیامت کے دن کی تکلیفیں دور فرمادے گا۔ قیامت کے دن کی ہولناکیوں کے بارے میں آپ جانتے ہیں۔ اُس دن کی دہشت اور وحشت کو بھی آپ جانتے ہیں اور اس دن انسان کیلئے جو پریشانیاں ہیں وہ بھی آپ جانتے ہیں۔ اگر اس دن اپنے طور پر کوئی بندہ یہ چاہے کہ میں پوری دنیا خرچ کر دوں میری سختیاں دور ہو جائیں تو قیامت کے دن ایسا اس کیلئے نہیں ہو سکے گا۔ لیکن دنیا کی زندگی میں اس کیلئے کتنے سنہری چانسز ہیں۔ تم نے دنیا میں ایک مفلس اور نادار کی پریشانی زکوٰۃ کی صورت میں مال دینے سے ختم کی تو اللہ اس کے بدلے میں حشر کے دن کی تمہاری پریشانیاں دور فرمادے گا۔

حشر کے دن ہولناکیوں کا دور ہو جانا انسان کیلئے بہت بڑا سہارا ہے۔

لہٰذا یہاں جس وقت غرباء کے ساتھ تعاون کیا جا رہا ہے تو بندے کو اس کی وجہ سے اتنا بڑا مقام میسر آئے گا۔ اتنی اُس کیلئے سہولتیں پیدا ہو جائیں گی۔

وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

(الترغیب والترھیب ۳/۲۶۲، نضرۃ النعیم: ۱۰۲۴)

جو کسی انسان کی مشکل کو حل کرتا ہے اللہ اُس کیلئے دنیا میں بھی آسانی پیدا فرمادے گا اور

Marfat.com

آخرت میں بھی آسانی پیدا فرمادے گا۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جس نے دنیا میں کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈال دیا اللہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اُس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔

ایک سفید پوش انسان کیلئے جب زندگی مشکل ہوگئی ہو تو اسکا بھرم رکھنا اور اسکا پردہ برقرار رکھنا اُس کے ساتھ تعاون کر کے اُس کیلئے زندگی کے اسباب پیدا کردینا اور اپنے مال سے زکوٰۃ دیکر اپنے مال میں برکت کا سبب پیدا کرتے ہوئے اس کے ساتھ اچھا تعاون کردینا تا کہ اُس کی زندگی کے دن اچھے گذرتے رہیں۔

یہ معمولی عمل نہیں ہے۔

ہمارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں آج تم نے اُسے پیسے دیکر اُس کا بھرم رکھا ہے کل قیامت کے دن رب تمہارا بھرم رکھے گا۔ میدان محشر میں جب لوگوں کے پردے ہٹ رہے ہونگے اور انکی ذلتیں سامنے آرہی ہونگی جس شخص نے دنیا میں کسی شخص کو ذلیل ہونے سے بچالیا۔ ہمارے آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں ایسے شخص کو اللہ میدان محشر میں ذلیل نہیں ہونے دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سب کے سامنے عزت کی چادر عطا فرمادے گا۔

وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ اَخِيهِ

اللہ بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے۔

یہ اُس کے ساتھ مدد کرنے میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کا رخ اسکی طرف کردیا۔ اس کے کام خود بخود ہوتے گئے۔ اس کے وارے نیارے ہوگئے اور ربّ ذوالجلال کی طرف سے اس کے وارے نیارے ہونگے۔

Marfat.com

وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن ج ۲، ص ۳۴۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

وہ شخص جو کسی راستے پہ چل کے علم حاصل کرتا ہے اُس پر چلنے کی وجہ سے اللہ اُس کیلئے جنت کے راستے آسان کر دیتا ہے۔

آپ گھر سے یہاں چل کے آئے تو اس کے عوض میں اللہ نے آپ کیلئے جنت کے راستوں کو آسان کر دیا ہے۔

دنیا میں طلب علم کیلئے اور دین کی سمجھ کیلئے اگر اتنا سفر کیا ہے تو اللہ اس کے بدلے پل صراط کا سفر آسان فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ اُس بندے کیلئے حشر میں کتنی بڑی آسانی پیدا فرما دے گا۔

قرآن مجید میں ہے۔

كَيْلَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ (سورۃ الحشر آیت نمبر ۷)

یہ اس لئے حکم دیا گیا کہ غنی مال کو خرچ کریں اور فقراء تک پہنچائیں۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ دولت صرف اغنیاء تک محدود نہ رہ جائے۔ یہ آگے بھی بڑھے فقراء تک بھی جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ تو اس کے اندر فقراء کی خدمت بھی ہے اور فقراء کا بھلا بھی ہے، بے سہارے کا آسرا بھی ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

سرکار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ مَشٰى فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ خَيْرًا لَّهُ مِنِ اعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ

Marfat.com

جو اپنے بھائی کی حاجت کیلئے چلتا ہے اُس کی حاجت کو پورا کرنے کیلئے متوجہ ہوتا ہے تو اُس کو دس سال کے اعتکاف سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

دس سالہ اعتکاف ایک طرف اور اپنے بھائی کیلئے ایک گھنٹہ نکالنا ایک طرف اُس کے دکھ درد میں شریک ہونے سے اس کو دس سال کے اعتکاف کا ثواب مل جائے گا۔

ایک طرف فرض کی ادائیگی کا ثواب بھی مل رہا ہے۔ بُخل ختم ہو رہا ہے اور انسان کے دل میں نور پیدا ہو رہا ہے۔ جس کے ساتھ اس نے تعاون کیا وہ بھی کوئی معمولی تعاون نہیں ہے اتنا بڑا تعاون ہے کہ گویا اُس نے دس سال کا اعتکاف کیا ہے۔

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ

(الترغیب والترھیب باب الترغیب فی قضاء حوائج المسلمین ج ۳، ص ۲۶۳ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور، شعب الایمان فصل الرابع والعشرون من شعب الایمان، ج:۳، ص ۴۲۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جو ایک دن کیلئے اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں بنا دیتا ہے اور ہر خندق اتنی بڑی ہے جتنا فاصلہ یہاں زمین و آسمان کے درمیان ہے اس کی مقدار تین مرتبہ اللہ اُس بندے کو جہنم سے دور کر دیتا ہے جس نے اپنے مومن بھائی کیلئے تعاون کیا ہے۔ تو یہ وہ اسرار و رموز ہیں جن کی وجہ سے زکوٰۃ کو حسن ملا ہے۔ اور یہ باتیں جس وقت انسان سامنے رکھتا ہے تو اُسے پتہ چلتا ہے کہ مجھ پر کوئی بوجھ نہیں ہے۔ بلکہ میں جو کچھ دے رہا ہوں وہ اللہ کی توفیق سے اور اپنی مرضی سے خوش ہو کر دے رہا ہوں۔ اس انداز میں جو زکوٰۃ دیتا ہے اس کا دل بھی ستھرا ہو جاتا ہے۔ اس کا مال بھی ستھرا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۶:۔ دل کی تطہیر:

دل اللہ تعالیٰ کے جمال کا مرکز ہے انسانی دل انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز ہے۔ اگر یہ دل آلودہ ہو جائے تو انسان کو بہت بڑا خسارہ ہے اگر دل ہر آلودگی سے پاک ہے تو پھر انسان کا سب سے بڑا فائدہ ہے۔

دل کی پاکی کس چیز میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

میرے محبوب ان کے مال سے صدقہ وصول کیجئے۔

تو جوں جوں آپ ان سے مال لیں گے توں توں ان کے دلوں کو ستھرا کریں گے۔ مال لیتے جاؤ گے دل ستھرے ہوتے جائیں گے۔

دلوں سے آلودگی نکلے گی دلوں سے گندے خیالات نکل جائیں گے۔

مال کی محبت نکل جائے گی جو معاذ اللہ اللہ کی محبت کی اپوزیشن بن سکتی ہے۔ جو انسان کو راہ حق سے بھٹکا سکتی ہے۔

اے محبوب جب تم ان سے مال حاصل کرو گے اس کے ساتھ تزکیہ ہو جائے گا۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ

محبوب ان سے مال بھی لو اور ان کو دعا بھی دیا کرو۔

اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (سورۃ التوبہ آیت ۱۰۳)

یقیناً آپ کی دعا ان کیلئے باعث سکون ہوتی ہے۔

Marfat.com

تو جن لوگوں سے آپ مال وصول کرتے تھے۔ وہ زکوٰۃ کا ہو یا صدقہ کا تو ان کیلئے بھی سرکار کی دعا ہوتی تھی اور قیامت تک آپ کی طرف سے نائب بن کر جو زکوٰۃ کو وصول کرتا ہے۔ تو اللہ کے فضل سے امید ہے کہ گنبدِ خضریٰ کے مکین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یقیناً اُن لوگوں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

لہٰذا اس کے اندر یہ روحانیت اور معنویت ہے کہ درمیان سے صدیوں کا فاصلہ مٹ جائے گا اور ایک انسان تھوڑا سا مال دے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی قیمتی دعاؤں کا مستحق بن جائے گا۔

۷:۔ مال میں برکت

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں برکت آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِى الصَّدَقٰتِ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۶)

اللہ تعالیٰ نے سود کو مٹا دیا۔

مٹانے کا مطلب کیا ہے کہ بظاہر تم جتنا بھی دیکھ لو کہ وہ لاکھ کا دس لاکھ ہو گیا یا دس کروڑ ہو گیا اللہ فرماتا ہے میں نے اس کو مٹا دیا۔ یہ لاکھ دس لاکھ نہیں ہوا بلکہ لاکھ لاکھ بھی نہیں رہا۔ سود کی نحوست آ گئی ہے۔ اس سود کی وجہ سے پیسے کی حیثیت ختم ہو گئی ہے۔ یہ بے برکتا ہے۔ یہ بیماریوں میں چلا جائے گا۔ آفت بن جائے گا۔ فتنہ بن جائے گا اور بندے کیلئے مصیبت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس چیز کو میں مٹاؤں اُسے بڑھا کون سکتا ہے۔

Marfat.com

سود کو میں نے مٹا دیا ہے۔

وَيُرْبِى الصَّدَقَاتِ

اور صدقوں کی خود تربیت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صدقوں میں نشوونما کرتا ہوں اور صدقہ کو بڑھاتا ہوں۔

اُس میں کس انداز میں اضافہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اُن لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں یوں سمجھو جیسے ایک دانہ ہوتا ہے۔

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ

تم نے ایک دانہ کاشت کیا اُس سے سات بالیاں نکل آئیں سات خوشے بن گئے۔

فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ

اور ہر خوشے کے اندر اللہ تعالیٰ نے سو دانہ پیدا فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری آنکھوں کے سامنے ایک دانہ سات سو دانوں میں تبدیل ہو گیا ہے۔

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۱)

اللہ تعالیٰ جسے کیلئے چاہتا ہے اُس کو کئی گنا بنا دیتا ہے۔

لہٰذا یہ انداز ہے کہ جس وقت اللہ کے حکم پر مال کی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔

تو مال میں برکت ہو جاتی ہے۔

جو مال جدا کر کے فقیر کو دیا وہ بھی پروان چڑھے گا جو پیچھے رہ گیا وہ بھی پروان چڑھے گا

Marfat.com

اور دینے والے کے حال میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق جوں جوں وہ مال کی زکوٰۃ ادا کرتا چلا جائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ اُس کے مال کو مزید نشوونما عطا فرمائے گا۔

اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

مَامِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ

روزانہ جب صبح کا وقت ہوتا ہے تو دو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں۔

باقی ہر روز ہزاروں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ مگر دو فرشتے بطور خاص ایک کام کیلئے روزانہ اترتے ہیں۔

فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا

ایک فرشتہ کہتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا

اللہ جو تیری راہ میں خرچ کرتا ہے جتنا اُس نے خرچ کیا اُس کی جگہ اس کو اور عطا فرمادے جتنی بوریاں اُس کی خالی ہوتی ہیں یا اللہ وہ بھر دے۔

جس جگہ سے اُس نے پیسے اُٹھا کر دیئے ہیں یا اللہ اُس کو اور پیسے عطا فرمادے یہ فرشتہ دعا مانگ رہا ہے۔ پوری روئے زمین پر جن لوگوں نے دینے کا کام شروع کر رکھا ہے تو اس جگہ جو جگہ دینے سے خالی ہوئی تھی اس کو بھرنے کا عمل فرشتے کروا رہے ہیں اللہ کے دربار میں مسلسل یہ دعا کر رہے ہیں اے اللہ جس کے ہاں دینے سے کمی ہوئی ہے۔ وہ کمی نہیں ہونی چاہیے۔ اُس کی وہ جگہ پیسوں سے بھر جانی چاہیے۔

يَقُوْلُ الْاٰخَرُ

Marfat.com

دوسرا فرشتہ کہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا

(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب فامامن اعطی واتقی ج:۱،ص ۱۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اے اللہ جس نے مال روکا ہوا ہے اور وہ فقیروں کو نہیں دیتا وہ حاجت مندوں کو نہیں دیتا یا اللہ اُس کے مال کو تلف کردے۔ اب دونوں طرح کی طاقتیں موجود ہیں۔

اور دونوں طرح کے فرشتے دعا مانگ رہے ہیں۔ کتنا اچھا ہوگا کہ انسان فرشتوں کی دعائے نفع کا مستحق ہو جائے۔ نہ کہ دعائے نقصان کا مستحق بنے۔

لہٰذا برکت اسی میں ہوگی فائدہ اسی میں ہوگا کہ جس وقت انسان اللہ کے دیئے ہوئے مال کو اللہ کیلئے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس میں کمی نہیں آنے دے گا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزانوں میں سے حظ وافر اُس کو عطا فرمادے گا۔

۸:۔ راہِ حق میں جان دینے کی تیاری

تو زکوٰۃ کی ادائیگی کا عمل ایک ریہرسل ہے راہ حق میں شھادت کی تیاری ہے۔

جو رب کے نام پر مال نہ دے سکے وہ جان کیا دے سکے گا۔

تو یہ سالانہ زکوٰۃ ادا کرنے سے جان دینے کی طرف رہنمائی ہے۔

انسان کو مال بھی پیارا ہوتا ہے۔ جان بھی پیاری ہوتی ہے اور ادھر رب سے بھی پیار ہے اور محبتوں کا جب مقابلہ ہو جائے تو پھر رب کی محبت کو ترجیح دینی ہے اور پھر پکا محبّ ہوتا ہی وہ ہے۔ جو اپنے محبوب کی محبت کے سامنے اور کسی کی محبت جائز ہی نہ سمجھے۔

Marfat.com

جب محبت میری میرے رب سے ہے اب اس کے مقابلے میں محبت مال کی بھی ہے اس کے مقابلے میں محبت جان کی بھی ہے۔ جس وقت انسان نے مال اللہ کے رستے میں دیا تو ثابت کر دیا کہ اللہ کی محبت کے بدلے میں مال کی کوئی محبت نہیں ہے۔

یہ محبت جس وقت بار بار ذبح ہوگی تو اس سے بالآخر اس کے اندر یہ حوصلہ پیدا ہوگا کہ جس محبوب کیلئے مال قربان کیا جا سکتا ہے اُس کیلئے جان بھی قربان کی جا سکتی ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ انداز رکھا ہے کہ تدریجاً بندے کو تربیت دی جاتی ہے اور تدریجاً اس کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔

مشکل سبق پہلے نہیں دیا جاتا پہلے آسان سبق دیا جاتا ہے پھر وہ آسان سبق آہستہ آہستہ مشکل کے قابل بنا دیتا ہے۔

مال قربان کرنا آسان ہے جان قربان کرنا مشکل ہے تو اسلام نے زکوۃ رکھی تاکہ مال کی قربانی کا بندہ عادی بن جائے۔ جب مال کی قربانی کا بندہ عادی بن جائے گا۔ تو پھر اُس کو یہ باور کرانا آسان ہوگا کہ اللہ ہی وہ محبوب ہے اُس سے پیار اپنی جان سے بھی زیادہ کرنا چاہیے۔

تو پھر جب کبھی اسلام کو ضرورت پڑے گی تو یہ بندہ اپنی جان ہتھیلی پہ رکھ کے اللہ کے دربار میں نکلے گا اور یہ کہے گا۔

تجھے وہ شاخ سے توڑیں زہے نصیب تیرے
کہ تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب تیرے

تو کتنا خوش نصیب ہے کہ تیری جان کو رب قبول کر رہا ہے۔

تو زکوۃ دینے کی وجہ سے بندے کے اندر جان دینے کا جذبہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

۹:۔ رب سے تازہ رابطہ

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ سے تازہ رابطہ ہے۔

کچھ لوگ فقراء کو بوجھ بھی سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فقیر کا ہاتھ ہمارے لئے بہت بڑا اسہارا ہے۔ فقیر کے ہاتھ سے بہت بڑی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔

زکوٰۃ بندے کو ادا کرنی پڑتی اس نے آسمانوں پہ جا کر جمع کرانی ہوتی تو کتنا مشکل مسئلہ ہوتا کس قدر دور جانا پڑتا، آخر جس پر زکوٰۃ فرض ہے ادائیگی تو اس پر لازم ہوتی۔ مگر وہ کہاں جا کر جمع کراتا تو پھر یہ ادائیگی ہوتی۔

تو یہ معاشرے کے اندر نادار انسان ہمارے لئے ابر کرم ہیں۔ کہ ہاتھ اُس کا ہے مگر جس وقت پیسہ وہاں رکھیں تو وہ اللہ کے دربار میں پہنچ جاتا ہے۔

اُس بنا پر کبھی اس پر احسان ظاہر نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ اُس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جس کو یہ صلاحیت حاصل ہے۔ اُس غریب کا ہاتھ اللہ کے ہاتھ کا نائب بنا ہوا ہے۔

ضرورت اور حاجت تو اس فقیر کو ہے دیتے اس فقیر کو ہیں لیکن خوش اللہ ہو جاتا ہے قبول اُس کے دربار میں ہو جاتا ہے۔

لہٰذا زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے دربار سے اور قدرت سے ایک فطری رابطہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ تَقَعُ بِيَدِ اللّٰهِ عزوجل قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِي يَدِ السَّائِلِ

(المعجم الکبیر باب العین عبداللہ بن مسعود الھدلی حدیث نمبر ۸۵۷۱ ج ۹ ص ۱۰۹ دار احیاء التراث بیروت)

زکوٰۃ اور صدقہ سائل کے ہاتھ میں بعد میں آتے ہیں لیکن اللہ کے ہاتھ میں پہلے پہنچ

Marfat.com

جاتے ہیں۔ یہ صدقہ کیا ہے؟

اللہ کے ہاتھ میں یہ صدقہ پہلے جاتا ہے۔

قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْ یَدِ السَّائِلِ

سائل کے ہاتھ میں بعد میں جاتا ہے۔

لہٰذا یہ سائل کا ہاتھ جس پر ہم صدقہ کا پیسہ رکھیں اُس پر احسان نہیں جتلانا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کہ معاشرے میں مجھے وہ بنک مل گیا جہاں اللہ کا حصہ جمع کروایا جاسکتا ہے۔

لہٰذا یہ زکوٰۃ ہے کہ میں نے عملاً بندے کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں اتنا قرب دے رکھا ہے کہ یہ جس وقت چاہتا ہے اللہ کے دربار میں اُس کا حصہ جمع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ قبول فرما کے دینے والے کو اجر عظیم عطا فرما دیتا ہے۔

۱۰:۔ دل کا امتحان

زکوٰۃ کی حکمت دل کا امتحان ہے۔

زکوٰۃ ریا اور عدم ریا کے بارے میں اور اخلاص کی ایک بہت بڑی کسوٹی اور معیار ہے قرآن مجید میں دونوں موقف اللہ نے ہمارے سامنے رکھے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ

اگر صدقات تم ظاہر کرو تو بہت اچھا ہے۔ یعنی زکوٰۃ دیتے وقت کسی کو دکھا کے دی یا اعلانیہ دے دی تو یہ اچھا ہے۔

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

اور اگر تم چھپا کے فقراء کو دو تو یہ تمہارے لئے اچھا ہے۔

Marfat.com

وَيُكَفِّرُ عَنكُم مِّن سَيِّئَاتِكُمْ (سورۃ البقرۃ آیت:۲۷۱)

اس سے تمہارے گناہ جھڑ جائیں گے۔

اللہ بعض گناہوں کو مٹا دے گا۔ تو اس سے پتہ چلا کہ دونوں

میں اجازتیں ہیں دونوں حکم واضح طور پر ہیں۔ ایک کے

بارے میں فرما دیا "فَنِعِمَّا هِيَ"

اگر تم ظاہر کر کے دو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

اور اگر چھپا کر فقیر کو دو "فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

مطلب کیا ہوا۔

دونوں صورتوں میں معاملہ دل کا ہے اگر اعلانیہ دیتے وقت مقصد ریا نہیں ہے تو پھر اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ اگر مقصد یہ ہے کہ میں دیتا ہوں تا کہ اوروں کو بھی تبلیغ ہو جائے۔ میرے بھائی کو بھی پتہ چلے وہ بھی زکوٰۃ دے میرے دینے پر اُس کو بھی رغبت پیدا ہو۔ میں صدقہ کرتا ہوں تو دیکھنے والوں کو بھی رغبت پیدا ہو۔ اگر اس نکتہ نظر سے زکوٰۃ اگر کسی نے اعلانیہ دے دی ہے تو یہ بھی بہتر ہے کہ خود نیکی کر کے اوروں کو نیکی کی دعوت دے دی ہے۔

اگر ایسا ہو کہ دل میں وساوس آجائیں اور ریا کا خطرہ ہو اور یہ دل میں وہم پیدا ہو کہ میں دوں تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ میں بہت کچھ دیتا ہوں تو پھر اس سلسلہ میں اخلاص نہیں رہے گا۔ پھر زکوٰۃ کا ثواب ختم ہو جائے گا۔

اس واسطے انسان کا اپنا ضمیر ہے۔ اپنی صورتحال ہے اُس کو پیش نظر رکھتے ہوئے زکوٰۃ کے عمل کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

Marfat.com

اور پھر یہ دل کا واضح طور پر امتحان ہے اگر اعلانیہ زکوٰۃ دینا جائز نہ ہوتا اور سب پر یہ فرض ہوتا کہ زکوٰۃ تم نے چھپ کر ہی دینی ہے۔ تو پھر دل کا امتحان نہ ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ہم نے تمہارے لئے جائز رکھا ہے۔ اعلانیہ بھی دے سکتے ہو چھپ کے بھی دے سکتے ہو لیکن ریا حرام ہے۔

جب اعلانیہ جائز ہے اور ادھر ریا حرام ہے ریاء کو شرک خفی کہا جاتا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی بندے کا بہت بڑا امتحان ہے کہ جس وقت اعلانیہ طور پر دے رہا ہو تو اسکے ساتھ دل کو کنٹرول کرے۔ ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے دل میں دوسرا خیال نہ آنے دے۔ اگر ایسی صورتحال میں انسان اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کر چکا تو اسے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو پہاڑوں سے بھی زیادہ طاقت عطا فرمادی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس وقت اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی اللہ نے پہاڑوں کو زمین پہ رکھا تو اسکی کپکپاہٹ ختم ہوگئی تو فرشتوں کو تعجب ہوا تو انھوں نے پوچھا کہ پہاڑوں سے بھی سخت چیز کوئی بنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے لوہا بنایا ہے لوہا پہاڑوں کو کاٹتا ہے۔

فرشتوں نے کہا لوہے سے بھی زبردست کسی چیز کو بنایا ہے۔ تو اللہ نے فرمایا میں نے آگ کو پیدا کیا ہے فرشتوں نے پوچھا آگ سے زبردست بھی ہے تو اللہ نے فرمایا میں پانی کو پیدا کیا ہے فرشتوں نے پوچھا پانی سے زبردست بھی کوئی چیز ہے تو اللہ نے فرمایا میں نے ہوا کو پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

فرشتوں نے ساری چیزوں پہ بڑا تعجب کیا۔ کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ زمین بہت بڑی ہے۔

لیکن فرشتوں نے پھر پوچھا کہ ہوا سے بھی کوئی زبردست چیز ہے۔ تو اللہ نے فرمایا ہاں۔

اِبْنُ آدَمُ

حضرت انسان ساری کائنات سے زبردست ہے۔ مگر ایک شرط ہے۔

تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ

(سنن الترمذی ابواب التفسیر عن رسول اللہ ﷺ سورۃ المعوذتین ج ۲ ص ۱۷۲ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

جب دائیں ہاتھ سے صدقہ کر رہا ہو بائیں کو پتہ نہ چلے۔ اتنے خلوص کیساتھ جس وقت ایک بندہ صدقہ کرتا ہے تو اس وقت وہ ساری کائنات سے پاور فل ہو چکا ہوتا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

5

پردہ دختران اسلام کا وقار

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا (سورت نور آیت نمبر:۳۱)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش اصحاب مودّت ومحبت معززو محتشم حضرات وخواتین اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے پانچویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج کی ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

پردہ دختران اسلام کا وقار

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ نزول قرآن کے مہینے میں ہمیں قرآن مجید کی تعلیمات سے بہرہ ور ہونے کا موقع میسر آرہا ہے۔ حالت روزہ میں اللہ تعالیٰ کے کلام کے انوار وتجلیات کا حصول یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت وعافیت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"پردہ دختران اسلام کا وقار" ایک اہم موضوع ہے۔

جس ماحول اور معاشرے سے امت مسلمہ کا کاروان گزر رہا ہے۔ ہر طرف ڈاکو اور لٹیرے امت کے عقیدہ اور عمل کو لوٹنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے میں ہمارے

Marfat.com

پاس قرآن مجید اور سنت مطہرہ کی شکل میں ایک ڈھال موجود ہے۔ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم ہر قسم کے تیروں سے اپنے آپ کو محفوظ کر سکتے ہیں اور اپنے ایمان اور عمل کو بچاتے ہوئے اس زندگی کے اندر کامیاب اور عمدہ سفر مکمل کر سکتے ہیں۔

حسن و قبح عند الشرع

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مرد و زن کیلئے علیحدہ علیحدہ احکام نازل فرمائے ہیں بحیثیت مومن اور مومنہ کے ہم میں سے ہر ایک پر یہ لازم ہے کہ ہمارا رب ہم سے جس چیز کا تقاضا کرتا ہے جو ہمیں حکم فرماتا ہے ہم اسی کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے نزدیک حسن و قبح شریعت کے مطابق ہے۔ عقل کو شرع کے تابع کرنا پڑتا ہے۔

ہمارے نزدیک حسن و قبح محض عقلی نہیں ہے۔

یعنی ہم وہ نہیں کہ کہیں ہمیں وہ چیز عقل کے لحاظ سے اچھی لگتی ہے لہٰذا میں اس پر عمل کروں گا اور ہماری عقل فلاں چیز کو اچھا نہیں سمجھتی تو میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔

ہمارے نزدیک اصول شریعت ہے۔ ہم کہیں گے کہ شریعت مطہرہ فلاں چیز کو اچھا سمجھتی ہے تو پھر میں بھی اس کو اچھا سمجھتا ہوں اور شریعت مطہرہ میں فلاں چیز کو ناپسند کیا گیا ہے تو اس لئے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

پردہ شرعی حسن

تو اس بنیاد پر جیسے دیگر احکام ہیں ویسے ہی پردہ کا بھی حکم ہے۔

تو پردہ کے حکم کے لحاظ سے بھی حسن و قبح شریعت مطہرہ کے مطابق ہے۔ جب شریعت نے پردہ کو حسن قرار دیا اور اس کی خوبی کو بیان کیا اس کے لازم ہونے کا آرڈر دیا تو

Marfat.com

جس نے کلمہ پڑھا ہے تو اسے یہ حکم ہر حال میں بہتر ماننا پڑے گا۔

اور اس حکم کے لحاظ سے اپنے ذہن کو مطمئن رکھنا پڑے گا۔ اگر کلمہ بھی پڑھے اور اللہ کے حکم کے بارے شک بھی ہو کہ پتہ نہیں یہ چیز اچھی بھی ہے یا نہیں۔

یا ذہن اور عقل میں کوئی ایسا مرض موجود رہے۔ جس کی وجہ سے اُسے پردے پر اعتراض ہے یا پردے سے احکام کے مطابق اُس کے دل میں تشویش اور شک موجود ہے۔

تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کا ایمان صحیح نہیں ہے۔

ایمان کے صحیح ہونے کی نشانی یہ ہے کہ جو رب کا فیصلہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے رسول علیہ السلام کا حکم ہوتا ہے۔ اُس حکم کے سامنے ایک مومن مرد اور عورت اپنا سر تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ لہٰذا یہ سعادت اُن دختران اسلام کی ہے جنہوں نے جب دین قبول کیا ہے تو دین کے قبول کرنے کا مطلب یہ سمجھا ہے کہ جو حکم میرے رب کا ہے وہی میری چاہت ہے۔ جو اللہ کا فیصلہ ہے وہ مجھے پسند ہے۔

اور جہاں سے اللہ روکتا ہے وہ میرے لئے ناپسند ہے۔ وہ دختران اسلام اتنی عظیم ہیں کہ جنہیں کبھی بھی پردے کے بارے میں شک نہیں ہوا اور کبھی بھی دل میں پردے کی تنقید کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہے۔

چونکہ جو عورت اپنی زبان سے شریعت مطہرہ کی تعلیمات پر تنقید کر بیٹھے تو اس سے بھی ایمان چھلنی ہو جاتا ہے۔ یقین بر جھا جاتا ہے اور دولت ایمان کی لذت ختم ہو جاتی ہے اس لحاظ سے جہاں پردہ اختیار کرنا لازم ہے اور اس پر عمل کرنا لازم ہے وہاں گفتگو کے اندر اس کے احترام کو بیان کرنا اور اسکی عظمت کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔

اگر محض کوئی مغرب کی روشنی میں حیا باختہ خواتین کے کہنے پر کوئی اسلام کی بیٹی پردہ کے خلاف بولتی ہے یا پردہ کی تضحیک کرتی ہے اور پردہ کا مذاق اڑاتی ہے یا پردہ کے بارے

Marfat.com

میں ایسے جملے بولتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہیں۔

اُسے سوچنا چاہیے کہ اُس کے ایسے الفاظ اسلام سے بغاوت کے زمرے میں شمار ہونگے۔
اور دین سے غداری کے زمرے میں آئیں گے۔

جس وقت ایک خاتون اس بات کی دعوے دار ہے کہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مشن کی وارث ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر کی وارث ہے تو پھر اُسے اپنے دین کے لحاظ سے عمل بھی کرنا چاہیے۔

اور اس دین کی مبلغہ بھی ہونا چاہیے تا کہ اپنی بچیوں کو اپنی خواتین کو تبلیغ کر سکے تو اس سے بڑے اچھے اثرات مرتب ہونگے۔

آج قرآن وسنت کا یہ گلدستہ خواتین اسلام کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور ایسے ہی مردوں کیلئے یہ سننا ضروری ہے کیونکہ اصل میں جو قوت حاکمہ مرد کو دی گئی ہے۔
خواتین کے بارے میں اگر یہ خود دین سمجھتے ہونگے تو اچھی طرح دین سمجھا سکیں گے اور جس وقت ایک مرد اپنے گھر میں پردے کی پابندی کرتا ہے تو اس کو چھوٹا نہیں بہت بڑا جہاد قرار دیا جاتا ہے۔

جس وقت ایک انسان اپنے گھر کی حدود تک اپنے دین کو نافذ کر لیتا ہے تو امید کی جاتی ہے کہ وہ ایک بہت بڑے انقلاب کا داعی ہو سکتا ہے اور اگر گھر میں ہی بے دینی ہو اور گھر میں بے پردگی ہو اور گھر میں شریعت کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو پھر کبھی بھی ایسا سوچنا مشکل ہو جاتا ہے کہ جس کی بنیاد پر معاشرے اور سوسائٹی تک دین کی برکتوں کو عام کیا جا سکے۔

دختران اسلام کیلئے قرآن کا پیغام

آیئے قرآن وسنت کے ان احکام کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ایسے لحات میں کہ جب اللہ

Marfat.com

کی رحمتیں برس رہی ہیں۔ اگر ہم تھوڑی سی اس طرف توجہ کریں گے تو ہمارے ذہن کے عقدے کھلتے چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نور دے گا اور قبر میں بھی نور دے گا اور فردوس کے بالاخانوں میں بھی ان شاء اللہ چاندنی موجود رہے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ

اے نبی ﷺ آپ ان عورتوں سے کہہ دیں جو کہ مومنات ہیں۔

یہ مطلقاً عورتوں کو حکم نہیں بلکہ ایمان والی عورتوں کو حکم ہے جو عورتیں ابھی ایمان نہیں لائیں اُن کو پہلے ایمان لانے کا حکم دیا جائے گا اور جب ایمان لے آئیں گی تو پھر اُن کیلئے اسلام کے اندر جو نصاب ہے۔ وہ پڑھایا جائے گا۔

تو اس واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اے محبوب آپ مومنات کو کہہ دیں، جو شرک و بدعت کو چھوڑ کر دین حاصل کر چکی ہیں۔ آپ اُن خواتین سے فرما دیں۔

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ

اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھیں۔

وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ

اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

عورت کا وقار اس میں ہے کہ وہ اپنے آپ کو چھپا کے رکھے اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دے زینت میں زیور بھی ہے۔ زینت میں سرمہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ آرائش

Marfat.com

زیبائش کی چیزیں ہیں۔ زینت میں ننگے بال ہیں۔ ننگا چہرہ ہے اور بدن کے اعضا جو ننگے ہوں یا جن پر ٹائٹ کپڑا ہو، یا پھر پتلا کپڑا ہو۔

ان ساری صورتوں کو ناجائز قرار دیتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھیں کہہ دو کہ یہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔

لہٰذا جس سے زینت ظاہر ہوتی ہو، جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہو جس سے عورت کے بارے میں معاشرے میں ایک اٹریکشن Attraction پیدا ہوتی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے نبی آپ ان کو سمجھا دیں۔

کہ ایسا کرنا تم پہ حرام ہے۔ نہ ویسا پہن سکتی ہو اور نہ ہی ایسے انداز میں سوسائٹی کے اندر تم موجود رہ سکتی ہو۔ تمہارے لئے یہ فرض قرار دیا گیا ہے۔ کہ تم اپنی زینت کو چھپا کر رکھو۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

مگر جو خود بخود ظاہر ہے۔

مگر اس کے سوا تمہیں زینت کو ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔

خود بخود ظاہر کیا ہے؟

خاتون نے چادر جو اوڑھی ہے وہ بھی ایک زینت ہے اور جو لباس پہنا ہوا ہے اس لباس کو پھر لباس میں چھپانا اور چادر کو چادر میں چھپانا اس کا پھر حکم نہیں دیا گیا کہ اگر عورت نے برقعہ پہن رکھا ہے تو اُس برقعہ کے اندر بھی ایک زینت ہے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

مگر وہ جو خود ظاہر ہے اس کے سوا ہر قسم کی زینت کو چھپانا لازم ہے تو شریعت مطہرہ نے خاتون اسلام کو ایک نصاب دیا ہے ایک طرف رب کا فرمان ہے دوسری طرف معاشرہ ہے دوسری طرف فیشن ہے دوسری طرف سوسائٹی ہے دوسری طرف عورتوں کی باتیں

Marfat.com

ہیں وہ خاتون کتنی مجاہد ہے جو کسی کی بات کو نہیں سنتی جو فیشن کو نہیں دیکھتی جو صرف اپنے رب کے حکم کو دیکھتی ہے اور رسول اکرم ﷺ کے فرمان کو سنتے ہوئے ہر قسم کی زینت پر پہرہ لگا لیتی ہے اپنے آپ کو چھپا کے رکھتی ہے اپنے آپ کو شیطان کا تیر نہیں بننے دیتی اور اپنے آپ کو شیطان کا جال نہیں بننے دیتی۔

جوں جوں اپنے آپ کو چھپاتی جائے گی محفوظ ہوتی جائے گی اور جوں جوں زینت کو ظاہر کرے گی حدیث میں اس کے نام بدلتے جائیں گے۔

کبھی تو اس کو شیطانی تیر کہا گیا۔

کبھی اس کو شیطانی جال کہا گیا۔

تو جال وہ ہوتا ہے جس سے اوروں کو شکار کیا جاتا ہے تو اگر خاتون اسلامی نے اپنا منصب چھوڑ دیا اپنا وقار چھوڑ دیا تو پھر وہ خزانہ نہیں رہی پھر وہ مستورہ نہیں رہی پھر وہ امانت کی امین نہیں رہی۔ پھر اچھی فصل کیلئے کھیت نہیں رہی۔

اور اگر اُس نے اپنے آپ کو شریعت مطہرہ کی حدود میں رکھا ہے اپنے آپ کو چھپایا ہوا ہے تو پھر وہ ایک خزانہ ہے اور ایسا خزانہ ہے ہوسکتا ہے اُسی کے آنگن میں ایک ایسی فصل تیار ہو جائے جو فصل زمانے کے صالحین کی فصل ہو۔ جو فصل زمانے کے مفلحین کی فصل ہو اسواسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے مسلمان خواتین کو یہ درس پہنچا دیا۔

کہ تم نے اپنی زینت کو چھپا کے رکھنا ہے۔

اور زینت کے معاملے میں چھپائے رہنا ہے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

اس فرمان خدا سے کچھ لوگ معاذ اللہ گمراہی کی طرف جاتے ہیں۔

Marfat.com

اور کہتے ہیں کہ اس سے چہرے کا پردہ مراد نہیں ہے ہاتھوں کا پردہ مراد نہیں ہے اب جو پردے کی اصل حیثیت ہے اور اس کا سبب ہے وہ فتنہ کا آجانا ہے۔

اب جس چیز میں زیادہ فتنہ ہے۔ اُس چیز کے لحاظ سے پھر پابندی بھی زیادہ ہے چہرہ کھلا ہوگا تو اس کی وجہ سے فتنہ زیادہ پیدا ہوگا۔

بال کھلے ہونگے تو فتنہ زیادہ پیدا ہوگا۔ اس واسطے جس زمانے میں بُرائی کا لاوا پھٹ چکا ہو اور ہر طرف بے حیائی کے شعلے دہک رہے ہوں اُس زمانے میں یہ قول کرنا کہ چہرے کا پردہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ یہ شریعت مطہرہ کی حدود کو پھلانگنے کے مترادف ہے۔

جو پردے کی اصل حیثیت ہے اور جو اصل میں پردے کے اسباب ہیں۔ جن میں عورت کیلئے باقی ہر چیز کو ڈھانپنا اور چھپانا لازم کر دیا گیا ہے۔

چہرہ کو چھپانا بطریق اولی لازم ہوگا۔ کیونکہ اس سے سوسائٹی کے اندر فتنہ زیادہ بڑھ سکتا ہے اور پھر اس کی وجہ سے جو شیطان کے جال ہونے کا منصب ہے وہ صورتحال زیادہ پیدا ہو سکتی ہے۔

عبداللہ بن مسعود کے نزدیک الا ماظہر کا مطلب

اسواسطے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد کپڑا ہے۔ جو چہرہ چھپانے کیلئے خاتون نے استعمال کر رکھا ہے۔ اب اس کپڑے کو پھر چھپانا یہ کوئی ضروری نہیں ہے یہ ہے جو خود بخود ظاہر ہے۔

ورنہ پورے بدن کو ڈھانپ کے رکھنا اور بدن کے کسی حصے کو ننگا نہ ہونے دینا اور ہر لحاظ سے تنگ کپڑے سے بھی اجتناب کرنا کہ جس سے اعضاء کی شناخت ہو سکتی ہو۔ یا رنگ نظر آسکتا ہو ایسی تمام صورتوں سے جس وقت ایک خاتون اپنے آپ کو بچائے گی

Marfat.com

تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے۔ اپنی زینت کو چھپایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے اجر عظیم کی مستحق بن چکی ہے۔

جاھلیت کی بے پردگی سے بچنے کا حکم

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ (سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پہ ڈالے رکھیں اور کسی طرح کی اس سلسلے میں غفلت نہ کریں اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

یہ حکم اصل میں ازواج مطہرات کیلئے ہے۔ لیکن خواتین کی قیادت اصل میں اُنکی ہے تو تمام ملت کی بیٹیاں ازواج مطہرات کے تابع ہیں اور اُن کے حکم کی پیروکار ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو حکم دیا۔

کہ تم اپنے گھروں میں موجود رہو۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

جو جاہلیت کے زمانے کی بے پردگی ہے۔ اُس بے پردگی سے اپنے آپ کو بچا کے رکھو چہرہ ڈھانپا ہوا ہو اور پورا بدن ڈھانپا ہوا ہو اور پردے کے اندر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو حکم دیکر اُن کے زیر سایہ تمام خواتین اسلام کو پابند کر دیا کہ اُن کیلئے بہترین جگہ گھر ہے نہایت ہی مجبوری میں باہر نکل سکتی ہیں۔ اُس وقت بھی پردے کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے۔

Marfat.com

دختران اسلام گھر میں نماز پڑھنا افضل

یہاں تک رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا وَصَلٰوتُهَا فِیْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا

(ابوداود کتاب الصلوۃ باب التشدید فی ذلک ج ا ص ۹۱ مکتبہ امدادیہ ملتان)

عورت کا اپنے گھر کے اندر میں نماز پڑھنا حجرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

وَصَلٰوتُهَا فِیْ مُخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِیْ بَیْتِهَا

اور عورتوں کا اپنے گھر کی بجائے اگلے اندر نماز پڑھنا مکان میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

یعنی ایک ہے صحن میں نماز پڑھنا اور ایک ہے کمرے میں نماز پڑھنا اور ایک ہے کمرے سے آگے والے کمرے میں نماز پڑھنا۔

تو سرکار ﷺ نے جہاں مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلتیں بیان کی ہیں۔

عورت کیلئے حکم دیا کہ جوں جوں وہ چھپتی چلی جائے گی توں توں نماز کا ثواب بڑھتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ صحن کے مقابلے میں کمرے میں پڑھے گی تو زیادہ ثواب ہے کمرے کے مقابلے میں مزید چھپا ہوا جو اگلا اندر ہے اُس میں نماز پڑھے گی تو اس کو زیادہ ثواب مل جائے گا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ "وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ" میں حکمتیں کتنی ہیں۔

کہ عورت کا اپنا ایک نصاب ہے اُس کا اپنا ایک شیڈول ہے۔

اُس کے مطابق جس وقت ایک عورت عمل کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اتنا اجر دیتا ہے کہ ایک انسان اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

صحابیات میں نیکی کا جذبہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

جِئْنَ النِّسَآءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

عورتوں کا ایک وفد سرکار علیہ السلام کے پاس آ گیا اور انہوں نے شکایت کی کہنے لگیں۔

ذَهَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ بِالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(شعب الایمان الستون من شعب الایمان حدیث نمبر ۸۷۴۲ ج ۶ ص ۴۲۰، دار الکتب العلمیۃ

مرد ہم سے نیکیوں میں آگے نکل گئے۔

اور کہنے لگیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نیکیاں ایسی ہیں جو مرد کر سکتے ہیں ہم نہیں کر سکتیں، جب کہ دل ہمارا بھی چاہتا ہے کہ ہمارے نامہ اعمال میں بھی وہ نیکیاں ہوں۔

تاکہ کل ایسا نہ ہو کہ مرد آگے نکل جائیں اور ہم نیکیوں میں پیچھے رہ جائیں۔ تو ہمیں بھی ایسے مواقع ملنے چاہئیں جس کی وجہ سے وہ نیکیاں جو مرد کرتے ہیں وہ ہم بھی کر لیں۔

نماز روزے کی نیکیاں مشترکہ ہیں جو ہم دونوں کر لیتے ہیں۔

یا رسول اللہ ﷺ مرد جہاد پہ جاتے ہیں اور ہم عمومی طور پر جہاد پہ نہیں جاتیں۔ ہم گھروں میں رہتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں احساس پیدا ہوا کہ ہماری نیکیاں ادھوری رہ جائیں گی۔

جب قیامت کے دن میرٹ Marit بنے گا تو مرد پہلے نمبر پر ہونگے اور ہمارے نامہ اعمال میں جہاد کی نیکیاں نہیں ہوں گی اور وہ نیکیاں جو گھر سے باہر کی جاتی ہیں وہ سماجی خدمت کے معاملات میں ہم اُن میں پیچھے رہ جائیں گی۔

یہ ایک تشویش تھی جو بحیثیت مومنہ عورتوں کو ہونی چاہیے تھی۔

اُس وقت کی خواتین کا خیال ہر وقت تقوی و پرہیزگاری کے بارے میں ہوتا تھا۔

ہر وقت یہ سوچ ہوتی تھی۔ کہ کون سا کام کروں گی تو اللہ مزید راضی ہوگا۔ اللہ اپنا قرب عطا کرے گا۔

Marfat.com

اسی تحریک کی بنیاد پر انہوں نے جا کر اپنا مقدمہ پیش کر دیا، کہ ہم جہاد پہ نہیں جا سکتیں لہٰذا ہماری نیکیاں تھوڑی ہو جائیں گی۔

مرد ثواب میں خواتین سے آگے

وہ خواتین اسلام کہنے لگیں۔

اَفَمَا لَنَا عَمَلٌ نُدْرِكُ بِهٖ فَضْلَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

یارسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی ایسا عمل بتا دو ہمیں کوئی ایسا وظیفہ بتا دو جو ہم کریں تو ہمیں مجاہد فی سبیل اللہ کا ثواب مل جائے۔

آج عورتوں کے گھر سے نکلنے کے اور اسباب ہیں کوئی کسی میلے میں جانے کیلئے ضد کر رہی ہے کوئی کسی بازار میں گھومنے پھرنے کیلئے ضد کر رہی ہے۔

کوئی کسی رونق اور تازگی کو دیکھنے کیلئے ضد کر رہی ہے۔

مگر رسول اکرم ﷺ کے پاس جو عورتیں آئیں انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کے حکم کی پابند ہیں۔ جہاں سے آپ نے روکا ہے ہم رکی رہیں گی۔

کبھی بھی باہر نہیں نکلیں گی۔ مگر ہم چاہتی ہیں ہمارے لئے ایسا دروازہ کھل جائے جس دروازے کی وجہ سے ہمیں بھی اتنی نیکیاں مل جائیں جتنی نیکیاں مردوں کو میسر آ رہی ہیں۔

خواتین اسلام کیلئے جہاد کا ثواب

میرے محبوب علیہ السلام نے صرف اُن خواتین کو ہی سبق نہیں دیا بلکہ قیامت تک کیلئے اپنی امت کی خواتین کو سبق پڑھا دیا ہے۔

تو جس وقت اُن خواتین نے پوچھا تو

رسول اکرم ﷺ نے کیا جواب دیا۔

Marfat.com

آپ فرمانے لگے۔

مُحْصَنَةٌ اِحْدَاكُنَّ فِيْ بَيْتِهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(در منثور ج ۶ ص ۵۱۸، سورۃ النساء زیر آیت نمبر ۳۴، دار الفکر بیروت)

جو عورت میرے کہنے پر بیٹھی رہے گی۔ بلاوجہ گھر سے باہر نہیں نکلے گی تو اُسے گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ مجاہد فی سبیل اللہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ایک عورت کو اسلام کا ممنون ہونا چاہیے اسلام کا مشکور ہونا چاہیے جہاد بڑا مشکل ہے جہاد میں بدن کے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ جہاد میں خون بہہ نکلتا ہے جہاد میں بھوک برداشت کرنی پڑتی ہے۔

لیکن یہ مردوں کیلئے ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورۃ النساء آیت نمبر ۳۴)

مَردوں کو قوت عورتوں سے زیادہ دی گئی ہے اُن پر بوجھ بھی زیادہ رکھا گیا ہے عورتوں پر جہاد فرض نہ کیا گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت کی خواتین کو ہی نہیں بلکہ قیامت تک آنے والی دختران اسلام کیلئے واضح فرمادیا۔

کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے یہ کبھی نہ سمجھنا کہ تمہارا ثواب کم ہو جائے گا اور تمہیں نیکیاں تھوڑی ملیں گی۔ مرد جہاد کر کے جتنی نیکیاں حاصل کریں گے تمہیں اسلام نے اتنا نواز دیا ہے۔ اتنا بلند و بالا کر دیا ہے کہ تم اپنے گھر میں رہو اپنے بچوں کی دیکھ بھال کرو آرام کرو اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرو تو ربّ ذوالجلال تمہیں وہ ثواب عطا فرمائے گا جو مجاہد فی سبیل اللہ کو زخمی ہو جانے کے بعد ملتا ہے۔

پردہ ہی میں مومنہ کی شان

اس سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک خاتون خانہ کی یہ عظمت بیان کی وہاں باہر

Marfat.com

نکلنے کی مجبوری کے جو احکام ہیں اُن میں فیصلے بھی کیے اور احکام بھی بیان فرما دیئے ہیں۔
جو لوگ آج چہرے کے پردے کا انکار کر رہے ہیں، فتنہ پھیلاتے ہیں اور شیطان کے ایجنٹ بننے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَا بِيْبِهِنَّ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۹)

اے نبی ﷺ آپ اپنی ازواج کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیں کہ یہ اپنی چادریں اپنے چہروں پہ ڈالے رکھیں۔
اپنی چادریں اپنے چہروں پر لٹکائے رکھیں تاکہ ان کے چہرے نظر نہ آئیں اور تم پہچانی نہ جاؤ۔ جس وقت تم پہچانی نہیں جاؤ گی تو فتنے سے محفوظ رہو گی۔
ایک مومنہ خاتون کی یہی شان ہے کہ وہ اپنی رائے اور چاہت کو نہیں دیکھتی بلکہ اللہ کے حکم کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اپنی خواہش اور رائے کو لائے گی تو پیچھے شریعت نہیں بچتی۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ

(المومنون آیت نمبر:۷۱)

اگر حق لوگوں کی خواہش کی پیروی شروع کر دے تو زمین و آسمان فاسد ہو جائیں گے سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔
اگر حق کو خواہش کے تابع کیا گیا تو زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ یہ دستور نہیں کہ حق کو خواہش کے تابع کر دیا جائے بلکہ دستور یہ ہے کہ خواہش کو حق کے تابع کر دیا جائے۔ لہٰذا آج مردوں کو سمجھنا چاہیے تاکہ وہ اپنی خواہش کو سمجھا سکیں اور عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سامنے رکھنا چاہیے کہ ہمارے لئے یہ آزمائش ہے کہ ہر جگہ ہر محلے میں، بستی میں، شہر میں ایسے نام نہاد لوگ پیدا ہو

Marfat.com

گئے ہیں اور ایسی سوچیں پیدا ہوتی جا رہی ہیں جو حق کو خواہش کے تابع کرنا چاہتی ہیں۔ دین کو موڑ کے خواہش کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔

اگر کوئی عورت معاشرے کی اس چال کو دیکھ کر اُس کے پیچھے چلنا شروع کر دے گی تو وہ گمراہ ہو جائے گی پھر دین نہیں بچ سکے گا۔

وہ قرآن کو سامنے رکھے زمانہ ناراض ہوتا ہے ہو جائے۔ یہ جب بھی دیکھتی ہے اللہ کے فرمان کی طرف دیکھتی ہے تو اللہ اُس کیلئے دونوں جہان کیلئے اجر عظیم کا اعلان فرما رہا ہے۔

انصار کی عورتوں کی خوبی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے انصار کی عورتیں بڑی اچھی لگتی ہیں پوچھا گیا اس کا سبب کیا ہے تو کہنے لگی

وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ اَفْضَلَ مِنْ نِسَآءِ الْاَنْصَارِ

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ النور آیت نمبر ۳۱، ج ۳ ص ۲۹۵ مکتبہ حقانیہ پشاور)

خدا کی قسم ہے میں نے انصار کی عورتوں سے کوئی عورت اچھی نہیں دیکھی۔

کیسے؟

حکم قرآن پر فوراً عمل

اَشَدَّ تَصْدِیْقًا لِکِتَابِ اللّٰہِ وَلَا اِیْمَانًا بِالتَّنْزِیْلِ

قرآن کو ماننے میں جتنی وہ جلدی کرتی ہیں اور قرآن مجید پر عمل کرنے میں جتنا کردار انصار کی عورتوں کا ہے اتنا اور کسی کا نہیں ہے۔

قرآن کو اترے ہوئے صدیاں گذر گئیں ہیں۔

بچی پیدا ہوتی ہے قرآن گھر میں تھا، بچی بالغ ہوگئی قرآن گھر میں بچی جوان ہوئی قرآن

Marfat.com

گھر میں ہے ابھی اس کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ پردہ ضروری ہے کہ پردہ کرنا چاہیے۔ ذہن کو مطمئن کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر وقت اُس کیلئے قرآنی تعلیمات پیش کرتے ہیں۔ پھر جا کر مان جاتی ہے تسلیم کرتی ہے۔

لیکن وہ وقت تو یاد کرو کہ جب رات کو قرآن کی آیت نازل ہوتی تھی فجر ہونے سے پہلے ساری صحابیات اُس پر عمل کر کے دکھا دیتی تھیں۔

مردوں نے قرآن کو سن کے کسی نے اپنی ماں سے کہا کسی نے اپنی بیوی سے کہا کسی نے اپنی بہن سے کہا۔ کسی نے اپنی بیٹی سے کہا اور جونہی انھوں نے سنا ہے انھوں نے ضد اور ہٹ دھرمی نہیں کی کہ کل تک یہ جائز رہا ہے اب نا جائز کیوں ہو گیا ہے۔ اگر پہلے گذارہ ہوتا رہا تو اب بھی گذارہ ہوتا رہے گا۔ نہیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انصار کی عورتیں اس بارے میں پہلا نمبر لے گئی ہیں کہ جس وقت اُن کے مرد نبی علیہ السلام کے دربار میں سنتے ہیں۔ پھر وہ گھر پہنچتے ہیں۔ صرف اُن کے بیان کرنے کی دیر ہوتی ہے۔ جونہی وہ بیان کرتے جاتے ہیں انصار کی عورتیں فوراً عمل کر کے دکھا دیتی ہیں۔

آیت قرآن پر صحابیات کا عمل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ لَقَدْ اُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النُّوْرِ

"وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ"

اِنْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ اِلَیْهِنَّ

جب یہ حکم نازل ہو گیا کہ عورتیں اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر لیکر رکھیں انصار نے نبی علیہ السلام سے یہ بات سنی اور سن کر گھر چلے گئے۔

یَتْلُوْنَ عَلَیْهِنَّ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ فِیْهَا

جو اللہ نے نازل کیا تھا انھوں نے جا کر پڑھ کر سنا دیا۔

Marfat.com

وَیَتْلُوْا الرَّجُلُ عَلٰی اِمْرَاَتِہٖ وَابْنَتِہٖ وَاُخْتِہٖ

ایک آدمی اپنی بیوی کو پڑھ کر سناتا ہے اپنی بیٹی کو پڑھ کر سناتا ہے اور اپنی بہن کو پڑھ کر سناتا ہے۔

وَعَلٰی کُلِّ ذِیْ قَرَابَتِہٖ

اور ہر رشتہ دار عورت کو پڑھ کر سناتا ہے تو کیا ہوتا ہے

فَمَا مِنْھُنَّ اِمْرَاَۃٌ اِلَّا قَامَتْ اِلٰی مِرْطِھَا الْمُرَحَّلِ فَاعْتَجَرَتْ بِہٖ تَصْدِیْقًا وَاِیْمَانًا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتَابِہٖ

جوں ہی وہ سنتی ہیں فوراً اُٹھ کے اپنی چادروں کا بندوبست کرتی ہیں۔ فوراً پردے کا اہتمام کرتی ہیں۔

فَاَصْبَحْنَ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُعْتَجِرَاتٍ کَاَنَّ عَلٰی رُؤُسِھِنَّ الْغِرْبَانَ

(رواہ، ابوداؤد، تفسیر ابن کثیر ۳/۲۹۵)

رات کو حکم نازل ہوا تھا ابھی فجر کی نماز آئی ہے کہ عورتیں اس طرح کالی چادریں لیکر آ گئی ہیں اور سروں کو چھپائے ہوئے ہیں۔ سروں پر یوں لگتا ہے جیسے سیاہ کوے بیٹھے ہوئے ہوں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

رات کو سیاہی کے اندر اندر انھوں نے اپنے پردے کا بندوبست کر لیا اور سید عالم ﷺ سے براہ راست نہیں سنا۔ اپنے خاوند اور اپنے بھائی سے سنا کہ رات آیت کا نزول ہوا تھا۔ جاتے ہی انھوں نے گھر بتایا ہے۔ اب گھر والوں نے یہ نہیں کہا کہ سال کے بعد عمل کر لیں گے مہینے کے بعد عمل کر لیں گے۔ نہیں نہیں۔

اسواسطے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اُن کی عظمت کو سلام کر رہی ہیں۔ انصار کی خواتین نے سنتے ہی ابھی نماز فجر کا وقت نہیں آیا تھا کہ مکمل انقلاب آ چکا تھا اور رسول اکرم ﷺ کا دین قبول کرنے والی خواتین نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ ہمیں آپ

Marfat.com

فرماتے ہیں اُس کو ہم دل سے ماننے والی ہیں۔

آج کے ہمارے اس ماحول میں جس وقت اس سوچ کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے تو بہت سے سوال اُٹھتے ہیں۔ لیکن بحیثیت اسلام اور ایمان کے ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ جو انداز ہمارے آقا علیہ السلام نے دیا۔ اُس میں عورت کا بے پردہ نکلنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ ننگے سر نکلنا اور ننگے منہ نکلنا بڑے دور کی بات ہے ہمارے دین نے تو اس انداز کو بھی حرام قرار دیا۔

خوشبو لگا کے باہر نکلنا فتنے کا سبب

اگر وہ مسجد میں جانا چاہتی ہے تو پھر بھی وہ خوشبو لگا کے نہیں جا سکتی خوشبو ایک خاموش سا فتنہ ہے اگر چہ وہ آواز نہیں پیدا کر رہی۔ مگر پھر بھی جس وقت وہ گذرے گی تو خوشبو آئے گی۔ تو اس سے فتنے کا دروازہ کھل سکتا ہے تو ہمارے نبی علیہ السلام کا کتنا حسین انداز ہے۔

آپ سے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے یہ سنا ہے آپ فرما رہے تھے۔

لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ لِامْرَأَۃٍ تَطَیَّبَتْ لِھٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَھَا مِنَ الْجَنَابَۃِ

(ابوداؤد کتاب الترجل باب فی طیب المرأۃ للخروج: ج ۲ ص ۲۲۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

وہ عورت جو مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جا رہی ہے۔ مگر وہ خوشبو لگا کے جا رہی ہے اللہ تعالیٰ اُس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا کب تک؟

آپ نے فرمایا کہ جب تک وہ ایسا غسل نہ کرے جو جنابت کے بعد غسل کیا جاتا ہے یعنی فرض غسل جسطرح اچھی طرح مل کے کیا جاتا ہے اور اعضاء کو رگڑ کر کیا جاتا ہے۔ اس طرح اچھی طرح سارے بدن کو دھوئے یہاں تک کہ خوشبو اتر جائے اور خوشبو سے اُس کا جسم پاک ہو جائے تو پھر جا کر اللہ اُس کی نماز کو قبول کرے گا ورنہ اُس کی

Marfat.com

نماز قبول نہیں ہوگی۔

حالانکہ خوشبو کوئی پلیدی تو نہیں ہے خوشبو کوئی نجاست تو نہیں ہے۔ مگر اُس میں فتنہ ہے وہ گذرے گی تو گذرتے ہوئے کسی کو خوشبو آجائے گی دیکھنے کا سبب پیدا ہو جائے گا۔ وہ مرد اس کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔

تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اور تو اور رہا ہم اس کو مسجد میں بھی قبول نہیں کریں گے۔

تو جو دین حالتِ خوشبو میں قبول نہیں کرتا تو وہ اُس کا بازار میں جانا کیسے قبول کرے گا۔ اُس کا فنکشن میں جانا کیسے قبول کرے گا۔ اُس کا خوشبو لگا کر رشتہ داروں کے پاس جانا کیسے قبول کرے گا۔

اس کو اتنا بڑا جرم قرار دے دیا۔ کہ جب تک وہ غسل نہیں کر لیتی اپنے آپ سے اُس خوشبو کو دور نہیں کرتی اُس کا سجدہ سجدہ نہیں ہے۔ اُس کا قیام اور رکوع نہیں ہے۔

اب دیکھو کس قدر اس خاتون کا خسارہ ہو جائے گا۔ رب روٹھ جائے گا۔ اللہ سجدہ بھی قبول نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اُس خاتون کی نیکی کو قبول کرتا ہے جو خاتون پردے کے دائرے میں ہے۔

غیر محرم کی طرف اُٹھنے والی آنکھ زانیہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر آنکھ جو نظر بد سے غیر محرم کی طرف اٹھتی ہے وہ بدکار آنکھ ہے وہ زانیہ آنکھ ہے۔

ہر عضو کا ایک گناہ اور بدکاری ہوتی ہے۔ آنکھ کی بدکاری غیر محرم کی طرف دیکھنا ہے۔

یہ رسول پاک ﷺ کا جملہ ہے جسکو اچھی طرح یاد بھی رکھنا ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے۔

Marfat.com

كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ۔

ہر وہ آنکھ جو غیر محرم کی طرف اُٹھی اُس نے بدکاری کی ہے خواہ خود عورت جارہی ہو یا اُس کی تصویر ہو فلم کی شکل میں ہو یا کسی اخبار پر ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے اس کے بعد ارشاد فرمایا:

وَالْمَرْاَةُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِيْ زَانِيَةً

(جامع الترمذی ابواب الاداب عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی کراھیۃ خروج المراۃ متعطرۃ، ج ۲ ص ۱۰۶ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، مشکوۃ ص ۹۶)

ایک عورت خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گذری تو وہ بھی بدکار عورت ہے وہ بھی نیک نہیں ہے اب یہ لفظ ہمارے نبی علیہ السلام کے ہیں۔

یہ خاتون مسجد جانے کیلئے گلی سے گذرے یا بازار جانے کیلئے گلی سے گذرے یہ جائز مجبوری کی بناء پر گلی سے گذرے اور مردوں کے پاس سے گذری لیکن اُس نے خوشبو لگا رکھی تھی۔ اگر چہ اُس نے پردہ مکمل کیا ہوا ہو۔ میرے آقا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں اس نے میری امت کی خاتون والا کام نہیں کیا اس نے میری خادمہ والا کام نہیں کیا۔

اس نے میرے دین کی لاج کو سامنے نہیں رکھا۔ اگر اس انداز میں خوشبو لگا کر باہر نکلے گی تو یہ بھی برائی میں پیچھے نہیں رہی یہ بھی بدکار بن گئی ہے۔

یہ خوشبو لگانا فتنے کا ایک معمولی سبب ہے اسکو شاید کوئی آج گناہ نہ سمجھے۔

لیکن یہ دین پرانا دین نہیں ہے۔ یہ نیا دین ہے اور اسی دین سے برکتیں آسکتی ہیں آج جو امت مسلمہ پر نحوستیں آگئی ہیں اور آج جو بے حیائی پیدا ہوگئی ہے آج جو دن بدن مسلمان کے خون کی قدر و قیمت پامال ہوتی جارہی ہے اور دن بدن مسلمان زوال

Marfat.com

پذیر ہوتے جارہے ہیں اس کا سبب یہی ہے۔

بے پردگی لعنت کا سبب

رسول اکرم ﷺ نے واضح فرما دیا تھا۔ بنی اسرائیل پر اُس وقت تک لعنت نہیں ہوئی جب تک کہ اُن کی عورتیں بے پردہ نہیں ہو گئیں لیکن جب عورتیں بے پردہ ہو گئی تھیں تو اُن پہ لعنتوں کا نزول شروع ہو گیا تھا۔

لہٰذا اس امت کے اندر بھی تب برکتیں باقی رہ سکتی ہیں کہ جب عورت مستور رہے اور کسی طرح کا خاموش سبب بھی اُس کے اندر موجود نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (سورۃ النور آیت نمبر:۳۱)

عورتیں اپنے پاؤں زمین پہ زور سے نہ ماریں تا کہ زور سے مارنے کی وجہ سے اُن کی زینت ظاہر نہ ہو۔

یہ ہمارا قرآن ہے جس کو پڑھیں تو نماز ہوتی ہے جن کے ایک ایک حرف پہ نیکیاں ملتی ہیں یہ زندگی گذارنے کا طریقہ ہے۔

عورتوں کو چلنے کا طریقہ بھی بتایا کہ تمہارے چلنے میں قدموں سے کوئی آواز پیدا نہیں ہونی چاہیے لیکن مجبوری سے اُسے نکلنا پڑے تو چھپ کے نکلے۔ پھر واپس آنے تک رحمتوں کے نیچے ہوگی اگر اُس نے اپنے آپ کو اس طرح نکالا کہ جس سے زینت ظاہر ہو رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے محروم ہو جائے گی۔

پردہ قرب خداوندی کی علامت

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ

عورت ایک چھپی ہوئی چیز ہے۔

Marfat.com

وَاَنَّهَا اِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ

جب بے پردہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔

وَاَنَّهَا اَقْرَبُ مَايَكُوْنُ اِلَى اللّٰهِ وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا

(المعجم الکبیر باب العین عبداللہ بن مسعود الھذلی حدیث نمبر ۱۰۱۱۵، ج۱۰ص ۱۰۸ ادار احیاء التراث بیروت)

عورت سب سے زیادہ اللہ کے قریب کب ہوتی ہے؟

جس وقت وہ اپنے گھر کے اگلے اندر بیٹھی ہوئی ہو۔ جب زیادہ پردے میں رہے گی تو اتنا زیادہ اُس کو قرب نصیب ہوگا جوں جوں کپڑا اٹھتا جائے گا توں توں شیطان کے قریب ہوتی چلی جائے گی۔

ایک خاتون خانہ کو نبی علیہ السلام کے فرمان سے یہ معیار سامنے رکھنا چاہیے کہ کپڑا تنگ ہوگیا یا باریک ہوگیا یا چھوٹا ہوگیا تو پھر سمجھو کہ شیطان کا قرب آگیا ہے اور اگر کپڑا زیادہ ہے اور کپڑا موٹا ہے اور گھر کے اندر کا ماحول زیادہ پسند ہے۔ تو اُس کیلئے عافیت ہے۔ وہ سمجھے کہ مجھے میرے رب کا قرب نصیب ہوا ہے۔

لہٰذا ان فرامین کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے پھر اسی سے ہی ہم نئی صبح کے امیدوار ہو سکتے ہیں ورنہ جو صورتحال دن بدن بدلتی جا رہی ہے۔ دشمن تو پہلے ہی ہمیں شکار کرنا چاہتے ہیں اور عورت کو انھوں نے نال بنا رکھا ہے۔ حواس باختہ عورتیں مغرب کا آلہ کار بن چکی ہیں اور مسلمان خواتین کے عمل کو لوٹنا چاہتی ہیں۔

یہ فرامین ہمارے لئے دارین کی سعادتوں کا سبب ہیں۔

اور آج یہ بھی سورتحال چل نکلی ہے کہ عورتوں کے ساتھ مصافحہ کرنا اور بدن کے ساتھ بدن ملانا اس کو آج قبیح نہیں سمجھا جا رہا۔ اور کچھ سورج مکھی مفکر ہمیں میسر آگئے جو ٹی وی پر بیٹھ کر کہتے ہیں کہ اگر ایک عورت صرف مرد سے ہاتھ ملا لیتی ہے تو اس میں کوئی

Marfat.com

قباحت نہیں ہے اس میں شریعت کی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ اس کو کچھ لوگ اپنا کلچر قرار دیتے ہیں اور وہی ہمارے لئے مشکل راہ ہے۔ جو دین ہمیں سرکار نے دیا ہے۔ الزواجر کے اندر اس کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

غیر محرم عورتوں کیساتھ تنہائی زہر قاتل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِیَّاکُمْ وَالْخَلْوَۃَ بِالنِّسَآءِ

عورتوں کیساتھ تنہائی سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اگر تم اس کے ساتھ بیٹھ جاؤ گے تو تیسرا شیطان آجائے گا۔ وسوسے آجائیں گے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاخَلَا رَجُلٌ وَّامْرَاَۃٌ اِلَّا دَخَلَ الشَّیْطَانُ بَیْنَہُمَا

مجھے اُس رب کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ علیحدہ بیٹھ جاتا ہے تو اُن دونوں کے درمیان شیطان ضرور آجاتا ہے۔

غیر محرم عورت کو مس کرنے کی شدید مذمت

کوئی کتنا ہی پارسا ہو۔ اُس شخص کیلئے ان باتوں پر عمل کرنا لازم ہے۔

وَلَیَزْحَمُ رَجُلٌ خِنْزِیْرًا مُتَلَطِّخًا بِطِیْنٍ اَوْحَمْاَۃٍ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّزْحَمَ مَنْکِبُہٗ مَنْکِبَ اِمْرَاَۃٍ لَا تَحِلُّ لَہٗ

(المعجم الکبیر باب الصاد صدی بن العجلان ابوامامہ باھلی ج نمبر ۷۸۳۰، ج ۸ ص ۲۰۵ دار احیاء التراث بیروت)

سرکار فرماتے ہیں کہ اگر ایک آدمی کا کندھا خنزیر کو لگ جائے ایسا خنزیر جو کیچڑ کے اندر ڈوبا ہوا اور آلودہ ہو چکا ہو اس سے بہتر ہے کہ ایک انسان کا کندھا غیر محرم عورت

Marfat.com

کیساتھ لگ جائے۔

اس قدر ناجائز و حرام قرار دیا گیا۔

اور مرد کو سمجھایا گیا کہ اگر تمہارا بدن عورت کے ساتھ لگ جائے اور تم اس میں لذت محسوس کرو اور تم اس کو کوئی جرم نہ سمجھو تو یہ تمہارے ایمان کی کمزوری ہے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَاَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَاسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ

تم میں سے کسی کے سر میں سریا سے سوراخ کر دیا جائے یا کسی لوہے سے سوراخ کر دیا جائے

خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ اِمْرَاَةً لَاتَحِلُّ لَهٗ

(المعجم الکبیر باب المیم معقل بن یسار حدیث نمبر ۴۸۷ ج ۲۰ ص ۲۱۲ دار احیاء التراث)

یہ اس سے بہتر ہے کہ کسی کا ہاتھ عورت کو لگ جائے۔

وہ عورت جس کا دیکھنا حرام تھا اُس کو ہاتھ لگنے سے یوں سمجھو کہ تمہارے سر میں سریا کو داخل کر کے سوراخ کر دیا گیا ہے بلکہ اس سے بھی بڑا حادثہ سمجھنا چاہیے۔

آج جس وقت دینی قدریں ختم ہوتی جارہی ہیں اور ایسے کاموں کو فیشن Fashion بنایا جارہا ہے آپس میں ملتے وقت رشتہ دار لڑکیاں جو کہ غیر محرم ہیں۔ جس کو برا نہیں سمجھا جارہا اس کی مذمت نہیں کی جارہی۔

آج کا کلچر جہنم کے شعلے

ایسے میں ان فرامین کو سامنے رکھنا ہے اور زمانے کو یہ بتانا ہے کہ جس کو تم کلچر Culture سمجھتے ہو یہ جہنم کے شعلے ہیں جس کو تم نئی کائنات سمجھتے ہو یہ جہنم کے اندھیرے ہیں آج ہمارے لئے وقت ہے کہ ان خرافات کو ماحول سے ختم کریں۔

جوں جوں اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہوتی چلی جائے گی تو اللہ کی رحمتوں کا نزول

Marfat.com

ہونا شروع ہو جائے گا۔

آج لوگوں کے معیار بدلتے جا رہے ہیں۔ وہ فلمی سٹار ہوں یا منحوس لوگوں کے طرز عمل کی باتیں ہوں ہم اُن سب چیزوں کو مسترد کرتے ہوئے دین متین کی وہ روشنی آباد کرنا چاہتے ہیں۔ جو روشنی ہمارے آقا نے مدینہ شریف میں آباد کی تھی۔

اتنے تقویٰ کا مسلمان تھا کہ فرشتے بھی جھک جھک کے اُن کی عظمتوں کو سلام کرتے تھے۔

نابینا آدمی کو دیکھنے پہ سرزنش

سرکار مدینہ ﷺ کی طرف سے جو ہمیں دین دیا گیا اُس میں تو اتنی احتیاط ہے۔ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما بیٹھی ہیں کہ نبی علیہ السلام کے نابینا صحابی آ گئے۔

ابن ام مکتوم کو جس وقت دیکھا گیا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اِحْتَجِبَا مِنْهُ

ان سے پردہ کرو تو سیدہ میمونہ کہنے لگی۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَعُمْيَا وَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ

(جامع الترمذی ابواب الآداب عن رسول اللہ ﷺ باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال ج ۲ ص ۱۰۶ مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ نابینا نہیں ہیں۔ نابینا سے پردے کی کیا ضرورت ہے تو سرکار فرمانے لگے کیا تم بھی نابینا ہو۔ تم تو دیکھ رہی ہو۔

لہٰذا تمہارے لئے علیحدہ حکم ہے اور اُن کیلئے علیحدہ حکم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

خاتون جنت کے ہاں مرد و عورت کا نصاب

رسول اکرم ﷺ نے ایک دن ہم سے پوچھا مجھے یہ تو بتاؤ کہ تمہارے نزدیک مرد کیلئے بہتر کیا ہے اور عورت کیلئے بہتر کیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس اسکا کوئی جواب نہ تھا لیکن جس وقت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ کے آیا تو میں نے اس بارے اُن سے سوال کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو پوری کائنات میں پردے کی علمبردار ہیں وہ کہنے لگی۔

لَیْسَ خَیْرٌ مِنْ اَنْ لَاتَرَیٰ رَجُلًا وَلَا یَرَاھَا رَجُلٌ

(کنز العمال حرف نون باب فی ترغیبات النساء، حدیث نمبر ۴۶۰۱۱، ج ۱۶ ص ۶۰۱ موسسۃ الرسالۃ)

عورت کیلئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور اُسے کوئی مرد نہ دیکھے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھنٹوں کی بحث کو ایک جملے میں بند کر دیا۔ کہ عورت کیلئے سب سے بہتر یہ ہے کہ عورت کسی مرد کو نہ دیکھے اور اس عورت کو کوئی مرد نہ دیکھے۔ یہ عورت کیلئے سب سے بہتر ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر بتایا۔

کہ میں نے وہ سوال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے اسکا یہ جواب دیا تو اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ

فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

جس طرح میں نے شرم وحیا کی تلقین کی ہے تو فاطمہ نے بھی حق ادا کر دیا ہے۔

بے پردہ خاتون پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گرفت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کسی کی گھر والی جا رہی تھی اور وہ پردے کے بغیر

Marfat.com

گذر گئی تو آپ نے فرمایا۔

اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ

لوگوں تمہیں حیا نہیں آتی، یہ تمہارے لئے کیسے جائز ہے کہ تمہاری بیوی گذر رہی ہو اور اُس کی طرف نگاہیں اُٹھ رہی ہوں۔ اسواسطے یہ غیرت کا معاملہ ہے۔ اپنی عزت کو پیش نظر رکھو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بے پردہ خاتون کے گزرنے پر اتنی گرفت کی اور اُس کو غیرت کے منافی قرار دیا۔ آج مردوں کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان بہت واضح حیثیت کا حامل ہے اور اس میں ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ایک ہماری غیرت ہے اور ایک اللہ کی بھی غیرت ہے۔ اللہ کی غیرت کیا ہے؟ کہ سوسائٹی Society میں فحاشی نہ ہو، عریانی نہ ہو، ایک شخص جو اپنے گھر والوں کو متوجہ نہیں کرتا۔ معاذ اللہ وہ اپنی غیرت کے بھی خلاف چل رہا ہے۔ اور اللہ کی غیرت کے بھی خلاف ہو رہا ہے۔

لہٰذا جہاں بھی پردے پہ عمل نہیں ہو رہا اللہ کی غیرت کے خلاف عمل ہو رہا ہے اور ابھی تک ہمیں یہ مہلت ملی ہوئی ہے ورنہ کب کے بندر بن چکے ہوتے قبل اس کے کہ ایسا وقت آ جائے ہمیں ربّ ذوالجلال کی غیرت کا خیال رکھتے ہوئے اپنے ماحول کو یوں پردے کا گہوارہ بنانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بندوں پہ برستی رہیں۔

اور سارے اللہ کے حکم مانتے ہوئے اس نہج پہ آجائیں کہ اللہ کی طرف سے برکتوں کا نزول شروع ہو جائے۔ دعائیں مانگی جائیں تو اللہ کی طرف سے ہماری دعائیں قبول ہوتی نظر آئیں۔ مردوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کیلئے اچھی تبلیغ کریں۔

کہ شرح متین کا فتویٰ ہے کہ

اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کو ایسا حکم نہیں دے گا جتنے قدم چل کے اُس کی بیوی بے پردہ جائے گی۔ ہر قدم پر اُس کے شوہر کیلئے ایک جہنم کا طبقہ بنا دیا جائے گا کیونکہ وہ

Marfat.com

روکنے کا اختیار رکھتا تھا اُس نے روکا کیوں نہیں۔

اس واسطے اپنے آپ کو جہنم کے شعلوں سے بچانے کیلئے اپنے ذہن میں اس بات کو بٹھا کے اپنے گھر والوں کو پوری طرح اس کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

بے پردگی نفاق کی علامت

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلْمُتَبَرِّجَاتُ وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ

جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں وہ منافق عورتیں ہیں

یاد رہے کہ اس نفاق سے مراد عملی نفاق ہے۔

لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ اِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ

(کنز العمال حرف النون الباب الثالث فی آداب النکاح حدیث نمبر: ۴۴۵۶۹ جلد نمبر ۱۶ صفحہ نمبر ۲۹۷ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۔ جامع الاحادیث حرف الخا حدیث نمبر: ۱۱۸۳۳ جلد نمبر من حرف الباء الی حرف السین صفحہ نمبر ۳۱۲ دار الفکر بیروت۔

ان میں سے جنت میں داخل نہیں ہوں گی مگر سفید پنکھ والے کوے کی مثل۔ یعنی انہیں سے شاذ و نادر کوئی جنت میں جائے گی۔

مردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ آنکھیں بچا کے رکھیں۔

آنکھوں کو جھکا کے رکھنا راستے کا حق

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ہمیں راستے میں بیٹھنا پڑتا ہے۔

ہمیں دوکان پہ بیٹھنا پڑتا ہے۔

تو سرکار نے ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ

اے میرے صحابہ راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔

پوچھا گیا کہ اگر کسی کی دوکان راستے پر ہے تو اب دوکان پہ بیٹھنا پڑے گا۔

تو آپ نے فرمایا۔

اِنْ اَبَیْتُمْ

اگر تم نے بیٹھنا ہے تو

فَاَعْطُوْا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ

تو پھر راستے کو حق دو۔

پھر پوچھا گیا کہ

مَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ راستے کا حق کونسا ہے۔

تو آپ نے فرمایا:

غَضُّ الْبَصَرِ (الدر المنثور ۶/۱۷۸)

اپنی آنکھ کو جھکا کے رکھنا راستے کا حق ہے۔ اگر مجبوراً دوکان پہ بیٹھنا پڑے گلی میں جانا پڑا ہے۔ تو تم پہ لازم ہے کہ اپنی نگاہ جھکا کے رکھو۔

خواتین پہ لازم کر دیا کہ وہ پردہ بھی کریں اور خوشبو بھی نہ لگائیں تا کہ جانبین سے ایک توازن پیدا ہو جائے اور معاشرہ ہر قسم کی کجی اور بدی سے محفوظ ہو جائے۔

میری دعا ہے جو کچھ ہم نے بیان کیا اللہ رب العزت اس پہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
6

عزت اور اس کے حصول کا ذریعہ

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ
بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ
(سورت آل عمران آیت نمبر ۲۶)
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِیْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد!

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش اصحاب مودت ومحبت نہایت ہی معزز حضرات وخواتین!

رب ذوالجلال کے فضل وکرم اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام ناویں سالانہ فہم دین کورس میں ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔
ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے۔

''عزت اور اس کے حصول کا ذریعہ''

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے اعزاز اور توقیر کے اعلیٰ مرتبے عطا فرمائے۔

آج کا موضوع اپنی نوعیت کا ایک منفرد موضوع ہے۔
ہر شخص عزت کا متمنی ہے۔ ہر شخص عزت چاہتا ہے۔ مگر اس بات کی طرف بندے کی توجہ کم ہے کہ عزت کس کو کہا جاتا ہے۔ اور کونسی عزت کا حصول ایک مؤمن کے لیے ایک وقار ہے اور پھر عزت میسر کہاں سے آتی ہے۔ وہ کونسا دربار ہے۔ جہاں سے عزت ملتی ہے اور کہاں سے عزتوں کے تاج بندوں کو عنایت کیے جاتے ہیں۔ عمومی طور پر زمانے کی روش اور خیالات کی تبدیلی کی وجہ سے بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو ذلت کو عزت سمجھتے ہیں اور عزت کو معاذ اللہ ذلت سمجھتے ہیں۔ تو اس واسطے ابتدائی طور

Marfat.com

پر بندہ مؤمن کا جو یقین ہے اور عزت کے لحاظ سے جو اس کا نظریہ ہے وہ پہلے نمبر پر پختہ ہونا چاہیے اور اس کے بعد پھر عزت کے حصول کے لیے اسے کوشاں رہنا چاہیے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

وہ خود بندوں کو عزتیں عطا کرنے والا ہے۔ اس کی شان یہ ہے کہ وہ ذروں کو آفتاب بنا دیتا ہے۔ کانٹوں کو گلاب بنا دیتا ہے۔ اس کی ربوبیت کا اظہار ہے کہ جس وقت وہ ادنیٰ کو اعلیٰ بناتا ہے۔ اور غلاموں کو امانت کے تاج عطا فرما دیتا ہے۔ تو اس واسطے بندہ مؤمن کو عزت کے حصول کے لحاظ سے صحیح نظریہ رکھتے ہوئے اپنے رب سے عزت مانگنی چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ

اے نبی ﷺ آپ یہ کہہ دو۔ اے اللہ تو مالک ملک ہے۔

تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ

جسے چاہتا ہے اسے تو ملک دیتا ہے۔

وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

اور جس سے چاہتا ہے تو ملک کو چھین لیتا ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ

تو جسے چاہتا ہے اسے عزت دیتا ہے۔

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

اور جسے چاہتا ہے تو ذلت دیتا ہے۔

Marfat.com

بِيَدِكَ الْخَيْرُ

تیری قدرت میں ساری خیر ہے۔

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ

(سورۃ آل عمران پارہ نمبر ۳' آیت نمبر ۲۶)

بے شک تو ہر چاہت کے اوپر قدرت رکھنے والا ہے۔

قرآن مجید میں بندے کی عزت کا مدار اللہ تعالیٰ کی عطا پر بیان کیا گیا۔ کوئی شخص اپنے طور پر اللہ کے چاہے بغیر نہ عزت حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کو عزت مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں جب ساری عزت ہے تو پتہ چلا کہ عزت اسی دربار سے بندے کو ملتی ہے اور پھر اس کے حصول کے تقاضے بھی وہی ہوں گے۔

جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ جن کاموں کو اپنی طرف سے شریعت کی شکل دے کر اپنے بندوں کو دے رہا ہے۔

جس وقت ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک انسان اپنی زندگی میں عزت چاہے گا۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو عزتوں کے تاج عطا فرمائے گا۔

عزت کا معنیٰ:

عزت عربی زبان کا لفظ ہے۔

جس کے بنیادی طور پر تین معانی ہیں:

نمبر 1: قوت۔ نمبر 2: شدت۔ نمبر 3: غلبہ

یہ تینوں معانی اور ان سے منسلک عزت کے چند امور اس عزت کے مفہوم میں

Marfat.com

موجود ہیں۔ جہاں بھی عزت پائی جائے گی اور جس کی عزت ہوگی اس میں قوت ہوگی اس کے اندر ایک شدت اور پاور ہوگی اور اس کا غلبہ مانا جائے گا۔

عزت کا اصطلاحی معنیٰ:

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ عزت کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

اَلْعِزَّةُ حَالَةٌ مَانِعَةٌ لِلْاِنْسَانِ مِنْ اَنْ يُّغْلَبَ

عزت اس حالت کو کہا جاتا ہے۔ جو حالت انسان کو مغلوب نہیں ہونے دیتی۔

(المفردات للراغب، کتاب العین ص:۳۳۲، المکتبۃ المرتضویہ)

(نضرۃ النعیم العزۃ، ج:۷، ص:۲۸۲۰، دار الوسیلۃ المکۃ العربیۃ السعودیہ)

عزت بمعنیٰ عظمت:

عرفی طور پر عزت کو عظمت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔ عزت وعظمت دونوں قریب کے الفاظ ہیں۔ تو ہماری گفتگو کا محور عزت بمعنیٰ عظمت کے ہے۔ کس انداز میں انسان کی عظمت ہے اور انسان کا وقار ہے۔ وہ وقار انسان کو کہاں سے میسر آتا ہے۔ اگر وہ وقار میسر آجائے تو کس طرح اس کو باقی رکھا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں لفظ عزت کو مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔

لفظ عزت عظمت کے معنیٰ میں قرآن مجید میں موجود ہے۔

ان جادوگروں نے بھی اپنی رسیاں پھینکیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا عصا پھینکا تو جس وقت وہ جادوگر رسیاں پھینک رہے تھے تو ان کی زبان پر کیا تھا۔

Marfat.com

قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ

(سورۃ الشعراء پارہ نمبر ۱۹ آیت نمبر ۴۴)

وہ کہنے لگے فرعون کی عزت کی قسم ہم ضرور غالب آجائیں گے۔

تو اس میں جو انہوں نے لفظ عزت استعمال کیا تھا تو یہ بمعنی عظمت استعمال کیا تھا۔ کہ فرعون کی عظمت کے صدقے ہم غالب آجائیں گے۔ یہ فرعون کے حواریوں کا وطیرہ تھا۔ مگر رب العزت نے نہ عزت فرعون کو دی اور نہ اس کے ماننے والوں کو دی۔ اللہ تعالیٰ نے عزت اپنے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی اور ان کی پیروی کرنے والوں کو دی تو قرآن مجید کے اس مقام پر عزت بمعنی عظمت استعمال ہوا ہے۔

عزت بمعنی سہارا و آسرا بھی ہے:

قرآن مجید میں ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مذمت کی کہ منافقین مسلمانوں کو چھوڑ کے کافروں کے ساتھ بیٹھتے ہیں اور ان سے مشورے کرتے ہیں اور کافروں سے جا کر باتیں کرتے ہیں۔

اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

(سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ آیت نمبر ۱۳۹)

کیا لوگ کافروں سے جا کر آسرا ڈھونڈتے ہیں۔ بے شک عزت ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی آسرا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سہارا عطا فرمانے والا ہے۔

عزت بمعنی حمیت:

حمیت غیرت کے مترادف لفظ ہے۔

Marfat.com

وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ

(سورۃ البقرۃ پارہ نمبر ۲ آیت نمبر ۲۰۶)

اور جب انہیں کہا جائے کہ تم اللہ سے ڈرو تو ان کی عزت ان کو گناہ پر مجبور کرتی ہے۔

یعنی انہوں نے جو ایک رکھ رکھاؤ بنا رکھا ہے۔ وہ چیز ان کو حق کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی اور اس کی وجہ سے وہ گناہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ہماری ناک نہیں رہتی۔ ہمارا یہ برادری کا معاملہ ہے اگر ہم ایسا نہ کریں یہ ایک جعلی مصنوعی عزت ہے۔ جو ان کے سامنے ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتے اور گناہوں کی طرف چلے جاتے ہیں۔

تقویٰ مومن کا وقار:

آج ہماری گفتگو کا موضوع عزت بمعنٰی عظمت کے ہے۔ جس وقت اس کو بیان کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عظمت کس میں ہے۔ ایک مومن کا وقار کس میں ہے۔ اور کھویا ہوا وقار حاصل کیسے کیا جا سکتا ہے اور جو وقار موجود ہے اس کو برقرار کیسے رکھا جا سکتا ہے۔ ابتدائی طور پر یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو برابری کے مراحل میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

(سورۃ الحجرات پارہ نمبر ۲۶ آیت نمبر ۱۳)

Marfat.com

اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے شعبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم متعارف ہو جاؤ۔ بے شک تم میں سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو پرہیز گار زیادہ ہے۔

آج ہمارے ہاں برادریوں کو باعث عزت سمجھا جاتا ہے۔ رنگ و نسل کو باعث عزت سمجھا جاتا ہے اور مختلف شعبہ جات کے ساتھ متعلق ہونے کو باعث عزت سمجھا جاتا ہے۔ یا پھر نام نہاد روشن خیالی کے لحاظ سے فیشن ایبل اور فیشن پرست ہونے کے لحاظ سے لوگ اپنی اپنی عزت محسوس کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا قرآن واضح کر رہا ہے کہ!

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت اس کی ہے جو پرہیز گار زیادہ ہے۔

جس کو تقویٰ زیادہ حاصل ہے۔ جو اپنے نفس کی زیادہ خلاف ورزی کرتا ہے۔

جو شہوتوں کو چھوڑ کر رب کی چاہت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اس بنیاد پر عزت کا بیان کر کے ہماری بہت سی بیماریوں کا علاج فرمایا ہے۔ سوسائٹی کے اندر جن وجوہات پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے سوسائٹی کا امن تہہ و بالا ہوتا ہے۔ اور جن اسباب کی وجہ سے ایک معاشرتی کشمکش پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام اسباب کی وجہ سے وہ فتنہ کی آگ بھڑکتی ہے کہ ان چیزوں کو باعث عزت سمجھا جاتا ہے اور پھر اس کے مطابق ہر انسان اپنی عزت کے حصول کے لیے سرگرداں ہو جاتا ہے۔ لیکن قرآنی سوچ کو جس وقت سامنے رکھا جائے گا تو پھر عزت کا مدار پرہیز گاری ہے تو ہر بندہ اپنی پرہیز گاری کی طرف متوجہ ہوگا۔ نیکی کی طرف متوجہ ہوگا۔

Marfat.com

اب اس میں اس کی کسی کے ساتھ کوئی چپقلش نہیں ہوگی۔ کوئی الجھاؤ نہیں ہوگا۔ اپنے دل کی صفائی کی طرف انسان متوجہ رہے گا اور جس وقت وہ یہ سمجھتا ہے کہ عزت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اللہ تعالیٰ سے عزت کوئی چھین نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے جسے چاہتا ہے عزت عطا فرماتا ہے اور یہ عزت اس وقت حاصل کی جاسکتی ہے جب اس کو راضی کیا جائے۔

تو اس بنیاد پر معاشرے کے فتنے اور معاشرے کے فساد خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ لڑائیوں کی وجوہات ختم ہو جاتی ہیں۔ اور جو جعلی عزتوں کے دھندے ہیں ان سے بندہ نکل جاتا ہے۔ ہر بندہ اپنی اصلاح پر توجہ دیتا ہے۔ ہر بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق مصروف کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بھی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے عزتیں بھی عطا فرما دیتا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پہ تاریخی خطبہ:

اس سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ کا خطبہ بڑا تاریخی خطبہ ہے۔ جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ وَسْطِ اَیَّامِ التَّشْرِیْقِ

رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جب خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا:

یَاَیُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ وَّاَلَا اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ

اے لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ حضرت آدم

Marfat.com

السَّلَامُ علیہ ایک ہے۔ تم ایک رب کے بندے ہو اور ایک باپ کے

بیٹے ہو۔

اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِي

کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ

کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ والے پر کوئی فضیلت نہیں اور کسی سرخ رنگ والے کو سیاہ رنگ والے پر کوئی فضیلت نہیں۔

اِلَّا بِالتَّقْوٰى

(الدر المنثور، سورۃ الحجرات، الجزء السادس والعشرون، ج:۷، ص:۵۷۹، دار الفکر بیروت)

اگر فضیلت ہے تو تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔

اگر سیاہ رنگ والا پرہیزگار ہے تو اللہ کے نزدیک وہ عزت والا ہے۔

اگر سرخ رنگ والا اپنے نفس کا پجاری بن چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف توجہ نہیں دیتا وہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو، اس کا کتنا ہی اچھا رنگ کیوں نہ ہو۔ ہمارے آقا علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اس شخص کی کوئی عزت نہیں ہے۔

عزت کا مدار یہ ہے کہ!

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ

اللہ کے نزدیک جو عزت ہے۔ وہ اس پر ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ تمہارے اندر پرہیزگاری کتنی ہے۔ دل کی نرمی کتنی ہے اور دل میں دین کا اثر کتنا ہے اسی میرٹ پر عزتوں کے تاج بٹتے ہیں۔

Marfat.com

آج اپنے آپ کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ جس وقت ہمارے معیار بدلتے گئے اور عزت کے لحاظ سے اطوار بدلتے گئے ۔تو ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بنتی گئی ۔آج انسان جس وقت دیکھتا ہے کہ اس کے بچوں کا یہ تقاضا تھا کہ ہمارے پڑوسی کے پاس یہ خرافات ہیں تو ہماری بھی ایسی خرافات ہونی چاہییں۔

فلاں کی اولاد نام نہاد روشن خیالی کی بھینٹ چڑھ گئی ہے۔تو ہمیں بھی ویسا ہی افرنگی دوکانوں کا کھلونا بننا چاہیے۔

یہ سوسائٹی میں ایک دوڑ لگی ہوئی ہے اور یہ معاشرے میں دوڑ لگی ہوئی ہے اور ہر شخص عزت وہاں سے لینا چاہتا ہے۔ جہاں سوائے ذلت کے کچھ نہیں ہے۔ مغرب کی دوکانوں پر اور افرنگ کے سٹور پر عزت نہیں ملتی ۔ بلکہ عزت گنبد خضریٰ کی ہریالیوں سے ملتی ہے اور عزت کعبہ کے نور سے ملتی ہے۔

آج جس وقت عزت کے حصول کے لیے لوگ حرم کا رستہ چھوڑ کر کسی صنم کدے کی طرف جاتے ہیں یا اسلام اور سنت کا رستہ چھوڑ کر کسی نام نہاد کلچر کی طرف جاتے ہیں ۔اگر عزت کے حصول کے لیے اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر غیروں کے بتائے ہوئے طریقوں کی طرف قوم جاتی ہے تو ہمیں قرآن اور رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان سبق دے رہا ہے کہ عزت ان جگہوں سے نہیں ملتی۔عزت رسول اکرم ﷺ کے طریقے کو اپنانے سے ملتی ہے اور یہ وہ طریقہ ہے۔ جہاں چشم فلک نے دیکھا اس زمین کے اوپر وہ لوگ جن کی حیثیت نہ تھی۔ جو بکتے بکاتے آئے تھے۔ غلام تھے مگر انہوں نے اسلام کا جھنڈا اٹھالیا تو وہ عزت والے بن گئے۔

Marfat.com

دنیا میں بھی ان کی عزت کو محسوس کیا گیا۔ ان کے سامنے حکومتیں سرنگوں ہو گئیں اور ان کی عزت اتنی بڑھ گئی کہ دنیا کے بادشاہوں کے تخت اور تاج ان کے قدموں کے نیچے آ گئے۔

خشیت الٰہی عزت کا سبب:

اس واسطے کہ انہوں نے عزت کی بھیک کسی بندے سے نہیں مانگی اور عزت کی بھیک کسی حکومت سے نہیں مانگی اور عزت کی بھیک دنیاوی قانون سے نہیں مانگی۔ جس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین عزت کے حصول کے لیے رسول اکرم ﷺ کے دروازے پہ آ کے بیٹھ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا پسند کر لیا ہے کہ آپ نے ان کو وہ رعب دیا اور وہ طاقت دی اور وہ وقار دیا۔ جس کی وجہ سے سپر طاقتیں ان کے آگے سرنگوں ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان فقیروں کو دنیا کے اندر امیری کے تاج عطا فرما دیے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہمارے ہر وقت پیش نظر رہنا چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهَا اَنْ يَّكُوْنَ اَكْرَمَ النَّاسِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ

(البحر المحیط، سورۃ الحجرات آیت (وجعلناکم شعوبا) ج: ۹، ص: ۵۲۳، دار الفکر بیروت)

بندے کو یہ اچھا لگتا ہے کہ میری عزت سب سے بڑھ جائے اور مجھے اللہ تعالیٰ تمام لوگوں میں سے زیادہ عزت عطا فرما دے تو اس کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

جس وقت انسان کے اندر تکبر آتا ہے غرور آتا ہے تو پھر اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے۔ جب عاجزی آتی ہے اور اس کے اندر خلوص پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہی

Marfat.com

عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

عمومی طور پر آج عزت چاہنے والا تکبر کی نیت سے چاہتا ہے۔

عزت چاہنے والا اپنی بڑائی کے لیے عزت چاہتا ہے اور یہی بنیادی غلطی ہے۔ شریعت مطہرہ میں عزت بڑائی کے لیے نہیں' عزت تکبر کے لیے نہیں۔ بلکہ جوں جوں کسی کی اللہ کی طرف سے عزت آتی ہے۔توں توں اس کا سر جھکتا چلا جاتا ہے۔اس کے اندر عاجزی آتی ہے اس کے اندر انکساری آتی ہے۔

لہذا دنیا کی عزت اور شرعی اصول کے مطابق عزت کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔ آج عزت کے حصول کے لیے کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس اقتدار ہو۔میرے پاس پیسہ زیادہ ہو۔میرے پاس کوٹھی ہو اور بنگلہ ہو' اور کار ہو' تاکہ میں لوگوں کو بتا سکوں کہ میرے پاس بھی کچھ ہے تاکہ میں عام نادار لوگوں پر اپنی بڑائی کو ثابت کر سکوں اپنی برتری کو ظاہر کر سکوں یہ وہ انداز ہے جو مردود انداز ہے۔

شریعت مطہرہ میں جس کو مسترد کر دیا گیا ہے۔شریعت مطہرہ میں عزت کا سبب تواضع کو قرار دیا گیا ہے کہ اسی کی عزت ہو گی جو تواضع والا ہو گا اور انکساری والا ہو گا اور عاجزی والا ہو گا۔

لہذا دنیاوی نکتہ نظر سے جو کوئی عزت چاہتا ہے۔وہ عزت تو اسلام میں مطلوب ہی نہیں ہے۔ہم جس عزت کی بات کر رہے ہیں۔یہ وہ عزت ہے کہ جوں جوں ایک بندے کو اللہ تعالیٰ بڑی کرسی دیتا ہے۔بڑا مقام اور بڑا منصب دیتا ہے۔تو وہ خود لوگوں پر اپنی بڑائی کا اظہار نہیں کرتا وہ لوگوں کے سامنے متکبر نہیں بنتا۔وہ عاجز مزاج بنتا چلا جاتا ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دی ہے اور وہ لوگوں سے خود

Marfat.com

اپنی عزت کا تقاضا نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل اس کی طرف جھکا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کسی نمرود یا فرعون کی طرف لوگوں کو متوجہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتا ہے تو پھر اس شریعت مطہرہ کی روشنی میں عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ دی ہوئی محبوبیت ہے۔ جو محبوبیت وہ اپنے بندے کو عطا فرما دیتا ہے۔

اب اس محبوبیت کے لیے دنیاوی تصنع کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی یہ عزت اللہ تعالیٰ کے دینے سے جلوہ گر ہوتی ہے۔ صرف عزت والے نے اللہ تعالیٰ کا شکر برقرار رکھنا ہے۔ وہ شکر ادا کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دی ہوئی عزت باقی بھی رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر لحہ اس کی عزتوں میں اضافہ فرما دیتا ہے۔

عزت کا حقیقی معیار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ

(صحیح مسلم شریف' کتاب البر والصلوۃ' باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ' ج:۲' ص:۳۱۷' قدیمی کتب خانہ کراچی)

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

عزت کے معیار کو سمجھنے کے لیے یہ حدیث سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اگر انسان اپنی برتری اپنے رنگ میں سمجھتا ہے اور اپنے مال میں سمجھتا ہے اور یہ

Marfat.com

کہتا ہے کہ چونکہ میرے پاس مال زیادہ ہے تو میں عزت والا ہوں۔

یا میرا رنگ اچھا ہے تو میں عزت والا ہوں۔

سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں عزت اس چیز میں ہوگی۔ جسے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا اور جو رب کی نگاہ کے نیچے ہوگی۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہوگی وہ چیز قابل عزت ہوگی۔

تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے رنگ کو نہیں دیکھتا اور اللہ تعالیٰ تمہارے مال کو بھی نہیں دیکھتا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ہر چیز وہ دیکھ رہا ہے۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ شفقت کرنا اور پیار کرنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے رنگ سے بھی کوئی پیار نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے مال سے بھی کوئی پیار نہیں ہے۔ تو جو چیز اللہ تعالیٰ کے پیار کی داعی نہیں بن سکتی۔ وہ عزت کیسے ہو سکتی ہے تو اس بنیاد پر فرمایا کہ!

جب اللہ تعالیٰ تمہارے مال کی طرف بھی توجہ نہیں کرتا اور تمہارے رنگ کی طرف بھی توجہ نہیں کرتا تو پھر یہ سمجھ لو کہ نہ مرکز عزت مال ہے اور نہ ہی مرکز عزت جان ہے اور نہ ہی مرکز عزت رنگ ہے۔

اللہ تعالیٰ کس بنیاد پر اپنے بندے سے پیار کرتا ہے۔ تو وہ اپنے بندے کے دل کو دیکھتا ہے۔ جس کا دل نیکی سے بھرا ہوا ہے اور جس کا دل خواہشات سے خالی ہے اور جس کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر چکا ہے۔

سید عالم ﷺ کے عشق سے معمور ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان دلوں کی طرف دیکھنے والا

Marfat.com

ہے اور جس نے جتنا اپنے دل کو ستھرا کر لیا تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنی زیادہ عزت عطا فرمائے گا۔ تو پتہ چلا کہ یہاں عزت کے حصول کے لیے کسی اچھے سوٹ کی ضرورت نہیں ہے اور کسی اچھے بود و باش کی ضرورت نہیں ہے۔

یہاں تو عزت کے حصول کے لیے دل کی تعمیر کی ضرورت ہے۔ دل کی اچھی اصلاح کی ضرورت ہے اور حدود دل سے ہر بدی کے کانٹے کو کاٹنے کی ضرورت ہے۔ عمومی طور پر انسان نے عزت جن چیزوں میں سمجھ لی ہے۔ رسول اکرم ﷺ اس کو مسترد فرما رہے ہیں۔

اگر تم اپنی عزت یا کسی کی عزت کپڑوں کی وجہ سے کرتے ہو یا اس کی کرسی کی وجہ سے کرتے ہو یا اس کے مال اور پیسے کی وجہ سے کرتے ہو تو یہ جھوٹی اور جعلی عزت ہے۔ عزت کرنی ہے تو نیکی کی بنیاد پہ کرنی ہے۔ اگر وہ فقیر کٹیا میں بیٹھا ہوا ہے۔ مگر اس کا دل اللہ تعالیٰ کے جلووں سے بھرا ہوا ہے۔ کہ جس بادشاہ کا دل کھنڈر ہے دل ویران ہے اور دل کے اندر شیطانی خواہش ہے اور دل کے اندر وسوسے ہیں اور وہ بیٹھا بہت بڑے کاشانے میں ہے۔

ہمارے محبوب علیہ السلام نے قیامت تک کے لیے فقر غیور اور عزتوں کی تقسیم کرتے ہوئے فرما دیا کہ کبھی بھی ایسے معاملے میں بھٹکنے میں نہ چلے جانا اور غلطی نہ کھا جانا یہ حقیقت میں عزت ہے کہ انسان کا دل عزت والا ہو اور انسان کے دل میں نیکی کا میلان اور نیکی کی پاور موجود ہو۔ کیونکہ وہ چیز سر فہرست ہوگی۔ جو رب کو منظور ہو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر رنگ پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مال

Marfat.com

پسند نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو دل پسند ہے اور عمل پسند ہے۔ تو پتہ چلا کہ معیار عزت عمل ہے اور معیار عزت بندے کے دل کی صلاحیت ہے اور دل کی کیفیت ہے۔

آج یہ ماحول جس میں رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ آج فکری آپریشن کی بھی ضرورت ہے۔ انسان کی سوچ اگر صحیح ہو جائے۔ تو پھر سارے مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔

پس نخستیں بایدت تطہیر فکر
بعد ازاں آساں شود تعمیر فکر

سب سے پہلے فکر کی تطہیر ضروری ہے اور پھر اس کی تعمیر کی جاتی ہے۔

اگر انسان کی سوچ عزت کے معاملے میں غلط ہو چکی ہے تو اس کو سجدہ سہو کرتے ہوئے اپنی سوچ کو صحیح کرنا چاہیے۔ جب عزت کے معاملے میں سوچ صحیح نہیں ہوگی۔ تب وہ بے عزتی کو عزت سمجھتا رہے گا اور عزت کو بے عزتی سمجھتا رہے گا۔ ذلت کو عزت اور عزت کو ذلت سمجھنا اس سے اور بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے۔

اس واسطے میرے بھائیو! قرآن وسنت کے اس پیغام کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہوئے۔ جو حقیقی عزت ہے۔ جو رب ذوالجلال کے دربار سے ملتی ہے۔ جو گنبد خضریٰ کی ہریالیوں میں ملتی ہے۔ اس عزت کی طرف ہمیں متوجہ ہونا ہے۔ اس کو عزت سمجھنا ہے اور جو زمانے کی ذلت ہے اور جس کو آج جعلی طور پر عزت کہا جاتا ہے۔ اس کو وہ ذلت سمجھتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس نے عزتیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور اس لئے نہیں کہ وہ کسی کو

Marfat.com

دے گا نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے پاس عزتیں اس لئے ہیں اور اس نے خود واضح کر دیا ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

(سورۃ آل عمران' پارہ نمبر ۳' آیت نمبر ۲۶)

جسے چاہتا ہے ذلت بھی وہی دیتا ہے اور عزت بھی وہی دیتا ہے۔ تو جو اس کا جتنا مطیع بن جائے گا اور جتنا فرمانبردار بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے عزتوں کے تاج عطا فرمائے گا۔

تمام عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ:

اس سلسلہ میں قرآن مجید کی چند آیات میں تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

جس میں پہلے یہ ثابت ہوگا کہ عزت ساری رب ذوالجلال کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

میرے نبی کافروں کی باتیں تمہیں غم میں نہ ڈالیں اس لئے کہ عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اب جس وقت رسول اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کا پیغام دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ مشرکین مکہ آپ کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور آپ کی عزت اور حیثیت کے خلاف بولتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو اور بعض کہتے ہیں کہ تم کاہن ہو تم شاعر اور تم مجنوں ہو۔ اس طرح کی باتیں وہ جس وقت کرتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کیسے دلاسا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

Marfat.com

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

میرے نبی ان کی باتیں تمہیں غم میں نہ ڈالیں اور یہ جو آپ کے منصب کی نفی کرتے ہیں ان کے کہنے سے کیا بنے گا۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا

(سورہ یونس' پارہ نمبر ۱۱' آیت نمبر ۶۵)

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

عزت رب دینے والا ہے جس نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ اس رب نے تجھے خاتم النبیین بنایا ہے۔ اس رب نے تمہیں رحمۃ اللعالمین بنایا ہے۔ اس رب نے تجھے صاحب مقام محمود بنایا ہے۔ اس رب نے تمہارے ہاتھ میں جنت کی چابی دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ یہ واضح کر رہا ہے کہ دنیا کے کہنے والوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ سب کچھ تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جس کے ساتھ رب راضی ہے۔ سب کچھ اس کو میسر ہے۔ جس کے اوپر رب مہربان ہے۔ سب کچھ اس کو حاصل ہے۔ تو اب احکام پر امت مسلمہ کے لیے کیا سبق بنا۔

تمہارے دشمن ہندوں ہوں یا عیسائی ہوں یا یہودی ہو یا سکھ ہوں۔ جس وقت وہ تمہاری عظمتوں کا اعتراف نہیں کرتے۔ جس وقت وہ تمہارے یقین کے خلاف بولتے ہیں۔ معاذ اللہ تمہیں وہ کمینہ کہیں یا ذلیل کہیں اور تمہارے خلاف باتیں کریں تمہاری عزت اچھالنے کی کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جو میرا بندہ ہے اسے کافروں کی باتوں سے غم نہیں ہونا چاہیے۔ جو میرا بندہ ہے۔ اس کو انگریز کے حملوں سے تکلیف نہیں ہونی چاہیے اور اس کو پریشان نہیں ہونا چاہیے

Marfat.com

کیوں؟

اس واسطے کہ ساری عزتیں تمہارے رب کے پاس ہیں۔ عزتیں واشنگٹن میں تقسیم نہیں ہوتیں اور عزتیں برطانیہ میں تقسیم نہیں ہوتیں۔ عزتیں وائٹ ہاؤس میں تقسیم نہیں ہوتی۔ عزتیں دنیا کے درباروں میں تقسیم نہیں ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سن لو۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف منسوب کر کے یہ بتا دیا کہ کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے رب تو ساری کائنات کا رب ہے۔ مگر ولی کے لفظ میں پیار کی بات موجود ہے میں اپنے بندوں کا مولیٰ ہوں اور انہیں عزتیں دینے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے بظاہر یہ جملے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرمائے اور پھر آپ کے ذریعے ساری امت کو اس بات کی طرف متوجہ کر دیا کہ غیروں کے شکووں پر اور ان کے طعنوں پر کبھی بھی دین کے معاملے میں شک کے مریض نہ بن جانا تمہارا دین عزت والا دین ہے اور تمہارا دین وقار والا دین ہے۔

یہود ونصاریٰ کو یٰاَیُّھَا الْمَسَاکِیْنَ سے خطاب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے جب بھی عیسائیوں کو انجیل کے اندر خطاب کیا اور جب بھی یہودیوں کو تورات کے اندر خطاب کیا بالخصوص تورات کے اندر یہودیت کو جب بھی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آواز دی ہے تو ان کو (یاایہا المساکین) کہہ کے پکارا ہے۔

امت محمدیہ کو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب:

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مسکین کہہ کے نہیں پکارا۔ بلکہ قرآن مجید میں 88 مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنا نام عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو! اے مومنو

جبکہ مؤمن تو اللہ تعالیٰ کا اپنا نام ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ

(سورۃ الحشر، پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۲۳)

وہ مومن ہے، وہ مہیمن ہے۔

تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کیا وقار دیا ہے اور اس امت کو کیا عزت دی ہے۔ دوسروں کو اللہ تعالیٰ پکارے تو انہیں مسکین کہہ کر پکارے کہ تم مسکین ہو مگر اس امت کو جس وقت پکارتا ہے تو اپنے نام سے پکارتا ہے۔ مومن کہہ کر پکارتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو رب دنیا میں ہمیں اپنا نام دے رہا ہے تو امید کی جاتی ہے کہ حشر میں بھی معاملہ اچھا فرمائے گا۔ اگر آج عزت سے پکارتا ہے اور دنیا میں

Marfat.com

عزت سے پکارتا ہے اور عزت والا نام دے کر اللہ تعالیٰ آواز دے رہا ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے غلاموں کو حشر میں بھی عزتوں کے تاج عطا فرمائے گا۔

منافقین کو دردناک عذاب کی بشارت:

قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا

(سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ آیت نمبر: ۱۳۸)

میرے نبی ﷺ آپ منافقین کو بشارت دے دیں کہ ان کے لیے دردناک عذاب ہے منافقین کون لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

منافقین وہ ہیں جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے اور مسلمانوں کو چھوڑ کے کافروں کے پاس چلے جاتے ہیں

اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ

کیا یہ ان لوگوں کے پاس عزت لینے جاتے ہیں۔ تو سن لو۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا

(سورۃ النساء پارہ نمبر ۵ آیت نمبر: ۱۳۸، ۱۳۹)

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اب دیکھنا قرآن مجید میں دو چیزوں کا انداز جدا جدا ہے۔

مثلاً جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ عبادت ساری اللہ کی ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اللہ کے سوا کسی کی کوئی عبادت نہیں ہے۔ نہ عطائی اور نہ مجازی کسی لحاظ سے

Marfat.com

دوسرے کی کوئی عبادت نہیں ہے۔ عبادت اللہ تعالیٰ پر بند ہے۔ وہی معبود حقیقی ہے۔ اس کے سوا کسی کی کوئی عبادت نہیں ہے۔

مگر جس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ عزت ساری اللہ کی ہے تو اس کا عبادت والا مفہوم نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عزت صرف اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کسی کی ہوگی تو شرک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دی جائے گی تو معاذ اللہ کفر ہو جائے گا۔ نہیں نہیں عزت ساری اللہ تعالیٰ کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دیئے بغیر کسی کو نہیں ملتی۔ وہ دیتا ہے تو ملتی ہے ورنہ کسی کو عزت نہیں ملتی۔

اللہ تعالیٰ کی عزت کا مطلب یہ بنا کہ وہ خود عزت والا ہے اور پھر عزت آگے بانٹتا بھی ہے۔ یہ عبادت کی طرح کا معاملہ نہیں ہے کہ وہ خود تو معبود ہے مگر اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ لیکن عزت کے لحاظ سے مسئلہ یہ ہے کہ وہ خود عزت والا ہے اور عزتیں بانٹتا بھی ہے اور جس وقت کہا جاتا ہے۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اگر کوئی عزت پانا چاہتا ہے۔ کبھی بھی نہیں پا سکے گا وہ ذلیل و رسوا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ عزیز نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ساری عزتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزتیں دیتا ہے اور دلواتا بھی اپنوں سے ہیں اور ملتی بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پاس سے ہے۔

اس واسطے اللہ تعالیٰ کو منافقین پر غصہ آگیا اور فرمایا انہوں نے اگر عزت لینی ہے تو چلے جاتے ہیں ابوجہل کے پاس اور وہاں جا کر بیٹھتے ہیں۔ عتبہ اور شیبہ کے پاس جا کر

Marfat.com

بیٹھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کی چودھراہٹ کی چمک سے ہمیں بھی چمک ملے گی اور ہمیں بھی عزت ملے گی تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ان منافقوں کی سوچ غلط ہے عزت ابوجہل کے ڈیرے سے نہیں ملتی۔ عزت حضرت محمد ﷺ کے آستانے سے ملتی ہے۔ عزت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھرانے سے ملتی ہے۔ عزت حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دہلیز سے ملتی ہے۔ عزت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر سے ملتی ہے۔ عزت حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی محفل سے ملتی ہے۔

تو اب اللہ تعالیٰ نے عزت کے حصول کے جو ذرائع تھے وہ واضح فرما دیے ہیں اور یہ فرمایا کہ وہ منافق ہیں جو کافر سے عزت چاہتا ہے۔ جو کافر کے ساتھ لگ کے اپنی حیثیت بڑھانا چاہتا ہے۔ جو کافر سے دوستی بنا کر اپنے آپ کو غالب کرنا چاہتا ہے۔ تو کبھی بھی اس کو عزت نہیں ملے گی۔ کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور وہ رکھتا اپنے بندوں کے پاس ہے۔ عزت تقسیم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے منتخب کیے ہوئے ہیں۔ لہذا منافقین کو جھڑکی دی گئی کہ تم عزت چاہتے وقت ان کے پاس جاتے ہو جو اللہ کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کو عزت نہیں دیتا۔ تو ان کے پاس جانے والوں کو عزت کیسے ملے گی۔

اللہ تعالیٰ عزت اپنے محبوبوں کو دیتا ہے اور اپنے پیاروں کو دیتا ہے۔ تو عزت کے حصول کے لیے اگر تم نے جانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پاس جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کے پاس جو بندہ پہنچتا ہے۔ جاتے وقت اس کی حیثیت

Marfat.com

نارمل ہوتی ہے۔ لیکن جب قرب خاص میں پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لاکھوں کروڑوں سے بھاری عزتیں عطا فرما دیتا ہے۔

قرآن مجید نے اس اسلوب کو تفصیل کے ساتھ اس وقت بیان کیا کہ جب منافقین ایک جنگ سے واپس آرہے تھے اور کہنے لگے

لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ

اگر ہم مدینہ شریف واپس چلے گئے تو ہم عزت والے ذلیلوں کو مدینہ شریف سے باہر نکالیں گے۔ (معاذ اللہ)

منافقین نے اپنے آپ کو عزت والا قرار دیا اور ہمارے آقا ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کی طرف نسبت کرتے ہوئے انہوں نے ذلیل کا لفظ بولا۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا۔

عزت اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ اور مؤمنین کے لیے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ

(سورۃ المنافقون، پارہ نمبر ۲۸، آیت نمبر ۸)

عزت اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس کے رسول ﷺ کی ہے اور عزت سارے مومنین کی ہے۔ لیکن منافقوں کو پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزتیں کس کس کو عطا فرمائی ہیں۔ اسی واسطے آج کے اس ماحول کے اندر انفرادی اور اجتماعی طور پر عزت اسے سمجھا جا رہا ہے۔ جو عزت نہیں ہے اور جو عزت ہے اس سے آج انسان بھاگتا جا رہا ہے۔ اور اس کو چھوڑتا جا رہا ہے۔

تو ہمیں پلٹ کر اپنی اصلاح کرتے وقت عزت کے حصول کے جو ذرائع ہیں ان

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہونا ہے۔

سب سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر واضح کیا کہ

عزت کے حصول کا طریقہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے بغیر عزت نہیں مل سکتی۔ تو ہمیں اپنی عزت کے اندر وہ عوامل بروئے کار لانے ہیں کہ جن میں تقویٰ والی صورت موجود ہو اور تقویٰ کا رنگ موجود ہو۔

بہترین انسان کی علامات:

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان ابن کثیر میں موجود ہے۔

رسول اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو آپ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ

یا رسول اللہ ﷺ:

اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ

لوگوں میں سے سب سے بہتر کون ہے۔

اس کا یہ مطلب ہوگا کہ عزت کس کی زیادہ ہے۔ سوسائٹی میں وقار کس کا زیادہ ہے۔

پہلی علامت: اچھے طریقے سے قرآن پڑھنا:

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

خَیْرُ النَّاسِ اَقْرَءُ هُمْ وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

تم میں سب سے بہترین وہ ہے جس کو قرآن زیادہ آتا ہے۔ جس کو قرآن مجید کا علم زیادہ ہے۔ جو بندہ قرآن مجید اچھے طریقے سے پڑھتا ہے۔

یہ تم میں بڑا عزت والا ہے۔

Marfat.com

دوسری علامت: اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

جو بندہ سب سے زیادہ رب سے ڈرتا ہو اس کی عزت زیادہ ہے۔

اب اس سے پتہ چلا جو عزت بندے کو مست بنائے اور جس کی وجہ سے بندہ گھمنڈ میں آجائے اور وہ تکبر کرے وہ تو اسلامی عزت نہیں ہے۔

چونکہ اسلامی عزت کا جو معیار ہے وہ یہ ہی ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتا رہے اور پھر ارشاد فرمایا:

تیسری علامت: نیکی کا حکم دینا

آمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ اَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

جو بندہ سوسائٹی میں نیکی کا حکم زیادہ دیتا ہے اور نیکی زیادہ پھیلاتا ہے۔ نیکی کی طرف لوگوں کو زیادہ متوجہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بندہ زیادہ عزت والا ہے۔ آج ہر انسان یہ کہتا ہے کہ میں برائی سے کیوں منع کروں اگر میں کسی کو برا کہوں گا تو برا میرے خلاف ہو جائے گا۔ اگر میں کسی کو برائی سے روکوں گا۔ تو میرے خلاف نفرت پیدا ہوگی۔ لیکن شریعت مطہرہ میں عزت اس بندے کی ہے کہ جو تمہیں اچھائی کا پیغام دے گا اور جو زیادہ نیکی کی دعوت دے گا۔ وہ زیادہ عزت والا ہوگا۔

اور پھر ارشاد فرمایا:

چوتھی علامت: برائی سے روکنا:

اَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ

جو شخص بدی سے زیادہ روکتا ہے اور بدی پر لوگوں کو متوجہ کرتا ہے اور متنبہ کرتا ہے

Marfat.com

کہ یہ دیکھو فلاں بدی سوسائٹی میں آ گئی ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ جس وقت اچھائی کا حکم زیادہ دے اور برائی سے زیادہ روکے تو رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزت کا زیادہ کوٹہ عطا فرمایا ہے۔

پانچویں علامت: صلہ رحمی کرنا:

ایسے ہی نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ

(تفسیر ابن کثیر سورۃ الحجرات زیر آیت "وجعلنا لکم شعوبا وقبائل" ج:۴ص:۲۲۳' مکتبہ حقانیہ پشاور)

جو بندہ صلہ رحمی زیادہ کرتا ہو۔ اپنے رشتہ داروں کے لحاظ سے قطع رحمی نہ کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

دل کا تقویٰ عزت کی علامت:

سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو زیادہ عزت عطا فرماتا ہے۔

ایک شخص جو رنگ کالا تھا حبشی تھا اور غلام بھی تھا۔ مگر جس وقت اس نے کلمہ پڑھا ہے تو اس کو شان کیا ملی ہے۔ فتح مکہ کا دن ہے۔ اب بڑے بڑے چوہدری یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ایک ماحول کے اندر سٹیٹس ہے۔ آج کعبۃ اللہ میں اذان پڑھنے کا وقت آ رہا ہے۔ تو ہمیں یہ مرتبہ دیا جائے۔ چونکہ ہمارا خاندانی بیک گراؤنڈ بھی ہے۔ اور پس منظر بھی ہے۔ ہماری اس سلسلہ میں پرانی تاریخ بھی ہے۔ مگر جس وقت حرم کعبہ پر اذان پڑھنے کا وقت آتا ہے تو سید عالم ﷺ ایک غلام کو حکم دیتے ہیں۔ جو کعبہ کی چھت پہ چڑھ جاتا ہے۔

Marfat.com

وہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پہ چڑھ کے اذان پڑھتے ہیں اور قیامت تک کے لیے اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اسلام کے اندر عزتوں کا مدار یہ ہے اور یہ عزتوں کا طریقہ ہے۔ اور یہ ہے اسلام میں عزتوں کی وہ پگڑی کہ جس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ رنگ گورا ہے یا کالا ہے بندہ چھوٹا ہے یا بڑا ہے۔ وہ غلام ہے یا وہ امام ہے۔ اس چیز کو دیکھا جاتا ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ کتنا ہے۔ دل میں پرہیز گاری کتنی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پہ:

درمنثور میں تفصیل سے موجود ہے کہ

لِمَا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ رَقَى بِلَالٌ

جس وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ فتح مکہ والے دن کعبۃ اللہ پہ چڑھے۔

فَاَذَّنَ عَلَى الْكَعْبَةِ

پھر کعبہ کی چھت پر چڑھ کر جب آپ نے آذان پڑھی۔

فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ هٰذَا الْعَبْدُ الْاَسْوَدُ يُؤَذِّنُ عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ

(تفسیر الدر المنثور سورۃ الحجرات "يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ" ج:۷، ص:۵۷۸، دار الفکر بیروت)

کچھ لوگوں کی زبان سے یہ نکل گیا کہ یہ کالے رنگ والا غلام کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہے اور اذانیں پڑھ رہا ہے۔ یہ اعزاز اس کو کیوں دیا گیا جب کچھ لوگوں نے یہ کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا

Marfat.com

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

(سورۃ الحجرات پارہ نمبر ۲۶ آیت نمبر ۱۳)

اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے شعبے اور قبیلے بنانے تا کہ تم پہچانے جاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والا وہ ہے۔ جو زیادہ متقی ہو۔

اے لوگو تم اپنے قبیلہ کو افضلیت کا سبب نہ بناؤ اپنے رنگ کو افضلیت کا سبب نہ بناؤ۔ اور اپنی نسل کو کسی افضلیت کا سبب نہ بناؤ۔

یہ ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ صرف پہچان اور تعارف کے لیے ہیں۔ ترجیح اور فضیلت کس بنیاد پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فضیلت بندے کے دل کے تقویٰ کی وجہ سے ہے اور فضیلت پرہیزگاری کی وجہ سے ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیت نازل کر کے ان لوگوں کا جواب دیا کہ تم میرے بلال کا کالا رنگ نہ دیکھو اور بلال غلامی والا ہے۔ اس کا پس منظر نہ دیکھو بلکہ ہم نے اپنے نبی علیہ السلام کو بھیج کر غلاموں کو امام بنا دیا ہے۔ لہٰذا آج کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھنے کا شرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیا جا رہا ہے۔ اس میں بنیادی کردار اس کے دل کے تقویٰ کا ہے۔ جو تقویٰ اللہ تعالیٰ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا فرما دیا ہے۔

حضرات محترم! آج ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ جس انداز میں امت مسلمہ کے افکار کو بدلا جا رہا ہے اور اسلامی شعائر کو مٹایا جا رہا ہے۔ اسی انداز میں ہمارے بھرپور ردعمل کی ضرورت ہے۔ جن چیزوں کو اسلام نے ذلت قرار دیا تھا۔ ان چیزوں کو آج ہمارے سامنے عزت بنا کے پیش کیا جا رہا ہے اور جن چیزوں کو اسلام نے

Marfat.com

عزت بنایا تھا۔ ان چیزوں کے بارے میں ذلت کے لفظ گھڑے جا رہے ہیں۔ تو ایسے معاشرے میں اس معیار کی تبدیلی آجائے کہ کنوے کو مینار کہا جارہا ہو اور مینار کو کنواں کہا جارہا ہو اس معاشرے میں پھر حق پرستوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اور ڈیوٹی پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

ہم نے اس انداز میں نسل نو تک اور اپنے بچوں تک اپنے دین کو پہنچانا ہے۔ جس سے ان کو واقعی پتہ چلے کہ عزت وہ ہے جو مدینہ شریف سے بٹتی ہے۔ عزت وہ ہے جو کلمہ شریف سے آتی ہے۔ عزت وہ ہے جو تقویٰ کے اندر ہے۔ تو پھر ہر شخص کے عمل کا معیار بھی بڑھے گا اور پھر معاشرے میں جو تناؤ اور کشمکش بنی ہوئی ہے۔ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

دربار مصطفیٰ ﷺ سے عزت کا حصول:

اس عزت کے سبق کے حصول کے لیے سید عالم ﷺ کے دربار کی حاضری نہایت ضروری ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ایک دن حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے معاذ جمعہ کے دن تم نظر نہیں آتے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میں نے یہودی کا قرضہ دینا تھا۔ تو میں وہ قرضہ نہیں دے سکا۔ مجھے یہودی نے پکڑ لیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس نے مجھے روکے رکھا اور میں آپ کے ہاں حاضر نہ ہو سکا۔

اب دیکھنا کہ رسول اکرم ﷺ کے دربار سے عزتیں کیسے بٹتی ہیں۔ ان کے

Marfat.com

باقاعدہ کورس بھی ہیں وظائف بھی اور دعائیں بھی ہیں۔

جس کی وجہ سے جو انسان معاشرتی طور پر گر چکا ہو۔ اسے عزت اور اٹھان جاتی ہے اور عروج ملتا ہے۔ آج جا بجا جس وقت معیشت کے مسائل بنے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے لوگ قرضے کے بوجھ کے نیچے پس چکے ہیں۔

اس لحاظ سے ان کی عزتیں خاک میں ملتی جارہی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تمہیں ایک وظیفہ بتاتا ہوں۔ اگر پہاڑ جتنا بھی قرضہ ہوگا تو وہ سارے کا سارا ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں دنیاوی لحاظ سے بھی بحال فرمادے گا۔

قرض سے نجات کا مجرب وظیفہ:

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَا اُعَلِّمُکَ دُعَاءً تَدْعُوْا بِہٖ فَلَوْ کَانَ عَلَیْکَ مِنَ الدَّیْنِ مِثْلَ الثَّبِیْرِ اَدَّی اللّٰہُ عَنْکَ

(تفسیر الدر المنثور سورۃ آل عمران زیر آیت "قل اللھم ملك الملك" ج:۲، ص:۱۷۲ دار الفکر بیروت)

میں تمہیں ایسی دعا نہ بتاؤں جو دعا تم مانگو تو تمہارا قرضہ اتر جائے۔ اگرچہ وہ قرضہ ثبیر پہاڑ جتنا ہی کیوں نہ ہو۔

تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے وہ دعا سمجھا دیں۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ

Marfat.com

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

یہ الفاظ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سکھائے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ تم نے یہ کہنا ہے۔

رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهَا تُؤْتِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا تَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةٍ مِّنْ سِوَاكَ ۔ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَتَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ

(تفسیر الدر المنثور سورۃ آل عمران زیر آیت "قل اللھم ملک الملک" ج:۲، ص:۱۸۲، دار الفکر بیروت)

یہ وہ پوری دعا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی اور فرمایا کہ اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اگر تم یہ کلمات پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے قرضے اتار دے گا۔ اگرچہ وہ قرضے پہاڑوں جتنے ہوں۔ پھر بھی سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتر جائیں گے۔

حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ اور سنت مطہرہ کی پابندی:

اس گفتگو کے آخر میں ایک بار پھر سنت مطہرہ کی پابندی کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ اگر سنت ہے تو عزت ہے۔ اگر سنت نہیں ہے تو عزت نہیں ہے۔

حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ جس وقت ہرقل کے دربار میں پہنچے تھے۔ کنز العمال میں ہے کہ ہرقل نے ان کو سونے کی کرسی پہ بٹھالیا تو فرماتے ہیں۔

جَلَسْتُ وَلَمْ اَدْرِ مَا تَحْتِيْ

Marfat.com

میں بیٹھ تو گیا مگر مجھے پتہ نہیں تھا کہ کس چیز پہ بیٹھا ہوں۔

فَاِذَا تَحْتِیْ کُرْسِیٌّ مِنْ ذَهَبٍ

میں نے جب دیکھا تو وہ سونے کی کرسی پڑی تھی۔

نَزَلْتُ عَنْهُ

میں اٹھ کے کھڑا ہو گیا اور سونے کی کرسی کو میں نے چھوڑ دیا۔

تو ہرقل نے مسکرا کے پوچھا کہ

لِمَ نَزَلْتَ عَنْ هٰذَا الَّذِیْ اَکْرَمْنَاكَ بِهٖ ؟

جو کرسی ہم نے تمہاری عزت کے لیے رکھی تھی تم نے وہ کرسی کیوں چھوڑ دی۔

ہم نے تمہارے اعزاز میں وہ کرسی رکھی تھی تو حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذَا

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال صرف الجیم جثامۃ بن مساحق رضی اللہ عنہ ج:۱۳، ص:۱۸۸۲، ۳ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ نے سونے کی کرسی پہ بیٹھنے سے منع کیا تھا تو جس چیز سے سرکار منع کریں وہ عزت نہیں ہو سکتی۔

اگرچہ وہ سونے کی کرسی ہو۔

اور دیکھیے حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ شریعت میں چونکہ سونے کی کرسی پہ بیٹھنا حرام ہے تو جو حرام ہو وہ عزت نہیں ہوتی۔ تو آپ اس سونے کی کرسی سے اٹھ کے کھڑے ہو گئے اور یہ واضح کیا کہ اس کو عزت نہیں کہتے جس کو زمانہ عزت کہتا ہو

Marfat.com

ہم اس کو عزت کہتے ہیں۔ جس کو محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام عزت کہتے ہوں۔

سید عالم ﷺ کے نزدیک جو عزت ہے۔ وہ ہمارے نزدیک بھی عزت ہے۔ خواہ وہ ٹوٹی ہوئی چٹائی ہو یا اینٹ کا سرہانہ ہو۔ خواہ وہ سفید زمین پر بیٹھ جاتا ہو۔ سرکار نے جس کو عزت قرار دیا وہ عزت ہے۔ اور جس کو سرکار نے عزت نہیں سمجھا اگر وہ سونے کی کرسی ہو وہ عزت نہیں ہے۔

معیار کے طور پر اس کو سامنے رکھیے اور اس ماحول میں بہادر انسان وہ ہے جو عزت کے وہ ضابطے سامنے رکھتا ہے۔ جو رسول اکرم ﷺ نے دیئے اس کے مقابلہ میں لوگ خواہ طعنے بھی کریں۔ تشنیع بھی کریں۔ سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ مگر اپنے نبی علیہ السلام کے دین سے غداری نہیں کرتا۔ یہ وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزتوں کے تاج عطا فرمائے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان امور پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر 7

قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ •
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ
(سورت الروم آیت نمبر ۱۸-۱۷)
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا٥

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پرنور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار گوھربار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

ارباب فکر ودانش اصحاب مودت ومحبت

محتشم حضرات وخواتین

ربّ ذوالجلال کے فضل اور اُسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے ساتویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

"قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے"

میری دعا ہے خالق کائنات جل جلالہٗ ہم سب کو وقت کی قدر وقیمت پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے اوقات کو ہمارے لئے زیادہ سے زیادہ زرخیز بنائے۔ رمضان المبارک کے پرکیف لحات میں اور ان زرخیز لحات میں اس موضوع پر گفتگو سننے سنانے کا موقع مل رہا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرمائے اور ہم سب کو فہم دین کا زیادہ سے زیادہ حصہ عطا فرمائے۔

ربّ ذوالجلال اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اور ہر وقت اُسکی رحمتیں مخلوق پر برستی رہتی ہیں۔ مگر کچھ اوقات ایسے ہیں جن اوقات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زیادہ قرب عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

ہماری گفتگو کا مرکز و محور ایسے اوقات کی نشاندہی ہے تا کہ ہمیں پتہ ہو کہ وہ کونسا وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں جھوم کے برستی ہیں تو اُن لمحات میں غفلت اور سستی سے بچا جائے اور اُن میں بطور خاص اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوشش کی جائے تا کہ زندگی با مقصد طریقے اور کامیاب طریقے سے گذر جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر انعام کی گھڑی ہو اور اُس وقت انعام لینے والا اپنا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے تو یقیناً وہ محروم ہو جائے گا اور اگر اُسے پہلے پتہ ہو کہ یہ وقت خاص حاضری کا وقت ہے اور خاص نوازشات کا وقت ہے تو یقیناً اُسے اُس وقت کا انتظار ہوگا اور اُس ٹائم میں اپنے آپ کو وہ تیار کر کے رکھے گا۔

اس واسطے اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں پہ مہربان ہے لیکن کچھ اوقات اُس نے خاص کیے ہوئے ہیں اور اُن اوقات میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خصوصی قرب عطا فرماتا ہے۔ اُن اوقات میں جو شخص معمولی سی بھی کوشش کر لے اُسے ضرور رحمت کا کچھ نہ کچھ حصہ میسر آجاتا ہے اور اُس وقت کوئی شخص کسی گناہ میں مصروف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کا وہ انداز جو انعام والا ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے بندے کو مجرم پائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام کی جگہ عذاب ہو سکتا ہے۔

اس واسطے ہمارے لئے یہ سعادت ہے کہ قرآن مجید میں ہمارے لیے بیان کر دیا گیا ہے کہ وہ کونسے خصوصی اوقات ہیں کہ جن میں خصوصی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ

پس اللہ تعالیٰ کی پاکی ہے شام کے وقت میں تم ہوتے ہو اور صبح جب تم کرتے ہو۔

Marfat.com

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ کیلئے تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔

عَشِيًّا

اور جس وقت دن کا کچھ حصہ باقی رہ جائے۔

وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (سورۃ الروم، آیت ۱۷۔۱۸)

اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

اے میرے نبی ﷺ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں آپ اُن پہ صبر کیجئے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

اور اپنے رب کی تسبیح کے ساتھ تعریف کیجئے۔

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ

سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ

اور رات کے وقت اپنے رب کی تسبیح بولو۔

وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (سورۃ ق پارہ ۲۶ آیت نمبر ۴۰/۳۹)

اور سجدوں کے بعد، نمازوں کے بعد جو متصل اوقات ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے کچھ اوقات کی بطور خاص تعیین کی اور اس سلسلہ میں کچھ اوقات ایسے ہیں جو ایک دن کے بعد پھر لوٹ کے ہمارے پاس آجاتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو ہفتہ

Marfat.com

کے بعد لوٹ کے آتے ہیں اور کچھ اوقات ایسے ہیں جو سال کے بعد لوٹ کے پھر ہمارے پاس آتے ہیں۔ یعنی کچھ اوقات کی زرخیزی ایسی ہے کہ وہ دن رات کی کچھ گھڑیاں ہیں اور جس وقت اگلا دن آئے گا تو وہ گھڑیاں دوبارہ ہمارے پاس آجائیں گی کچھ لمحات ایسے ہیں کہ جب ہفتہ گذرے گا تو ہفتہ گذرنے کے بعد پھر ہمیں وہ وقت میسر آئے گا اور کچھ اوقات کیلئے ہمیں سال کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جب اگلا سال آئے گا تو پھر وہ وقت ہمیں میسر آئے گا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔

ہر رات اجابت کی ایک ساعت

رسول اکرم ﷺ نے ہمارے لئے جن اوقات کی تعیین کی ہے اور اُن کو زرخیز بتایا ہے اس میں آپ کا فرمان ہمارے لئے اتنا روشن اور واضح ہے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً

ہر رات کے اندر ایک ایسی گھڑی ہے۔

کوئی رات اس بارے میں متعین نہیں ہے کہ وہ شب برات کے اندر ہو یا شب قدر کے اندر ہو بلکہ یہ ایک عمومی کوٹہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ رات کے اندر ایک گھڑی ہے۔

لَا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْاَلُ اللّٰهَ خَیْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَذَالِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ (مشکوٰۃ شریف ص:۱۰۹)

(صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج ۱، ص: ۲۵۸)

Marfat.com

قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے رات کے اندر ایک ایسی گھڑی رکھی ہے وہ گھڑی اگر کسی بندے کو مل جائے تو اُس گھڑی میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو وہی کچھ عطا فرما دیتا ہے۔

یعنی اس میں نہ سال کا انتظار ہے۔ نہ مہینے کا انتظار ہے اور نہ ہفتے کا انتظار ہے۔ ہر رات کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک گھڑی ایسی رکھی ہے کہ اگر معین اُسی گھڑی کے اندر بندے کو موافقت میسر آ جائے اور اُس گھڑی سے آگے پیچھے نہ ہو عین اُس وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے خواہ وہ دنیا کی بھلائی ہو یا آخرت کی بھلائی ہو اُس وقت جو انسان اپنے رب سے سوال کرے گا تو ہمارے آقا ﷺ اس بات کی ضمانت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُس بندے کی دعا کو قبول فرمائے گا اور جس چیز کا وہ سوال کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی چاہت کو مکمل فرما دے گا۔ باقی اس میں تعیین نہیں کہ وہ رات کی گھڑی کونسی ہے۔

جس طرح لیلۃ القدر کو مبہم رکھا گیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ اور راتوں میں بھی عبادت کرتے رہیں اور وہ بھروسہ نہ کر جائیں تکیہ نہ کر جائیں ایسے ہر رات کے اندر جو یہ گھڑی ہے اس میں بھی ابہام رکھا گیا تا کہ اُس گھڑی کی تلاش میں بندہ اُس سے پہلے بھی جاگتا رہے اور بعد میں بھی جاگتا رہے اگر ایک گھڑی کو معین کر دیا جائے تو پھر کوتاہی اور سستی کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اسواسطے اُس کو مبہم رکھا گیا۔

آسمان دنیا پر رب کا نزول اور رحمتوں کی بارش

لیکن محدثین نے اپنے تجربات اور مشاہدے کی روشنی میں بیان کیا ہے اور زیادہ رائے یہ ہے کہ وہ نصف لیل کی گھڑی ہے۔

Marfat.com

جب رات آدھی ہو جاتی ہے اس وقت جو لمحہ ہوتا ہے وہ لمحہ خاص لمحہ ہے کہ جس لمحے اللہ تعالیٰ لوگوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے لحاظ سے کوئی بھی سوال کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے منگتے کو نا کام نہیں لوٹاتا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ضرور اُس کی جھولی کو معمور فرماتا ہے۔

اور پھر خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک صدا آتی ہے اور یہ وہی انداز ہے جو شب برات یا لیلۃ القدر میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

ہمارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَۃٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ (مشکوٰۃ شریف ص:۱۰۹)

ہر رات جس وقت رات کا تیسرا پہر ہوتا ہے تو اُس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے یہ ایک عمومی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات جس وقت اُس کا تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے آسمان دنیا پر اپنی شان اور قدرت کے لحاظ سے نزول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے۔

دعا، عطا اور بخشش کا اعلان

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل اعلان ہوتا ہے۔

مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَہٗ

کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اُس کی دعا کو قبول کروں یعنی جس نے دعا قبول کرنی ہے اُس کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

مَنْ یَسْئَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ

کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تو میں اُسکو عطا کروں۔

وہ مانگتا جائے اور میں اُس کو دیتا جاؤں۔

مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ

(صحیح مسلم شریف کتاب صلوٰۃ مسافرین باب صلوٰۃ اللیل وعدد رکعات ج:۱، ص:۲۵۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے تو میں اُس کے گناہوں کو معاف کردوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل یہ اعلان ہوتا ہے رسول اکرم ﷺ نے اسواسطے اسکی تعیین فرمادی کہ اگر بندہ سے ہو سکے تو یہ وقت بیدار رہ کر گزارے۔ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت آواز دے رہی ہے اور اُسکی رحمت بندوں کے دروازوں تک پہنچ چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل جب انعام کا اعلان ہو رہا ہے تو ایسے میں بندے کو متوجہ ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے بھیگ مانگی چاہیے اور پھر اس میں تعیین بھی نہیں ہے بلکہ ہر رات کے اندر اللہ تعالیٰ ایسا کرم بندوں پہ فرماتا ہے اور اپنے بندوں کی جھولیوں کو اجر عظیم سے معمور فرماتا ہے۔

اسکے علاوہ کچھ خاص راتیں ہیں جیسے لیلۃ القدر ہے اور شب برأت ہے شب برات کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک خصوصی کوٹہ ہے۔

پندرہ شعبان اور قیمتی لمحے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے (ابن ماجہ، ا لمعجم ۵، کتاب السنۃ ص ۲۵۵۹)

Marfat.com

فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا نَھَارَھَا

جب یہ رات آجائے تو سو کے رات نہ گذارو بلکہ اس رات کو قیام کرو اور اسکے بعد دن کو روزہ رکھو۔

اس میں اتنی زیادہ بندگی کی ضرورت کیوں ہے؟ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا

اس رات کے اندر جونہی سورج غروب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پہ جلوہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آواز دیتی ہیں اور آسمان دنیا پر تجلی فرماتا ہے اور پھر اُسکی طرف سے مسلسل اعلان ہوتا ہے۔

اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ لِّیْ فَاَغْفِرَ لَہٗ

کوئی ایسا ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں اُس کو مغفرت دے دوں اللہ تعالیٰ کی ذات مغفرت عطا کرنے کیلئے آچکی ہے اور خود پوچھ رہا ہے حالانکہ یہ تو منگتے کو چاہیے کہ وہ مسلسل دستک دیتا رہے اور منگتا مسلسل اپنی طرف سے اپیل کرتا رہے مگر وہ رب ہو کر اپنے بندے سے اتنا پیار کرتے ہوئے۔ یہ اعلان کرتا ہے کہ کوئی ایسا بندہ ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے۔ تو میں اُسکے گناہوں کو معاف کر دوں۔

اَلَا مِنْ مُّسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ

ہے کوئی ایسا جو مجھ سے رزق مانگے تو میں اُسکو رزق دے دوں۔

اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کے دروازے کھل چکے ہیں اور اگر کوئی نہیں مانگتا تو پھر اُس کی اپنی غفلت ہے۔ اپنی سستی ہے اللہ تعالیٰ نے تو اس کی قدر بھی بیان کر دی اور نبی علیہ السلام نے ٹائم کا معیار بھی بیان کر دیا۔

Marfat.com

اور چاند کا طلوع ہونا اور سورج کا غروب ہونا اس میں ہمارے لئے تعیین بھی آ گئی کہ یہ بالیقین پندرھویں شب ہے۔ اس میں یہ نہیں کہ قدر کی رات کی طرح کوئی ابہام رکھا گیا ہو۔ اس میں تعیین کر دی گئی ہے کہ

شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا راضی ہو چکا ہے۔

آج جو بھوکا ہو وہ مال دار بن جائے۔ اللہ تعالیٰ جس رات کے اندر یہ اعلان فرماتا ہے وہ سال کے بعد آتی ہے اور اس کو برأت کی رات کہا جاتا ہے۔ اس رات کے اندر لوگوں کو مالا مال کیا جاتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔

اَلَا مُبْتَلٍ فَاُعَافِیَہٗ

ہے کوئی ایسا جو دکھ میں مبتلا ہو چکا ہو اور مصیبتوں میں تو میں اُس کو عافیت عطا فرما دوں جو غموں کی چکی کے نیچے پس رہا ہو تو میں اُسکو غموں سے نجات دینے کیلئے تیار ہوں۔ جو مصائب کے بھنور میں پھنس چکا ہو تو میں اُس کو مصائب سے چھٹکارہ دینے کیلئے تیار ہوں جو مختلف مشکلات میں پھنس چکا ہو میں اُس کو امید اور نجات کے ساحل تک پہنچانے کیلئے تیار ہوں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل اعلان ہوتا ہے۔ اگر ہمیں پتہ نہ چلتا تو کتنا خسارہ ہوتا یہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم پہ احسان ہے کہ معیّن طور پر اس رات کو یوں بیان کیا ہے کہ جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اسکو مبہم نہیں چھوڑا معین طور پر اسکو بیان کر دیا کہ شعبان کی پندرھویں رات کا یہ کوٹہ ہے۔ تو اُس رات کو بیدار رہ کر جاگ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کی کوشش کرنی چاہیے۔

Marfat.com

کتنی بدنصیبی ہے اُن لوگوں کی جنہوں نے اس رات کو متنازعہ رات بنادیا ہے۔ اس شب برات کے خلاف لکھتے ہیں اور اسکی حیثیت کو مبہم بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ ابن ماجہ شریف میں پورا باب اس رات کے بارے میں ہے۔ جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس احادیث موجود ہیں۔

اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ

(سنن ابن ماجہ ماجاء فی قیام شہر رمضان باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان ص: ۹۹۔ المعجم۔ کتاب السنۃ، ص ۲۵۵۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوتا رہتا ہے یہاں تک فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ یعنی غروب آفتاب سے لیکر طلوع فجر تک ساری رات یہ اعلان ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے یہ رحمت کا دروازہ کھول کے رکھتا ہے۔

اب یہ بندے پر ہے کہ وہ کتنا بیدار ہوتا ہے اور کس قدر اپنے آپ کو رحمت کے حصول کیلئے تیار کرتا ہے۔ چونکہ رحمت کا کوٹہ ہو اور کرم کی بارش کا موسم ہو اور بندہ گھڑا الٹا رکھ لے اُس میں پانی کا کوئی قطرہ داخل نہیں ہوگا اور جو برتن سیدھا رکھے گا اُس میں بارش کا پانی ضرور داخل ہو جائے گا۔ جو اُن لمحات کے اندر غافل ہو کر سو جائے یا گپیں لگانا شروع کر دے یقیناً وہ بندہ محروم رہے گا لیکن جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے اُن کی معافی کیلئے اپنے رب سے درخواست کرے گا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے ضمانت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کی جھولی کو امید ہے ضرور معمور فرمائے گا۔

پندرہ شعبان اور جہنم سے آزادی کا پروانہ

اسی رات کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا تھا کہ یہ رات کیسی رات ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے

Marfat.com

بالوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کر کے جنت عطا فرماتا ہے۔ تو بنی کلب کی بکریاں بہت زیادہ تھیں اور پھر اُن کے بال بہت زیادہ ہیں اور پھر ہر سال اتنے لوگوں کو جہنم سے بری کیا جاتا ہے تو یہ راتوں کے لحاظ سے خاص راتیں ہیں۔ جن کے اندر رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ انھیں راتوں میں قدر کی رات ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (سورۃ القدر پارہ نمبر ۳۰ آیت نمبر ۳)

وہ رات ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اُس کو مبہم رکھا گیا ہے لیکن اتنی تعیین اکثر آثار میں آ گئی ہے کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہے اور آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور پھر سب سے زیادہ قرائن ستائیسویں شب کے بارے میں ہیں اور یہ اس لئے بھی قدر والی رات ہے کہ جس طرح وہ برات والی رات تھی برات کا معنٰی ہے چھٹکارہ، اُس رات کو جہنمیوں کو جہنم سے چھٹکارہ دیا جاتا ہے اسواسطے شعبان کی پندرھویں کو شب برات کہا جاتا ہے مگر رمضان المبارک کی اس رات کو قدر کی رات کہا جاتا ہے مطلب کیا ہے کہ اس رات میں قدر والی کتاب قدر والے فرشتے کے ذریعے قدر والے نبی کے سینے پر اتری اور قدر والی امت کو وہ کتاب عطا کی گئی اور جو اُس رات کو عبادت کرتا ہے اُس کی قدر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُس کو عظمتیں عطا فرماتا ہے۔

اسواسطے اسکی قدر کو پہچاننا چاہیے اور اُسکی تلاش میں رسول اکرم ﷺ جس طرح کمر بستہ ہو جاتے تھے۔ ہمیں بھی کمر بستہ ہو کر اُس رات کا کھوج لگانا چاہیے تاکہ کسی نہ کسی بہانے اُس قدر والی رات کی گھڑیاں ہمیں کسی نہ کسی بہانے میسر آ جائیں اور قدر والی رات کا خصوصی رحمتوں والا کوٹہ جس کی برکتیں سارے سال کو محیط ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہمیں بھی اپنے فضل سے وہ لمحات عطا فرمائے۔

بارہ ربیع الاوّل شریف اور پُر نور لمحے

ایسے ہی جن مقدس راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں برستی ہیں اُن میں وہ رات بڑی پیاری رات ہے جس رات کو ہمارے آقا ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تھے۔ جسے لیلۃ المیلاد کہا جاتا ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ شبِ قدر آج بھی برکت والی ہے اگرچہ اب تو اس میں قرآن نازل نہیں ہوگا۔ قرآن تو نازل ہو چکا جس کی وجہ سے اس رات کو قدر ملی۔ اس رات کو برکت ملی وہ ایک رات کا نزول قرآن ہے۔ ہر بار نیا قرآن نازل نہیں ہوتا۔ لیکن ایک بار جو نازل ہوا تھا اُس قرآن نے قیامت تک کیلئے اس رات کو برکت والا بنا دیا ہے اور اس رات کو ہزار مہینے سے برکت والا بنا دیا ہے۔

ایسے ہی وہ محبوب علیہ السلام جس رات میں جلوہ گر ہوئے وہ من وجہ قدر سے بھی افضل ہے اسواسطے کہ قدر میں نزول قرآن کی وجہ سے برکتیں ہیں اور فرشتوں کی آمد کی وجہ سے لیکن لیلۃ المیلاد میں وہ ذات آئی ہے جن کے سینے پہ قرآن نازل ہوا ہے۔ جن کی آمد کی وجہ سے قرآن ہمیں میسر آیا ہے۔ ایک وہ آقا پیدا ہوئے ہر سال پیدا نہیں ہوتے۔ جس طرح نزول قرآن ایک بار ہوا تھا تو ہمیشہ کیلئے یہ قدر کی رات برکتوں سے بھر گئی ہے ایسے ہی ایک رات جسمیں ہمارے آقا ﷺ اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تھے تو اُس نے ہمیشہ کیلئے اُس وقت کو برکتوں سے بھر دیا ہے۔

لہٰذا سال گذرنے کے بعد جب بھی وہ رات آتی ہے تو اُس رات کے اندر اتنی ہی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جتنا اُس میں ہوا تھا کہ جس میں واقعی طور پر سرکار ﷺ کی جلوہ گری ہوتی تھی۔ وہ لمحہ چونکہ کائنات میں سب سے بڑے انقلاب کا لمحہ ہے۔ سب

Marfat.com

سے بڑی خوشبو کا لمحہ ہے اور سب سے بڑی روشنی کا لمحہ ہے اس واسطے اُس رات کو بھی بیدار رہنا چاہیے۔ اُس کی خوشی کا بھی اہتمام ہونا چاہیے اور اُس رات میں بھی اللہ تعالیٰ سے رحمتوں کا سوال کرنا چاہیے۔

رمضان المبارک کی آخری رات امت کی بخشش

اس رات میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں جھوم کر برستی ہیں۔

اور بندوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پانی سے سیراب کر دیا جاتا ہے۔

ایسے ہی رسول اکرم ﷺ نے جن راتوں کا تذکرہ کیا اُن میں رجب کی پہلی رات بھی ہے اور رجب کی ستائیسویں رات بھی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو معاف فرماتا ہے اور بالخصوص حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

يُغْفَرُ لِأُمَّتِهِ فِيْ اٰخِرِ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ

جب رمضان المبارک کی آخری رات ہوتی ہے تو اُس رات میں اس امت کو بخش دیا جاتا ہے۔

قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ هِيَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۴)

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے کہ جس میں ساری امت کو بخش دیا جاتا ہے۔ اس کا سبب کیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری رات شب قدر نہیں ہے۔ شب قدر اس سے پہلے گذر چکی آخری رات میں کیا ہوتا ہے رسول اکرم ﷺ نے بڑا حسین جملہ ارشاد فرمایا:

لٰكِنَّ الْعَامِلَ اِنَّمَا يُوَفّٰى اَجْرُهٗ اِذَا قَضٰى عَمَلَهٗ

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصوم ص: ۱۷۴)

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مزدور جس وقت مزدوری پوری کرتا ہے تو اُس کی اجرت بھی پوری کر دی جاتی ہے۔

رمضان المبارک کی آخری رات جو بخشش کی رات ہے وہ اس لئے نہیں کہ قدر کی رات ہے۔ قدر کی رات گذر چکی لیکن آخری رات میں اللہ تعالیٰ نے بخشش اس لئے دی ہے اور نوازا اس لئے ہے کہ کام اُس نے پورا کر لیا ہے۔

ایک بندہ رب کے کہنے پر ڈیوٹی دے رہا تھا روزانہ بھوکا رہ کے روزہ رکھ کے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مزدوری کر رہا تھا۔ آخری رات اُس بندے پر اللہ تعالیٰ زیادہ خوش ہو گیا ہے اور اُس نے ساری امت کو معاف کر دیا ہے اور مزدور نے اپنی طرف سے مزدوری پوری کر دی ہے اور مالک نے اپنی طرف سے اجرت مکمل فرما دی ہے۔

عید الفطر اور عید الاضحیٰ قیمتی راتیں

حضرات محترم کتنے رحمتوں کے میلے ہیں اور کس قدر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رحمتوں کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ صرف بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص دو عید کی راتیں ہیں خواہ عید الاضحیٰ کی رات ہو یعنی عید سے پہلے کی رات اور خواہ عید الفطر سے پہلے کی رات ہو یہ دونوں راتین نہایت ہی قیمتی راتیں ہیں۔ ہمارے ہاں ان راتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے ان راتوں کو گانے بجانے کی رات سمجھا جاتا ہے ان راتوں کو بے حیائی کی رات قرار دیا جاتا ہے۔ ان راتوں میں گپیں لگائی جاتی ہیں اور ان راتوں میں بہت سی خرافات کو داخل کر دیا گیا ہے۔ جشن کا ایک سماں بنایا جاتا ہے اور اس کو میلہ قرار دیا جاتا ہے جبکہ ان راتوں کا معاملہ بڑا ہی حساس ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان راتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف خاص نظر رحمت فرماتا ہے۔ اب ذرا دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نظر رحمت کر رہا ہو اور بندے بازاروں

Marfat.com

میں میوزک لگا کے بیٹھے ہوں، گانا بجانا ہو رہا ہو تو اللہ تعالیٰ کو اُن پر غصہ آئے گا کہ میں نے تو ان کے بھلے کیلئے راتیں بنائی ہیں تا کہ ان کے گناہ بخش دیئے جائیں اور یہ لوگ کیسے ہیں کہ انھیں اپنا بھلا پسند ہی نہیں ہے اور اپنی بہتری کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔ اسواسطے یہ زرخیزی بیان کرنے کا ہم نے موضوع رکھا ہے تا کہ ان قیمتی لمحات کو بیان کردیں تا کہ کوئی غلط فہمی میں نہ رہے اور کسی کو کوئی الجھن نہ رہے اور ایسا نہ ہو کہ نقصان ہو جائے۔

اور پھر ہاتھ ملتا پھرے کہ میرے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

سال کے بعد یہ دو راتیں آتی ہیں اور بہت کچھ دے جاتی ہیں اگر بندہ حفاظت کرے تو سال سے زیادہ دے جاتی ہیں پہلے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگلے سال کیلئے برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ لیکن یہ ضروری بھی ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا بندے پر غضب کتنا زیادہ ہوگا اگر ان راتوں کو شیطان کے نام لگا دیا جائے اور اُن راتوں کو شیطانی کاموں میں مصروف کر دیا جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت مواخذہ ہو سکتا ہے۔ گرفت سخت ہو سکتی ہے اور بندے کا کڑا حساب ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر انسان تھوڑی سی توجہ کرے گا تو تھوڑی سی ان راتوں میں بندگی کرنے سے اللہ تعالیٰ ہزار نیکیوں سے زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔

پانچ وقت کی حاضری اللہ کا انعام

ان راتوں کے علاوہ جو دن کے لمحات ہیں ان کی طرف بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ ہر دن انسان کیلئے قیمتی دن ہے اور پھر دن میں جو لمحات ہیں اُس میں سے سب سے مقدس وہ پانچ وقت ہیں جن پانچ وقتوں میں بندہ اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے۔

دن کے یہ پانچ لمحات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کے اوقات ہیں اور یہ اوقات وہ ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ملاقات کا ٹائم دیا تھا۔ یہ پانچ

Marfat.com

اوقات نبیوں کی رب سے ملاقات کے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ خاص شخصیات کیلئے خاص وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو خصوصی قبولیت کا وقت دیا کہ فجر سے پہلے تم نے ملاقات کرنی ہے پھر تم نے ظہر کے وقت مجھ سے ملاقات کرنی ہے۔ پھر عصر کے وقت تم نے ملاقات کرنی ہے پھر مغرب کے وقت تم نے مجھ سے ملاقات کرنی ہے اور پھر عشاء کے وقت ملاقات کرنی ہے۔

بڑی ذات کے ساتھ ملنے کا شوق بھی زیادہ ہوتا ہے اور ذوق زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کرتے ہوئے اس امت پر ان کو دن میں پانچ مرتبہ ملاقات کا ٹائم دے دیا۔ کہ تم دن میں پانچ بار مجھ سے مل لیا کرو اور پھر وقت بھی وہ دیا جو انبیاء علیہم السلام کی ملاقات کا ہو یہ انبیاء علیہم السلام کا کوٹہ تھا۔ اُن کے بطور خاص یہ اوقات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو انبیاء علیہم السلام کیلئے ملاقات کا وقت متعین کیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو بھی وہ اوقات ملاقات کے عطا فرما دیئے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور رحمت کتنی ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی ہے

ایک چھوٹے سے دفتر میں ملاقات کا ٹائم لینا ہو تو بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ سب سے بڑا دربار اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ٹائم بھی وہ ہے جو سب سے قیمتی ٹائم ہے۔ جو نبیوں کی رب سے ملاقات کا ٹائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ وقت اس امت کو عطا فرما دیا ہے۔

بندے کو تو رب کی ملاقات کا شوق ہونا چاہیے اُسے تو انتظار کرنا چاہیے کہ ایک وقت فجر کا گذر گیا رب سے ملاقات ہو گئی ہے اور پھر میں کب ملوں گا جب اللہ سے نبی بھی مل رہے

Marfat.com

ہونگے۔رب ذوالجلال سے پھر اُس وقت ملاقات ہوگی جو انبیاء کی ملاقات کا وقت ہے۔

تو انسان اس طرح جس وقت اپنے ذہن کو روشن کرتا ہے اور اپنے کو باور کرادیتا ہے۔

اور اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے چونکہ حدیث شریف میں ہے کہ یہ اوقات وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی ملاقات کے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ اوقات اس امت کو عطا فرمائے ہیں۔

لہٰذا سب سے زیادہ قدر و قیمت ان اوقات کی ہونی چاہیے۔ان میں کوئی سویا رہتا ہے یا گپیں لگاتا رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے دربار کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔تو وہ اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔وہ سرکش ہے۔اپنی زبان سے جتنا بھی کہے کہ میں خدا کا بندہ ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں وہ جھوٹ بولتا ہے اسواسطے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بلایا ہے اور ایک بندے کی ڈیوٹی لگائی ہے محلے محلے میں وہ اذان پڑھ رہا ہے اور وہ دعوت دے رہا ہے مسجد کو جنت بنادیا گیا ہے اور پھر بھی جو ملنے نہیں جاتا اُس نے رب سے وفا نہیں کی ہے۔

لہٰذا سب سے قیمتی اوقات یہ ہیں اور ان کی قدر یہ ہے کہ ان اوقات میں رب کو سجدہ ضرور کیا جائے۔

آمد رمضان پہ فضل منّان

پھر مہینوں کے لحاظ سے رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔جس کا وقت بڑا ہی قیمتی ہے اور یہ اتنا قیمتی ہے کہ ان کی حدود کی شناخت انسان کر ہی نہیں سکتا۔ان اوقات کی قدر و قیمت کو انسان بیان ہی نہیں کرسکتا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

Marfat.com

مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ (مشکوۃ المصابیح کتاب الصوم الفصل الثالث ص:۱۷۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مہینے میں جس نے نفلی کام کیا تو اللہ تعالیٰ فرض جتنا ثواب عطا فرمائے گا اور اس میں فرض کی ادائیگی پر ستر فرائض کی ادائیگی کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

یہ فضیلت کسی ایک رات کی نہیں ہے یہ فضیلت کسی ایک دن کی نہیں ہے اور یہ فضیلت کسی ایک معین گھنٹے کی نہیں ہے پورے رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسا قدر و قیمت والا بنایا ہے کہ اس کے لمحات میں زرخیزی رکھی ہے اس کے اوقات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی نشو و نما رکھی ہے کہ اس میں ہر طرح کا اضافہ موجود ہے۔

رمضان کے اوقات میں زرخیزی

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شان بھی اس وقت کو عطا فرمائی ہے۔ آپ سب جانتے ہیں کہ اگر آپ گندم کاشت کرتے ہیں تو فصل جو کی آ گئی ہے زرخیز زمین اچھا اگا دے گی اُس سے زیادہ پیداوار ہو جائے گی۔

مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو کی فصل کاشت کریں اور گندم کی فصل کاٹیں لیکن یہ برکتیں رمضان المبارک کی ہیں کہ جس میں کاشت تو نفل کرو گے مگر فصل فرضوں کی پک جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو اتنا زرخیز بنایا ہے کہ جس وقت میں نفل ادا کرو گے تو فرض والا ثواب ملے گا اور فرائض کو انسان اپنی طرف سے زائد نہیں کر سکتا۔ فرائض شریعت میں معین ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں انسان کو لے جاتے ہیں۔ مگر اُن کو معین رکھا گیا ہے کہ اگر ناغہ ہو گیا تو عذاب بھی ہوگا۔ اس واسطے حساب سے فرض

Marfat.com

دیئے گئے ہیں مگر یہ رمضان کی رحمت ہے کہ جس میں نفل کو فرض بنا دیا جاتا ہے۔

بندہ اللہ تعالیٰ کے دربار کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

ایک فرض ستر فرائض کے برابر

وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہ

جس نے رمضان میں ایک فرض پڑھا تو رمضان کے علاوہ ستر فرائض کے برابر کا ثواب اُس کو میسر آجائے گا۔

تو یہ وہ لمحے ہیں جن میں زرخیزی بھی ہے اور جن کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی برکتیں بھی ہیں۔ پھر اس میں اللہ تعالیٰ نے قبولیت کی گھڑیاں رکھی ہیں۔ مثلاً دعا کی قبولیت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ٹائم دیئے ہیں وہ نصف شب کے بعد کا وقت ہے۔ یا وہ جمعہ والے دن کی ایک گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ بطور خاص دعا کو قبول فرماتا ہے۔

خطبہ جمعہ اور قبولیت کی گھڑی

اُس کے بارے میں بھی لوگوں کی مختلف آراء ہیں کہ وہ جمعۃ المبارک کی گھڑی کون سی گھڑی ہے کہ جس میں جو بھی بندہ چاہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرماتا ہے اور وہ جمعہ کے دن میں ہے۔ اُس میں محدثین کی جو زیادہ آراہ ہیں وہ اس بارے میں ہیں کہ جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان جو گھڑی ہے وہ دعا کی قبولیت کی گھڑی ہے۔ جس وقت جمعہ کے دن خطیب خطبہ دیکر بیٹھتا ہے اور دوسرے خطبے سے پہلے جو درمیان میں وقت ہے یہ خاص طور پر اجابت کا وقت ہے۔ قبولیت کا وقت ہے لیکن جس قبولیت کی گھڑی کی بات کر رہا ہوں یہ پورا رمضان ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اتنی رحمت رکھی ہے۔

Marfat.com

رمضان میں فرشتوں کی ڈیوٹی

کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

دُعَائُہٗ مُسْتَجَابْ

اس رمضان میں روزے دار جو دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول فرمالیتا ہے اور بطور خاص اس مہینے کا یہ اعزاز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہزاروں لاکھوں فرشتوں کو اپنی بندگی سے روک دیتا ہے انھیں کہتا ہے کہ فرشتو تمہارا ایک ہی کام ہے تمہاری ایک ڈیوٹی ہے تم وہ کروگے تو تمہاری بندگی شمار ہو جائے گی۔

فرشتوں نے عرض کی مولا وہ کونسی بندگی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میرے فرشتو تمہاری ایک ہی ڈیوٹی ہے کہ جس نے میرا روزہ رکھا ہے وہ جو بھی مجھ سے دعا مانگے اُس کی دعا پر تم نے آمین کہنا ہے۔ تمہارا کام اُن کی دعا پر آمین کہے جانا ہے یہ تمہاری بندگی ہے یہ تمہاری بندگی ہے اور پھر یہ تمہاری عبادت شمار ہوگی۔

تو اس واسطے روزے دار جو دعا مانگتا ہے تنہا نہیں مانگ رہا اسکے ساتھ لاکھوں فرشتے ملکر اس کی دعا پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی ڈیوٹی لگادی ہے۔ تو اس واسطے اپنے وقت کی قدر کو پہچاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے لاکھوں فرشتوں کو ہمارے ساتھ کھڑا کر دیا ہے تو پھر ہمیں مانگتے وقت غفلت سے نہیں مانگنا چاہیے سوچ کے مانگنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتے ہوئے مانگنا چاہیے

روزے دار کیلئے دو خوشیاں

اور پھر ان میں سب سے قیمتی لمحہ دعا کی قبولیت کا وہ لمحہ ہے کہ جب سارا دن روزہ رکھ کے افطار کی گھڑی کو پہنچتا ہے یہ بندے کی دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے کہ بندے

Marfat.com

نے صرف رب کی رضا کیلئے اس نے سارا دن روزہ رکھ کر بھوک پیاس کو برداشت کر کے گذار دیا ہے۔ جب افطار کا وقت آگیا پیاس بھی لگی ہوئی ہے۔ بھوک بھی لگی ہوئی ہے ایسے وقت کے اندر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ

مشکاۃ المصابیح کتاب الصوم صفحہ نمبر: ۱۷۳

(سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الصیام باب ماجاء فی فضل الصیام ص: ۱۱۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک فطر کے وقت ہے دوسری قیامت کے دن رب کی ملاقات کے وقت ہے۔

تو افطار کے وقت کی یہ خوشی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھی متوجہ کرتا ہے۔ فرشتو دیکھو اس نے بندہ ہو کر کمزور ہو کر مخلوق ہو کر سارے تقاضے پورے کیے ہیں میرا حکم سامنے رکھتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو روک کے رکھا ہے۔ فرشتو تم گواہ ہو جاؤ میں نے اس کے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ جو یہ مانگتا ہے میں اس کو عطا کر رہا ہوں۔

لہٰذا میرے بھائیو افطار کے وقت اپنے آپ کو حاضر دماغ کر کے روزہ افطار کرنا چاہیے۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا وقت ہے اور اس میں جلدی کیساتھ یہ لمحہ نہیں گزرنا چاہیے۔ اطمینان اور سکون کے ساتھ یاد کر کے جو بندے کو چاہیے جو اس کی حاجت ہے۔ اپنے رب سے وہ حاجت پیش کر کے اور اُس کی طرف متوجہ ہو کر اپنے رب سے مانگے چونکہ جب بندہ دعا زبان سے مانگ رہا ہو اور دل کی اُس طرف توجہ نہ ہو تو پھر مولا اُس میں توجہ کیا کرے گا وہ فضیلت والی دعا شمار نہیں ہوگی جب خود یہ حاجت مند توجہ کر کے شوق سے اپنے رب کے دربار میں دستک دے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی جھولی کو ضرور معمور فرما دے گا۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے دنوں کے لحاظ سے جو ہمیں شیڈول دیا ہے اُن میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ کچھ اوقات تو اس لئے قیمتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی ہیں اور کچھ اوقات اس لئے بڑے حساس ہیں کہ اُن میں بندے کا امتحان ہو رہا ہوتا ہے۔ ہفتے بھر کی یا دنوں کی حاضری لگ رہی ہوتی ہے۔ اس واسطے پھر بندے کو محتاط رہنا چاہیے کہ رجسٹر سارے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھلے ہیں۔ فرشتے ہر گھڑی کا بیان کر رہے ہیں۔ اب اگر بندہ مزید غافل ہوگا ادھر سے مزید مواخذہ ہو سکتا ہے۔ تو وہ کون کون سے دن ہیں جن میں ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچتے ہیں۔

پیر اور جمعرات اللہ کے دربار میں حاضری

سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَعْمَالَ الْعِبَادِ تُعْرَضُ

يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ

سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب فی صوم الاثنین والخمیس ج:۱، ص:۳۳۸ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ایک تو وہ پیر کا دن ہے اور دوسرا جمعرات کا دن ہے۔

ہفتے میں پیر اور جمعرات کے دن بطور خاص بندے کا یہ دھیان ہونا چاہیے کہ میرا حساب مکمل ہو رہا ہے۔ میرے رجسٹر رب کے سامنے کھلے ہیں۔ ایک تو روزانہ کی کاروائی پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو کاروائی کا محتاج بھی نہیں وہ تو ویسے ہی جانتا ہے کہ بندے کیا کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اُس نے نظامِ عدل رکھا ہے فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ تم نے میرے بندے کے ساتھ رہنا ہے۔

فرشتوں کی ڈیوٹیاں عصر کی نماز میں اور فجر کی نماز میں تبدیل ہوتی ہیں۔ عصر کی نماز کے وقت جو دن میں تھے وہ چھٹی کر کے چلے جاتے ہیں رات کو ڈیوٹی دینے والے

Marfat.com

آ جاتے ہیں اور دونوں عصر میں موجود ہوتے ہیں۔ پہلے ابھی وہاں ہوتے ہیں کہ نئے فرشتے ذمہ داری سنبھالنے کیلئے آ جاتے ہیں اور پھر فجر کے وقت رات والے فرشتے ابھی موجود ہوتے ہیں کہ نئے دن والے فرشتے بھی آ جاتے ہیں ان دو نمازوں میں فرشتوں کا زیادہ اجتماع ہوتا ہے اور یہ حساب اور ریکارڈ مکمل کر کے رب کے دربار میں پہنچاتے ہیں۔ رات کی بھی حاضری لگ رہی ہے اور دن کی بھی حاضری لگ رہی ہے مگر جو بطور خاص ہفتے کا امتحان ہے وہ دو دنوں کے اندر ہے ایک وہ پیر کا دن ہے اور دوسرا جمعرات کا دن ہے۔ تو پیر اور جمعرات کا تقدس اس لحاظ سے بھی زیادہ ہے کہ اگر ان دنوں میں جب بندے کا حساب ہو رہا ہو اور ادھر بندے کو تشویش ہو کہ کہیں میری شکائتیں زیادہ نہ ہو جائیں کہیں میرے گناہ زیادہ نہ ہو جائیں ڈر کے سہم کے بیٹھا ہے اور وہ دعائیں مانگ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے

کہ فرشتو دیکھو میرے بندے سے کوتاہی ہو گئی ہے مگر اب تو وہ ڈر رہا ہے اب تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں۔ اب تو یہ کانپ رہا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے دربار میں امید ہے کہ وہ ہفتے بھر کی جو غلطیاں تھیں وہ معاف ہو جائیں۔ اس لئے ان کی قدر پہچاننا لازم ہے۔

جمعہ کے دن کثرت درود کا فائدہ

اور پھر بالخصوص جمعۃ المبارک کا دن وہ ہے کہ جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے۔

اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ الفصل الثالث ص: ۱۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(سنن ابن ماجہ ابواب ماجاء فی الجنائز باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ ص: ۱۱۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے۔ جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ جاؤ فرشتو میرے بندوں کی ملاقات کر کے آؤ۔ میرے بندوں کی زیارت کر کے آؤ۔ یہ خصوصی معائنے والے فرشتے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بھیجتا ہے کہ تم جا کر دیکھو وہ بندگی کیسے کر رہے ہیں ذکر میرا کیسے کر رہے ہیں میرے کلام کی تلاوت کیسے کر رہے ہیں۔ نیکی میں کیسے مصروف ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے اس لئے بھی جمعہ کو یوم مشہود کہا جاتا ہے۔

اور پھر جمعہ اس لئے بھی یوم مشہود ہے کہ ایک حساب جمعہ سے جمعہ تک کا ہوتا ہے۔ اور نماز جمعہ کا یہ کمال بیان کیا گیا کہ پہلے جمعہ سے لیکر اگلے جمعہ تک جتنے گناہ تھے وہ جمعہ کی نماز سے جھڑ جاتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔

اور یہ یوم مشہود اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ جمعہ بھر کا حساب مکمل کر رہا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے کہ تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھنا ادھر تمہارے رجسٹر کھلے ہونگے اور مختلف کرتوت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونگے ادھر تم مجھ پر درود پڑھ رہے ہوگے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے اوپر پڑھا جانے والا درود پہنچے گا اور تمہاری اس ادا کو اللہ تعالیٰ دیکھے گا تو پھر بھی یہ رحمت کا موقع ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہہ دے گا۔ کہ فرشتوں اس کے گناہوں کی طرف نہ دیکھو اس کی زبان کے درود و سلام کی طرف دیکھو۔ یعنی یہ علت باقاعدہ محدثین نے بیان کی ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھو۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھو گے اسی دوران حساب کی گھڑی آجائے گی۔ تمہارے لب پہ درود و سلام ہوگا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

Marfat.com

نماز و اذان کے بعد وقت میں زرخیزی

ان قیمتی لمحات اور زرخیز اوقات میں سے فرائض کے بعد والے لمحے بھی دعا کی قبولیت کے ہیں۔ اُن میں بھی دعا قبول ہوتی ہے اور پھر کسی وقت بھی اذان پڑھی جارہی ہو۔ ایک اذان کا جواب ساتھ ساتھ دیا جاتا ہے دوسرا اذان ہونے کے دوران ہی جو دعا مانگی جاتی ہے وہ دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار کی دعوت دی جارہی ہوتی ہے۔ انھیں کلمات کی برکت اتنی ہوتی ہے کہ اس دوران اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔

فرض ظہر سے قبل چار سنتوں میں حکمت

رسول اکرم ﷺ سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میں نے ہمیشہ آپ کو ظہر کے فرضوں سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے پایا اس کا سبب کیا ہے۔ جس وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے یہ پوچھا تو رسول اکرم ﷺ نے جواب دیا۔

يَا اَبَا اَيُّوْبَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَلَنْ تُرْتَجَ حَتّٰى يُصَلَّى الظُّهْرُ (شرح معانی الآثار ۲۳۳/۱)

اے ابوایوب جس وقت سورج ڈھل جاتا ہے اور ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ

آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

یہ وہ آنکھ ہے جو دور سے بھی دیکھتی ہے اور قریب سے بھی دیکھتی ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گزر اور دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں میرے آقا جو تجھ پہ عیاں نہیں

Marfat.com

ادھر دروازے کھلے ادھر سرکار علیہ السلام کی آنکھ نے دیکھ لئے۔
آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوایوب رضی اللہ عنہ آسمان کے دروازے بند تھے۔سورج ڈھلتا گیا۔تو دروازے کھل گئے اور یہ دروازے اُس وقت تک کھلے رہتے ہیں۔

حَتّٰى يُصَلَّى الظُّهْرُ

یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھ لی جاتی ہے۔
ظہر کے بعد جب ظہر ادا کر دی جاتی ہے۔تو پھر دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

وَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَلِیْ فِيْهِنَّ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ اَنْ تُرْتَجَ

(شرح معانی الآثار باب التطوع باللیل والنھار کیف ھو۔ج:ا،ص:۲۳۳ مکتبہ امدادیہ ملتان)

میں اسلئے چار رکعات پڑھنے کی پابندی کرتا ہوں کہ دروازے کھلے ہیں تو فرضوں سے پہلے بھی میرا عمل ان دروازوں میں چڑھ جانا چاہیے۔میرا عمل ان دروازوں میں پہنچ جانا چاہیے تو رسول اکرم ﷺ نے ہمارے لئے وقت کی قدر کو واضح کر دیا کہ ان لمحات کو ضائع نہ ہونے دو آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی شناخت بڑی مشکل ہے۔کون دیکھ سکتا تھا کہ اب دروازے کھل گئے ہیں یہ ہمارے نبی علیہ السلام کا ہم پہ کرم ہے۔
ایک طرف آپ ﷺ نے فرمادیا کہ رمضان آتا ہے تو رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔اور دوسری طرف روزانہ کا جو نصاب دیا تو وہ یہ ہے کہ جب بھی سورج کا زوال ہوتا ہے۔
سورج ڈھل جاتا ہے اس کے ساتھ ہی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
تو یہ اُن سب سنتوں کا پس منظر ہے جو روزانہ ہم پڑھتے ہیں۔
ایک خاص وجہ ہے جس کے تحت ہم یہ سنتیں پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

آج ہمارے معاشرے میں سنتوں کو چھوڑنے کا ایک فیشن بنتا جا رہا ہے۔ کہ چار فرض پڑھے یا دو فرض پڑھے چھلانگ لگائی اور مسجد سے باہر نکل گئے ایسا نہیں بلکہ یہ باقاعدہ نصاب کی باتیں ہیں اور یہ رسول اکرم ﷺ نے شناخت کر کے ہمیں بتایا ہے۔ کہ فلاں وقت بڑا قیمتی ہے اُس میں فوراً اپنا عمل بھیجو تا کہ وہ رب کے دربار میں پہنچ جائے۔ چونکہ پہلا ٹائم طلوع شمس سے لیکر زوال تک کا۔ اُس میں دروازے بند ہو چکے تھے۔ اب رسول اکرم ﷺ نے ان کی قدر و قیمت بیان کرنے کیلئے یہ واضح کر دیا۔ جونہی سورج ڈھل گیا ہے اب دروازے کھل گئے ہیں۔ جلدی کر لو ان دروازوں سے تمہارا عمل ضرور جانا چاہیے۔ اب جو شخص سنتوں کا پابند ہو گا یقیناً وہ سنتیں پڑھے گا اگر چہ اُسے پتہ نہیں بھی تھا کہ دروازے کھلے ہیں اور حاضری کا وقت بھی پھر بھی جس وقت وہ کام کرتا جائے گا رسول اکرم ﷺ کی سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کو اجر عظیم سے معمور فرما دے گا۔

رسول اکرم ﷺ کا ہم پہ کتنا کرم ہے ایک ایک دن کا حساب ایک ایک لمحے کا حساب اور ایک ایک رات کی زرخیزی کو بیان کرنا آپ کا کام تھا۔ اور اُن میں عمل کرنا ہمارا کام ہے۔ اگر آپ بیان کر کے نہ جاتے تو پھر ہم خائب و خاسر ہوتے لیکن رسول اکرم ﷺ نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ سب کچھ بیان کر دیا ہے اور اسکا مقصد یہی تھا کہ میری امت کو اس کا پتہ چل جائے اور امت اپنے آپ کو پابند کرے اور زیادہ سے زیادہ امت کی بھلائی ہو جائے جہنم سے بچ کر جنت کے مہمان بن جائیں۔

عرفہ کا دن ایک زرخیز دن

ایسے مقدس دنوں میں ایک دن عرفہ کا دن ہے۔ یعنی 9 ذوالحج کا دن جس دن میدان عرفات میں حاجی اکٹھے ہوتے ہیں اور عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ آج حج پڑھا جا رہا

Marfat.com

ہے۔ وہ خطبہ حج کا دن، عرفہ کا دن بھی ایک زرخیز دن ہے اُس کے لمحات کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ

جب عرفہ کا دن آتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا (مشکوٰۃ شریف ص:۲۲۹)

اللہ تعالیٰ دن کے وقت آسمان دنیا پہ جلوہ گر ہوتا ہے۔

اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا کہ میں اُس کے گناہوں کو معاف کر دوں لیکن یہ حدیث ایک دن کے بارے میں ہے اور یہ دن سارے دنوں میں خاص دن ہے۔ کہ جس دن میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

فَیُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَآئِکَۃَ

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پہ فخر فرماتا ہے۔

یعنی میدانِ عرفات میں جو اجتماع ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اے فرشتو ان سب کو دیکھو۔

اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فرشتو میرے بندوں کو دیکھو۔

اللہ تعالیٰ کو ان بندوں سے پیار کتنا ہے۔ کہ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ تم میرے بندوں کو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ بطور خاص ان پر فخر کرنا چاہتا ہے کہ فرشتو ان کے گھر کتنے دور ہیں ان کے کام گھروں میں کتنے تھے سب کچھ چھوڑ کر آئے ہیں۔ باقاعدہ اللہ تعالیٰ لفظ بولتا ہے۔

Marfat.com

اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا

یہ میرے پاس آئے ہیں میلے کچیلے ہیں۔ ان کو احرام باندھے ہوئے کئی دن ہو گئے ہیں اور پھر ان کے بال پراگندہ ہو گئے ہیں۔ کنگھی نہیں کی۔

ضَاجِّیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

یہ چیختے چلاتے آگئے ہیں۔ آوازیں بلند کر رہے ہیں۔

لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کر رہے ہیں۔ فرشتو یہ بڑی دور دراز سے آئے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کو متوجہ کر کے فرماتا ہے کہ

اُشْهِدُکُمْ

اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنانا چاہتا ہوں۔

اَنِّیْ غَفَرْتُ لَهُمْ

(مشکوۃ المصابیح باب الوقوف بعرفۃ الفصل الثانی ص:۲۲۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

میں نے ان کے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔

تو یہ وہ خاص دن ہے جس میں اور بھی رحمت کا ریٹ بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی آزادی ہوتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس دن عرفہ کے دن سے زیادہ جہنمیوں کو رہائی دی جاتی ہو۔

سارے دنوں میں 9 ذوالحج کا دن ریکارڈ والا دن ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اپنے عمل کی وجہ سے جہنمی بن چکے تھے جنتی قرار دے دیتا ہے۔

آخری بات عرض کر کے گفتگو کو ختم کرتا ہوں۔

Marfat.com

یہ درس عمل کے لحاظ سے ہے کہ یہ اوقات ہیں۔ یہ ہمارے اوپر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں بیان کر دیا۔ ہمیں پتہ چل گیا۔ میں اس وقت آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اُس ڈیوٹی کے پیش نظر جو دین کے خادم کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ہم سب حضرات وخواتین ان اوقات کی قدر و قیمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان میں غفلت سے بچیں۔ نیکی کی طرف متوجہ رہیں۔

عید کا دن یوم تقسیمِ انعامات

بالخصوص جس وقت رمضان جا رہا ہوگا عید کا دن ہوگا تو اُس دن کو یوم الجوائز کہا جاتا ہے۔ یعنی تقسیم انعامات کا دن۔

حدیث شریف میں ہے کہ فرشتو تم عید کہتے ہو عرش والے اسے یوم تقسیم انعامات کہتے ہیں یہ یوم جوائز ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدِھِمْ (مشکوٰۃ ص: ۱۸۳)

جس وقت عید کا دن آجاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ فرشتو تم میرے بندوں کو دیکھ لو۔

یَامَلَائِکَتِیْ مَاجَزَاءُ اَجِیْرٍ وَفّٰی عَمَلَهٗ

اے میرے فرشتو مجھے یہ تو بتاؤ اُس مزدور کی مزدوری کیا ہونی چاہیے جس نے اپنی ڈیوٹی کو پورا کر لیا۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔

Marfat.com

رَبَّنَا جَزَاءُهُ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهُ

اے اللہ جو ڈیوٹی پوری کر دے اُس کی اجرت بھی پوری کر دینی چاہیے۔

یہ فرشتوں کا مشورہ کتنا اچھا مشورہ ہے۔

جس وقت یہ کام پورا کر چکے ہیں تو پھر ان کی اجرت بھی پوری کر دینی چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے فرشتو سنو۔

مَلَائِكَتِیْ عَبِیْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِیْضَتِیْ عَلَیْهِمْ

اے میرے فرشتو میرے بندوں نے اور میری بندیوں نے وہ پورا کر دیا جو ان پر فرض تھا۔

ثُمَّ خَرَجُوْا یَعُجُّوْنَ اِلَى الدُّعَا

پھر کام کر کے بھی اکڑ کر نہیں آ رہے کہ یہ کہیں کہ اے اللہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے ہماری مزدوری نکال اس طرح مجھ سے نہیں مانگتے، سارا مہینہ انہوں نے کام بھی کیا ہے اب بھی سر جھکا کے آ رہے ہیں۔ روتے اور چیختے، چلاتے آ رہے ہیں یہ کام کر کے مجھ پر احسان نہیں ظاہر کر رہے۔ میری بارگاہ میں کام مکمل کر کے عاجزی سے چل کے آ رہے ہیں۔ فرشتو یہ مجھ سے دعا کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت پانچ قسمیں اُٹھاتا ہے۔

وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ

مجھے میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میرے کرم کی قسم، میرے بلند مرتبے کی قسم اور مجھے میری عظمت کی قسم۔

لَاُجِیْبَنَّهُمْ

میں ان کی دعا کو ضرور قبول فرماؤں گا۔

اتنی قسمیں اُٹھا کے فرشتوں کو گواہ بناتا ہے کہ میں ان کی دعا کو قبول کروں گا یہ کام کر کے بھی اکڑ کے نہیں آ رہے ہیں۔ یہ ڈیوٹی کر کے کوئی احسان ظاہر نہیں کرتے اور اپنا حق

Marfat.com

مجھ پہ نہیں جتلاتے بلکہ پھر بھی عاجزی سے روتے ہوئے آ رہے ہیں۔ فرشتو میں نے قسم اُٹھائی ہے۔ کہ میں ان کی دعا کو ضرور قبول کروں گا۔

فَيَقُوْلُ اِرْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ اُن بندوں سے فرماتا ہے کہ اب تم گھروں کو چلے جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا ہے اب تم چلے جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔

صرف میں نے بخشا ہی نہیں بلکہ

بَدَّلْتُ سَيِّاٰتِكُمْ حَسَنَاتٍ (مشکوۃ المصابیح باب لیلۃ القدر الفصل الثالث ص:۱۸۲)

جتنی غلطیاں تھیں اتنی میں نے نیکیاں بھی عطا فرما دی ہے۔

میں نے تبادلہ کر دیا ہے کہ جب تم آئے تھے کسی کا لاکھ گناہ تھا کسی کا ہزار گناہ تھا تو ہم نے اُن کا تبادلہ کر لیا ہے۔ اب ہم نے تمہیں اتنی نیکیاں دے دی ہیں اور گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

یہ خاص دن ہے اب اس دن میں آزمائش بھی ہوتی ہے ادھر تو یوم جوائز ہے یوم تقسیم انعامات ہے اور ادھر گانا بجانا شروع ہو جائے اور میلے ٹھیلے شروع ہو جائیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کو بندے پر غصہ آ جائے گا۔ میں نے بہتری کیلئے دروازے کھولے اور انھوں نے کیا کرنا شروع کر دیا ہے اس واسطے ہمیں ان اوقات کی قدر محسوس کرنی چاہیے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ

عید پڑھ کے گھروں کو واپس جا رہے ہوتے ہیں بدن پہ گناہ کا کوئی داغ نہیں ہوتا۔ گناہوں کی ساری گٹھڑیاں گر چکی ہوتی ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اوقات میں اپنی رضاء سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر

8

میوزک خرمن ایمان کیلئے چنگاری

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِبَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ
وَیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ
(سورت لقمٰن آیت نمبر:٦)
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی آلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پر نور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سروراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوھر بار میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

ارباب فکر ودانش اصحاب مودت ومحبت

نہایت معزز ومحتشم حضرات وخواتین

رب ذوالجلال کے فضل اور اُسکی توفیق سے ادارہ صراط مستقیم کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے آٹھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے۔

''میوزک خرمن ایمان کیلئے چنگاری''

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو موسیقی کی گندگی سے محفوظ فرمائے اور ہمارے ظاہر و باطن کو مزید طہارت عطا فرمائے۔

ہمارے اس دور کے جو سلگتے مسائل ہیں اُن میں سے ایک اہم مسئلہ میوزک کا مسئلہ ہے۔ عربی زبان میں اسکو غنا کہا جاتا ہے پھر یہ ایک قسم کا گانا ہے جس کے ساتھ مختلف قسم کے آلات استعمال ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ آگ کئی روپ دھار لیتی ہے۔ ایمان اور یقین کے گلشن ویران ہو جاتے ہیں کوئی بھی صاحب عقل اور صاحب بصیرت انسان میوزک کی تباہ کاریوں کا انکار نہیں کرسکتا۔

جس قدر ہمارا معاشرہ اس آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے۔ اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے پوری کی پوری فضا گندگی سے بھر چکی ہے۔ لوگ اتنے پریشان ہیں کہ انھیں اپنے گھروں

Marfat.com

میں بیٹھنا اور میوزک سے محفوظ رہنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ اس طرح گاڑیوں میں دوکانوں میں، دفتروں میں لوگوں نے میوزک کا اندھا دھند استعمال شروع کر رکھا ہے۔ یہاں تک کہ گدھا گاڑیوں پر بھی اسکا اہتمام کر دیا گیا اور شیطان کے اڈے بڑے بڑے بازاروں میں ہی نہیں چھوٹے چھوٹے محلوں میں بھی کھل گئے۔

سی ڈی سنٹر اور میوزک کے دوسرے سٹیشن شیطانی ہیڈ آفس کے طور پر ہر جگہ خود بخود قائم ہو چکے ہیں نسلِ نو کو بھونا جا رہا ہے۔

ہر طرف سے کردار دھندلے ہوتے جا رہے ہیں، معاشرے میں (Reap) ریپ اور اس طرح کی بدکاریاں دن بدن اُن میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال ہوتا جا رہا ہے اور دن دیہاڑے مختلف جرائم جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا ناجائز تعلقات کی بنیاد پر ایسے دھندے ہو رہے ہیں۔

ان سب کے پیچھے جو چیز محرک ہے وہ میوزک ہے۔ میوزک کا جو استعمال ہے اس نے معاشرے کو آتش فشاں بنا دیا ہے۔

آپ سب جانتے ہیں کہ جس وقت آتش فشاں پھٹتا ہے تو اُس کی تباہی دور دور تک محسوس ہوتی ہے۔ یہ گندگی کا سیلاب بھی جس کے اندر پوری قوم ڈوبتی جا رہی ہے۔ سوائے چند گھرانوں اور چند انسانوں کے اجتماعی طور پر میوزک نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

حق پرستوں کی ذمہ داری

ایسے ماحول میں حق پرستوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ میوزک کے خلاف جہاد کیلئے قرآن وسنت کا اسلحہ استعمال کریں اور قرآن وسنت کے پیغام کو عام کرتے ہوئے اس آگ کو بجھانے کی کوشش کریں۔ ورنہ جو تھوڑا بہت متاعِ دین کا تحفظ ہے یہ بھی ختم ہو

Marfat.com

جائے گا۔ جہاں شرم وحیا کی دولت ہے اُس کے لُٹ جانے کا خطرہ ہے۔ جہاں آنکھوں کے اندر طہارت ہے وہاں بھی گندگی آجانے کا خطرہ ہے اور جہاں کردار اُجلے ہیں وہاں بھی آلودگیوں کے حملہ آور ہو جانے کا خطرہ ہے۔ ایسے میں آج ہم اس موضوع کو چھیڑ بیٹھے ہیں بڑا روحانی ماحول ہے۔ اہل ایمان کے چہروں کا ایک گلشن نظر آرہا ہے اور مجھے اپنے رب کے فضل وکرم پہ یقین ہے کہ انشاء اللہ یہ کلمات دلوں کی اتھاہ گہرائیوں میں اثر کریں گے۔ اس پیغام کو جذب کیا جائے گا اور جذب کر کے اس پیغام کو پوری دنیا تک عام کردیا جائے گا۔ اس اجتماع میں ہر طبقہ کے لوگ تشریف فرما ہیں۔ ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں، حضرات وخواتین کا یہ بھرپور اجتماع ہے اھل ایمان کا دین کے ساتھ دلچسپی کا مظہر بھی ہے اور حمیت دینی کا ترجمان بھی ہے۔

قرآن مجید نے چونکہ ہر مرض کا علاج کیا ہے اور یہ ایسا کلام نہیں ہے۔ کہ جو ایک سال یا دو سال کے امراض کے خلاف تو جہاد کرتا اور قیامت تک کی بیماریوں کو چھوڑ دیتا چونکہ یہ قرآن ہمیشہ کیلئے ہے تو اس نے ہمیشہ کی بیماریوں کا علاج کیا اور ہر دور کے اندر جو بدی سر اُٹھانے والی تھی اُس بدی کو قرآن مجید نے تہہ تیغ کیا ہے اور اپنے انداز سے اس کا اچھا علاج کیا ہے۔

انسان پوری کائنات کا خلاصہ

آپ جانتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک شاہکار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس طرح کا بنایا ہے کہ یہ پورے جہاں کا خلاصہ ہے۔ ساری کائنات انسان میں سمٹ کے آگئی ہے، کائنات کی ہر مخلوق کی کوئی نہ کوئی مثال اور اس کا انداز اللہ تعالیٰ نے انسان میں رکھا ہے۔ انسان میں پہاڑوں کی مثال بھی ہے۔ انسان میں صحراؤں کی مثال بھی ہے۔ انسان

Marfat.com

کے اندر زمین کی مثال ہے۔ انسان کے اندر آسمانوں کی مثال بھی ہے اور بارش برسنے کا بھی ایک انداز موجود ہے۔ انسان کے اندر آگ جیسی حرارت بھی ہے۔ انسان کے اندر وہ ٹھنڈک بھی ہے جس سے جگر لالہ کے اندر بے قراری پیدا ہو جائے یہ انسان پوری کائنات کا خلاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو معجون مرکب بنایا ہے اور اس کے اندر جو چیزیں رکھی ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ نے ایک ہدایت نامہ دیا ہے اگر وہ توازن صحیح رہے تو انسان ایک پاور ہے اور ایک کردار ہے۔

انسان قدرت الٰہی کا شاہکار

اور انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار ہے۔ اور انسان کی اندرونی قوتوں کا توازن بگڑ جائے تو پھر انسان ایک بیمار چیز کا نام ہے۔ پھر انسان جس وقت تنزل کی طرف جاتا ہے تو حیوان سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اسواسطے ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمیں جس خالق نے پیدا کیا اُس خالق نے انسان کے اندر کی قوتوں کو مناسب انداز میں رکھنے کیلئے ایک نظام دیا ہے اور اُس نظام کے مطابق انسان اگر زندگی بسر کرتا ہے۔ تو پھر اندر کی آگ نہیں بھڑکتی۔ پھر شہوت کو جوش نہیں آتا پھر انسان ایک مطمئن سمندر کی طرح ہے اور پھر انسان میں ایک وقار ہے اور ایک سنجیدگی ہے۔ ایک متانت ہے اور پھر اس کی نیکی بڑھتی ہے تو فرشتوں کو بھی رشک آتا ہے۔ پھر انسان کے کردار اور عظمت کیلئے فرشتے بھی تڑپتے اور اسکو محسوس کرتے ہیں۔ اس انسان کے اندر عقل بھی ہے غضب بھی ہے شہوت بھی ہے، اگر ان چیزوں کو کنٹرول کر کے عقل کا جھنڈا لہرا دیا جائے تو یہ فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے اگر حیوانیت کو کھلا چھوڑ دیا جائے اور عقل کو مغلوب کر دیا جائے تو پھر یہ انسان ڈنگر ہی نہیں بلکہ ڈنگروں سے بھی گیا گزرا ہوتا ہے۔

Marfat.com

وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کے اندر کی قوت میں ایک کجی واقع ہوتی ہے اور انسان کے اندر آگ لگ جاتی ہے شہوت بھڑک اُٹھتی ہے شعلے اُٹھتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کا گھر ہی نہیں پورا محلہ تباہ و برباد ہوتا ہے تو میرے بھائیو اُس آگ کو جو چیز بھڑکاتی ہے اُسے میوزک کہا جاتا ہے۔

انسان کو وحشی بنانے کی سازش

انسان کے اندر جو ایک موزونیت تھی اُس موزونیت کو ختم کر کے معاذ اللہ انسان کو وحشی بنانا اور انسان کو ہوس پرست بنانا اور انسان کو ایک بھیڑیے کی شکل دینا۔ سارا میوزک کا کردار ہے۔ جس کی وجہ سے وہ قوتیں جو آپس میں متوازن تھیں، جن کے اندر ایک سکون اور قرار تھا۔ ٹھنڈک اور اطمینان تھا اُن کے اندر کجی واقع ہوتی ہے۔

تو شیطانیت آجاتی ہے اور جس وقت انسان کے اندر شیطانیت واقع ہوتی ہے۔

پھر اُس کو محسوس نہیں ہوتا کہ وہ کونسی حدود پھلانگ رہا ہے۔ کونسی چراگاہ میں چر رہا ہے اور وہ کہاں ڈاکہ ڈال رہا ہے اور کہاں عزتیں لوٹ رہا ہے اور کہاں عصمت کی چادروں کو تارتار کر رہا ہے جو چیز انسان کو اس طرح بدمست بناتی ہے اُسے میوزک کہا جاتا ہے۔

میوزک کی وجہ سے انسان کے اندر حیوانیت جلوہ گر ہوتی ہے حیوانیت متحرک ہو جاتی ہے۔ حیوانیت سرگرم عمل ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ انسان جو قدسیوں سے بھی افضل تھا آہستہ آہستہ معاذ اللہ کتوں کی حرکتوں کی طرف اتر آتا ہے۔ جس کی وجہ سے نہ اُس کا اپنا وقار رہتا ہے۔ نہ سوسائٹی میں کوئی امن اور سکون باقی رہتا ہے۔

تو اب ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم وہ جراثیم ماردیں اور وہ کانٹے کاٹ دیں جن کی وجہ سے انسان کے اندر حیوانیت اپنے شر کی طرف جاتی ہے۔

بلکہ ایسا نصاب زندگی قرآن مجید کی شکل میں ہم اپنے سامنے رکھیں کہ اگر گردوپیش کے

Marfat.com

حالات میں کوئی بدی آ بھی جائے تو انسان کے اندر نیکی کی اتنی مضبوط پاور ہو کہ وہ سانس لے تو فضا درست ہو جائے اُس کی بات سے ماحول میں روشنی پیدا ہو جائے اور اُس کے کردار کی وجہ سے سارا زمانہ ہر قسم کی عریانی فحاشی سے محفوظ ہو جائے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ انسان کی ایک ظاہری صحت ہے ہر انسان کے اندر کچھ اخلاط ہیں بلغم وغیرہ ہیں یہ اخلاط اگر مناسب رہیں تو بندہ صحت مند ہے۔

اگر ان میں کجی واقع ہو جائے توازن ختم ہو جائے تو بندے کی صحت صحیح نہیں رہتی اندر ہی سے انقلاب آ جاتا ہے۔ اندر ہی سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

اندر ہی ٹھنڈک ہے اور اندر ہی گرمی ہے۔ اندر ہی خشکی ہے اور اندر ہی تری ہے۔ جیسے ظاہری صحت کے لحاظ سے یہ ہے تو ایسے ہی باطنی صحت کے لحاظ سے بھی ہے۔

انسان کے اندر کچھ ایسی طاقتیں ہیں کہ وہ مناسب رہیں گی تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ نہ آگ ہوگی نہ شعلے ہوں گے نہ لاوا پھٹے گا اور نہ ہی کوئی زلزلہ آئے گا اور اگر اُن قوتوں کو معاذ اللہ خراب کر دیا گیا اور اُن میں اگر افراط و تفریط کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تو پھر انسان کے اندر ہی برائی کا مرکز ہے۔ اندر سے ہی بدی نکلے گی اندر سے ہر طرح کا فتنہ پیدا ہو جائے گا۔

یہ وہ میوزک کے شعلے ہیں جس کی وجہ سے انسان کی روحانیت بیمار ہو جاتی ہے وہ خود بھی بیمار ہوتا ہے۔ ماحول کو بھی بیمار کرتا ہے۔ ہمیں قرآن وسنت کا یہ پیغام اس انداز میں یہ سبق دے رہا ہے اگر ہم اُسے سامنے رکھ کر اس قرآن کو اور نبی علیہ السلام کے فرمان کو لے کر اپنے اندر کی اصلاح کریں تو پھر یہ ماحول آتش فشاں نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ اہل ایمان کا گلشن بن جائے گا۔

گفتگو کی فحاشی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ لقمان میں یہ ارشاد فرمایا:۔

Marfat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ

لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو کھیل کی بات خریدتے ہیں۔

ہر چیز کا ایک لہو ہے۔ ہر چیز کے اندر ایک فحاشی ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو بات اور گفتگو کی فحاشی کو اور لہو و لعب کو خریدتے ہیں۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکا دیں بے سمجھے

وَيَتَّخِذَ هَا هُزُوًا

اور اس کو وہ مذاق بنا دیں۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (سورۃ لقمان آیت:٦)

ان لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

لہو حدیث کس چیز کو کہا جاتا ہے۔

لہو حدیث گانا بجانا ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایسے ہی تابعین میں سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مجاہد حضرت امام مکحول اور حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان سب کے نزدیک لہو حدیث کیا ہے۔

الغناء وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ كَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ جَابِرٌ وَعِكْرَمَةُ وَسَعِيْدٌ وَمُجَاهِدٌ وَ مَكْحُوْلٌ وَ غَيْرُهٗ

(تفسیر ابن کثیر سورۃ لقمان زیر آیت ومن الناس من یشتری ج:٣ ص:٢٥١ مکتبہ حقانیہ پشاور)

لہو حدیث گانا بجانا ہے۔ یہ صحابہ و تابعین اس کا معنی غناء سے کر رہے ہیں کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی مذمت کرتا ہے جو گانے گاتے ہیں ساز بجاتے ہیں۔ مختلف قسم کے آلات موسیقی کو استعمال کرتے ہوئے میوزک کا دھندہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرما رہا ہے۔

جس نے کسی طرح بھی آواز کا شر پھیلایا، آواز کا فتنہ پھیلایا اور آواز کا فتنہ پھیلا کر لوگوں کے ایمان کو لوٹا اور نیکی کو خراب کیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ دنیا میں بھی عذاب کے مستحق ہیں اور آخرت میں بھی عذاب کے مستحق ہیں اس واسطے یہ ایک وبائی بیماری کا سبب بنتے ہیں خود بھی خراب ہوتے ہیں اور جہاں جہاں اُنکی آواز جاتی ہے وہاں وہاں کا شانہ یقین کو آگ لگ جاتی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی بھرپور مذمت فرمائی ہے۔

لہو حدیث سے مراد گوین عورتیں

اسکی دوسری تشریح اشتراء مُغنّیات ہے۔

اُس زمانہ میں اس طرح نہیں تھا جیسے آج میوزک اور سی، ڈی کیسٹ وغیرہ کا کاروبار ہے وہاں پر باقاعدہ کوئی انسان رکھنا پڑتا تھا بڑے بڑے مجرم گوین عورتیں خرید لیتے تھے اُن لونڈیوں کو رکھتے تھے اور اُن سے گانے سنتے تھے اور شباب وکباب کی محفلوں میں اُن سے گیت سنتے تھے۔ تو ''یشتری لہوالحدیث'' سے مراد کچھ مفسرین گوین عورتیں لیتے ہیں یا خود گانے بجانے کا دھندہ کرنے والے لوگ جو آلات کو بھی استعمال کرتے ہیں یا پھر وہ گوین عورتیں خرید لیتے تھے اور اُس کی وجہ سے آگے برائی کو پھیلاتے تھے۔
بہر حال جو معنیٰ بھی لیا جائے اس میں میوزک کی مذمت کی جارہی گانے بجانے کی مذمت کی جارہی ہے اور قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس پیغام کو رکھ کے اپنے بندوں کو اپنے دین کی سچی راہ دکھائی ہے۔

Marfat.com

نضر بن حارث کا گھناؤنا کردار

اس سلسلہ میں نضر بن حارث نامی ایک شخص کا کردار بڑا گھناؤنا تھا اُس کے پیچھے اُس کے طریقے پر آج ہمارے حکمران بھی چلتے ہیں اُس طریقے پر جتنے بھی فحاشی کا دھندہ کر رہے ہیں سارے نضر بن حارث کی پیروی میں جا رہے ہیں اور جتنی غیر مسلم حکومتیں آج مسلمانوں کو لوٹنے کیلئے فحاشی کو عام کر رہی ہیں اور اس گانے بجانے کو ترقی دینا چاہتے ہیں سارے نضر بن حارث کے پیروکار ہیں۔

نضر بن حارث نے جس وقت وہ دھندہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس میں لہو حدیث کا ذکر اُس کا کام کیا تھا آج ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے نہ جانتے ہوئے آج ہم کسی کے ایجنٹ بن چکے ہیں اور نہ جانتے ہوئے کسی کی خواہش کو پورا کر رہے ہیں کلمہ تو ہم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھا ہے ہم نے رب ذوالجلال کی توحید کا کلمہ پڑھا ہے لیکن ہم میں بعض لوگوں کا عمل معاذ اللہ ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑ کے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو چھوڑ کے نضر بن حارث کی برائی اور اُس کے غلط پروپیگنڈے کو اُس کے غلط نظریے کو آگے بڑھا رہے اس واسطے آج یہ سوچو کہ اس کا کتنا گھناؤنا کردار تھا۔

نضر بن حارث جس وقت یہ دیکھتا تھا کہ لوگ کلمہ پڑھ رہے ہیں قرآن پڑھتے ہیں اور ساری برائیوں کو چھوڑ جاتے ہیں اُس نے ایک تحریک کا آغاز کیا۔

روح المعانی میں تفصیل کیساتھ اس کا شان نزول موجود ہے۔

نضر بن حارث کی مسلمانوں کے خلاف سازش

نضر بن حارث نے نوجوان لڑکیاں خریدنا شروع کر دیں، لونڈیاں خریدیں اور بہت سی تعداد میں اُس نے اپنے پاس ایک جماعت بنائی، جس وقت کوئی شخص کلمہ پڑھتا اور

Marfat.com

قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا تو یہ اپنی طرف سے ایک لڑکی کی پیشکش کرتا اور اُن لڑکیوں کو اس نے سکھلا رکھا تھا کہ میں جدھر تمہیں بھیجوں تمام اخرجات تمہارے میرے ذمہ ہیں اور تم نے ان لوگوں کو جا کر گانے سنانے ہیں ان کے سامنے رقص کرنا ہے اور ان کو تم نے خوب کھلانا اور پلانا ہے اور جس وقت مست ہو جائیں تو پھر تم نے ان سے پوچھنا ہے کہ بتاؤ وہ جو کچھ تمہیں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اُس میں لذت ہے یا اس میں لذت ہے جو نضر بن حارث تمہیں پیش کر رہا ہے کتنی بڑی اسلام کے خلاف سازش تھی۔ نضر بن حارث لونڈیوں کو پالتا رہا عورتوں کو منڈیوں سے خریدتا رہا اور مسلمانوں کے کردار کو لوٹنے کیلئے اس نے یہ سازش شروع کی اور عورتوں سے گانے گوا کر انھیں گوین بنا کر مسلمانوں کے کردار کو پاش پاش کرنا چاہا اور اس کے بعد وہ لونڈیاں پوچھتیں کہ بتاؤ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز کا حکم دیتے ہیں، روزے کا حکم دیتے ہیں، جہاد کا حکم دیتے ہیں جس میں خون بہانا پڑتا ہے اور جس میں بھوک کاٹنی پڑتی ہے اور جس میں آرام چھوڑنا پڑتا ہے اس میں تو معاذ اللہ کوئی لذت نہیں ہے۔

لذت اس میں ہے جو ہم پیش کر رہی ہیں جس وقت ایسا

دھندہ نضر بن حارث نے شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

اور اس کو واضح فرمادیا کہ ہزار نضر بن حارث جیسے لوگ آجائیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جنہوں نے سرکار علیہ السلام کا عشق اپنے سینے میں رکھا ہے وہ کسی لونڈی کے پیچھے نہیں جائیں گے، ہمیشہ اپنے کردار کو گنبد خضراء کی ہریالی میں روشن رکھیں گے۔

نضر بن حارث کا وارث کون؟

یہ کتنی گہری سازش اور کتنا عمیق منصوبہ تھا، نضر بن حارث تو مشرک تھا اُس کی جگہ آج ہماری سوسائٹی میں کون آگئے جنہوں نے اُسی کا طریقہ اپنا رکھا ہے نضر بن حارث کے

Marfat.com

پیروکار کون بنے نضر بن حارث کے وارث کون بنے، نضر بن حارث کے اس وقت علمبردار کون بنے آج کی اس سوسائٹی کے اندر جو شخص میوزک کا دھندہ کر رہا ہے۔ میوزک پھیلا رہا ہے اور میوزک کا کاروبار کر رہا ہے وہ نضر بن حارث کا پیروکار ہے اور نضر بن حارث کا وارث ہے اور جو شخص آج سنت نبوی کا جھنڈہ لیکر گانے بجانے کو روک رہا ہے اور میوزک کے خلاف بند باندھ رہا ہے اور میوزک کی چنگاریوں کو بجھانے کیلئے قرآن وسنت کی بوندا باندی کر رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اُسی کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی وراثت عطا فرمائی ہے۔

بات سوچنے کی ہے شاید کسی کو نضر بن حارث کا نام بھی نہ آتا ہو، مگر کام اُس کا زندہ کیا جائے کیا مسلمان کا ایمان باقی رہے گا کیا یہی عہد وفا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ آپ نے تو طائف کے بازار میں پتھر کھا کے خون بہا کے پھر بھی اس دین کا جھنڈا اونچا کیا تھا۔ ہم کلمہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پڑھیں اور ایجنٹ نضر بن حارث کے بن جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ہمارے خلاف مسلم دشمن قوتیں اس سے بڑے حملے کر رہی ہیں۔ نضر بن حارث کا ایجنڈہ بڑھانے کیلئے امریکہ ہر وقت مصروف ہے برطانیہ اور اسرائیل مصروف ہے۔

یہودی ہر وقت اس سوچ میں ہیں کہ مسلمانوں کو لوٹنا کیسے ہے۔۔

ان کو گانے بجانے میں مصروف کیسے کرنا ہے وہ ہمارے دشمن خود بخود ہر وقت ایسے حملے کر رہے ہیں اور اگر ہم بھی اُنھیں کا آلۂ کار بن جائیں تو پھر بچ کیسے سکیں گے پھر بچے گا کون اور اس معاشرے میں کوئی انسان اس سے بچائے گا کیسے۔

اس واسطے میرے بھائیو!

آج تائب ہوتے ہوئے جو شخص آج تک میوزک سنتا رہا اور جس کے کانوں کے اندر ایسی آواز داخل ہوتی رہی پکی توبہ کرتے ہوئے ایک اشک ندامت اپنی آنکھ سے بہائے اور آج کے بعد کیلئے یہ پکا عہد کرے کہ اے اللہ تیرے دربار میں میں وعدہ کر رہا ہوں

Marfat.com

میری جان تو جاسکتی ہے مگر کبھی بھی میرے کانوں میں شیطان کی آواز داخل نہیں ہوسکتی۔

چھ لاکھ ڈالر میوزک کا کاروبار

غیر مسلم حکومتیں ہمیں لوٹنے کیلئے اس قدر کوشش کر رہی ہیں گذشتہ سال انڈین حکومت نے چھ لاکھ ڈالر صرف افغانستان کیلئے مختص کیے تھے تاکہ وہاں پر میوزک کو عام کیا جائے۔ چھ لاکھ ڈالر کوئی تھوڑی سی رقم تو نہیں آخر انڈیا نے یہ چھ لاکھ ڈالر ہندوؤں میں تقسیم کیوں نہیں کیے۔

کہ اُن کو خوراک اور کپڑے دیے جائیں اور یہ ڈالر افغانستان میں تقسیم کروانے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ معاذ اللہ جذبہ دین اگر ہم پست کرلیں تو یہ اُن کیلئے بہت بڑی کامیابی ہے۔ دشمن لاکھوں ڈالر خرچ کر کے ہمیں میوزک کا عادی بنانا چاہتے ہیں ہمیں گانے بجانے کی طرف لگانا چاہتے ہیں اُن کے پیروکار محلے محلے میں دوکانیں کھول کے اُنکی ہوس کو پورا کر رہے ہیں۔

اس واسطے میرے بھائیو!

میوزک سے ماحول کو پاک رکھنا دین کا تقاضا

جو شخص نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے اور ساتھ ایسا دھندہ بھی کرتا ہے۔ اُسے سوچنا چاہیے کہ وہ لوگوں کے دین کو لوٹ رہا ہے اپنا دین بھی خراب کر رہا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا ہے کہ جہاں تک تمہارے اثرات ہیں وہاں تک میوزک کے نشانات ختم کر دیے جائیں۔

اس داغ کو اپنے موبائل فون سے لیکر اپنے گھر کے ماحول تک اس کو مٹا دیا جائے اور ہر طرف سے اس کو ختم کرو کوئی ایسی ٹیون جو موبائل میں سنتے وقت یا سناتے وقت آتی ہے وہ بھی شیطانی آواز ہے اُس سے بھی روحانیت ختم ہوتی ہے اس کیساتھ ساتھ پھر جتنے

Marfat.com

ریڈیو اور ٹی وی پر اس طرح کے انداز ہیں وہ سارے کے سارے شیطانی انداز ہیں اور پھر اپنے کاروبار کے مراکز کو اس سے پاک رکھو اپنے سفر کی گاڑیوں کو اس سے پاک رکھو اور اپنے گھر کی چار دیواری کو اس سے پاک رکھو اپنے ماحول کو پاک رکھو۔ خدا کی قسم میں اللہ کے فضل کی امید پر ضمانت دیتا ہوں اگر آج ہم اپنے ماحول کو میوزک سے پاک کرلیں جتنی دعائیں قبول نہیں ہوتیں ساری کی ساری قبول ہو جائیں گی۔

احسن حدیث قرآن کا نزول اور اسکے اثرات

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ

اللہ تعالیٰ نے سب سے خوبصورت بات جو نازل کی ہے وہ کتاب ہے جس کے مضمون آپس میں ایک جیسے ہیں جو دہرے بیان والی ہے۔

تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ

اور جو رب سے ڈرتے ہیں قرآن سن کے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہاں وہ قرآن کا انداز جس کو سنیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ (سورۃ الزمر آیت:۲۳)

پھر اُن کی کھالیں بھی نرم ہوتی ہیں اور اُن کے دل بھی نرم ہوتے ہیں۔

سارے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

کہاں وہ مسلمان گھرانے جہاں صبح قرآن مجید کی تلاوت ہوتی تھی۔

اور سارا دن اُس کا اثر رہتا تھا آنکھیں پُرنم ہو جاتی تھیں۔

رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ کھال کانپ جاتی تھی دل لرز اُٹھتے تھے۔

Marfat.com

اور کہاں آج صبح سے شام تک رات سے صبح تک ایک شیطانی کھیل کھیلا جاتا ہے بے حیائی اور عریانی ہے فحاشی ہے اور پھر صرف گانا جو قبیح تھا وہ ہی نہیں رہا بلکہ اُس سے آگے کئی سلسلے شروع ہو چکے ہیں۔

شریعت مطہرہ میں تو اس آواز پہ پابندی لگائی گئی تھی جو آواز لوگوں کو گمراہ کر سکتی ہے۔ پھر اُس آواز کے اندر غلط محبتوں کے مضمون اور رومانس دوہری بُرائی ہے۔ پھر اُس کے ساتھ میوزک بجانا یہ اس میں تیسری برائی ہے اور پھر مرد کی گفتگو عورت کا سننا اور عورت کا گانا مرد کیلئے سننا یہ اس میں مزید کئی ہلاکتوں کا پیش خیمہ ہے صرف ایک بیماری نہیں بلکہ یہاں تو بیماریاں ہی بیماریاں ہیں۔

پردے کے پیچھے نرم گفتگو پہ پابندی

قرآن مجید نے تو آغاز سے منع کر دیا تھا یہاں تک کہ ازواج مطہرات اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اُن سے جس وقت کوئی شخص پردے کے پیچھے سے چیز مانگنے آتا ہے تو تقدس کتنا ہے صحابہ کرام کا یقین کتنا ہے، تقوی کتنا ہے۔

اپنی ماؤں سے وہ کوئی چیز مانگنے جاتے ہیں ازواج مطہرات نے اس کا جواب دینا ہے اُس جواب پر قرآن مجید نے کتنے پہرے لگائے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَانِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اے میرے نبی علیہ السلام کی گھر والیو، تم اگر تقوی اختیار کرتی رہو تم جیسی کائنات میں کوئی عورت نہیں ہے

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ (سورۃ الاحزاب آیت: ۳۲)

بات کرتے وقت نرم لہجہ میں بات نہ کرو۔

Marfat.com

جس وقت تم سے کوئی مرد پوچھنے آ جائے کہ فلاں چیز گھر میں ہے یا نہیں۔
تو تم نے جس وقت بات کرنی ہے تو وہ بات نرم نہیں ہونی چاہیے۔ بات ایسی نہیں ہونی چاہیے جو مرد کو میٹھی لگے۔ بات سخت لہجے میں ہونی چاہیے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ازواج مطہرات کو ہے اور بات کرنے والے صحابہ کرام ہیں جن کے تقویٰ کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

ہو سکتا ہے کوئی منافق آیا ہوا ہو تو اس کے دل میں بیماری پیدا ہو سکتی ہے تم نے بولتے وقت سخت بولنا ہے تاکہ تمہاری آواز تم کو سخت لگے اور کسی طرح کا کوئی دوسرا خیال پیدا نہ ہو سکے۔
اس حکم پر ازواج مطہرات کو بات کا جواب دیتے وقت پابند کیا گیا کہ آپ نے نرم گفتگو نہیں کرنی اور اس انداز کا نہیں بولنا کہ جس میں اٹریکشن ہو اس انداز میں نہیں بولنا کہ جس سے رغبت پیدا ہو سکتی ہو۔ عام گھر کے کاموں کی گفتگو کے لحاظ سے اسلام نے پابند کر دیا تو اس اسلام میں یہ کیسے جائز ہوگا کہ ایک عورت بن ٹھن کے اپنی آواز ہی اس لئے نکالتی ہے کہ لوگ میری آواز کو سنیں اور پھر اُس آواز میں مضمون گندہ ہے تو اس سے مزید گندگی بڑھ جائے گی پھر اُس کے ساتھ میوزک بھی ہے تو مزید گندگی بڑھ جائے گی اور پھر وہ مردوں کے سامنے نمائش کرے گی تو مزید گندگی بڑھ جائے گی۔
بے وجہ تو آج پورا ماحول نہیں جل رہا۔

بلا وجہ تو نہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

روزانہ ملک کے اندر ہزاروں واقعات ناجائز تعلقات کے ہو رہے ہیں اس کے پیچھے یہ بیماریاں ہیں اس دین نے تو اس حد تک عورت کی آواز کو بھی محفوظ کیا تھا چہ جائیکہ اس میں کوئی جھوٹا راز محبت بیان ہو رہا ہو اور اُسکے ساتھ آواز میں اٹریکشن پیدا کی جائے اور

Marfat.com

لوگوں کی شہوت کو ابھارنے والا انداز اختیار کیا جائے اور میوزک کے ساتھ مردوں کے سامنے ادائیگی کی جارہی ہو یہ تو بڑے دور کے معاملے ہیں۔

آج کی اس دین متین کی دھرتی کے اندر ہمیں اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری طرح مرد اپنی آواز کو بچائیں کہ اس کے اندر کسی عورت کیلئے فتنہ ہو اور عورت اپنی آواز کو بچائے مردوں کے لحاظ سے کہ مردوں کیلئے اُس میں کوئی فتنہ ہو، یہاں تک جس وقت ہم پابندی کرلیں گے (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و سکون کا نزول ہو جائے گا۔

ایک چھوٹا سا حوض ہو اُس میں بہت بڑا پتھر گر جائے اور پھر لہریں بھی پیدا نہ ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے خشک لکڑیاں ہوں اور انھیں آگ لگائیں لیکن شعلے نہ اُٹھیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

اگر واقعی اس پر یقین ہے تو پھر دل میں یہ بات بٹھا لینی چاہیے ہمارا پانی کا مقدس حوض ہے ہمارے گھر کا ماحول اور ہمارے ملک کا ماحول اس میں فحاشی کے پتھر ڈالے جا رہے ہیں لہریں پیدا نہ ہونا ناگزیر ہے اُن لہروں کا درد تو محسوس ہوتا ہے۔ جب کسی کی عزت لٹ جاتی ہے پھر اُسے درد محسوس ہوتا ہے مگر اس سے پہلے ہی ایسا اہتمام ہونا چاہیے کہ حوض میں پتھر نہ گرایا جا سکے۔

پہلے ہی ایسا اہتمام ہونا چاہیے کہ جہاں پر خشک لکڑیوں کو آگ لگائی جا رہی ہو اُس آگ سے لکڑیوں کو بچایا جائے تو اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کے چند فرامین آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک فلمی سٹار یا گویّے جو مسلمان ہو کر گانے گاتے ہیں تو اُن کا حال کیا ہوتا ہے۔

آج لوگ فرق کرتے ہیں کہ فلاں انڈین فلم کا گانا سنتا ہے میں کہتا ہوں کہ وہ تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ لیکن مسلمان کیوں ایسا کرے جس شخص نے گانا گانا شروع کیا اُس کی حالت کیا ہوتی ہے۔

Marfat.com

گانے والے کو شیطان کی تھپکی

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

مَامِنْ رَجُلٍ یَرْفَعُ صَوْتَہٗ بِالْغِنَاءِ اِلَّا بَعَثَ اللّٰہُ عَلَیْہِ شَیْطَانَیْنِ

(الجامع لاحکام القرآن تفسیر قرطبی سورۃ لقمان، ومن الناس من یشتری، ج:۷،ص:۵۰، المکتبہ التجاریہ)

جو آدمی گانا گانا چاہے اگر چہ ابھی میوزک ساتھ نہ بجا ہو صرف جس وقت بغیر باجے کے گانا گانا شروع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے دونوں کندھوں پر ایک ایک شیطان بٹھا دیتا ہے۔

کتنا منحوس ہے وہ آدمی جس کے کندھے پر شیطان بیٹھا ہے اور وہ اُس کو حرکت دے رہا ہے تھپکی دے رہا ہے اور یہ گانا گا رہا ہے۔ جن کو قوم سٹار کہتی ہے وہ کیسے فی النار ہو چکے ہیں اُس کے کندھوں پر شیطان بیٹھے ہوتے ہیں جوں جوں وہ گاتا ہے شیطان اُس کو تھپکی دیتا ہے شیطان اُس کو داد دیتا ہے۔

اے بندہ مومن تجھے داد اللہ تعالیٰ کے دربار سے ملنی چاہیے۔ تجھے داد تو رسول اکرم ﷺ کے دربار سے ملنی چاہیے۔ وہ داد کس وقت ملے گی جب زبان پہ قرآن ہو گا۔ زبان پہ دین کی بات ہو گی، زبان پہ نعت شریف ہو گی، زبان پہ درود و سلام ہو گا۔

لہٰذا اپنے اس ماحول میں ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے کہ جنہوں نے خود بھی آگ کا دھندہ کر رکھا ہے اور لوگوں کو بھی آگ کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور جس وقت وہ یہ کام کر رہے ہوتے ہیں۔ تو شیطان اُن کے کندھوں پہ بیٹھ کے خوشی کر رہے ہوتے ہیں مومن وہ ہے جو ایسے انداز کو اپنے لئے بھی ناپسند کرتا ہے اوروں کیلئے بھی اس کو ناپسند کرتا ہے۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

بُعِثْتُ بِكَسْرِ الْمَزَامِيرِ

(تفسیر قرطبی سورۃ لقمان ج:۷،ص:۵۰، المکتبہ التجاریۃ)

مجھے بھیجا اس لئے گیا ہے کہ میں باجے توڑ دوں، سرنگیوں کو توڑ دوں۔

بُعِثْتُ بِهَدْمِ الْمَزَامِيرِ وَالطَّبْلِ (تفسیر قرطبی ۵۰/۷)

میں ڈھول توڑنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

گوین کے پاس بیٹھنے والے کا انجام

پھر رسول اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا۔

مَنْ جَلَسَ اِلٰی قَيْنَةٍ يَسْمَعُ مِنْهَا صُبَّ فِیْ اُذُنِهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(بخاری شریف فی التفسیر)

جو شخص کسی گوین کے پاس بیٹھتا ہے اُس سے گانا سنتا ہے تو اُس کے ساتھ کیا ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا اُس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کے ڈالا جائے گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔

آج اس کی بڑی آسانی ہوگئی پہلے کوئی پیسے والا ہوتا کوئی گوین خریدتا اور پھر اُس کا گانا سنتا اور پھر جہنمی بنتا، آج گھر گھر ٹی وی ہے۔ گھر گھر وی سی آر ہے گھر گھر سی ڈی پلیئر ہے اور ٹیپ ریکارڈر ہے۔ ہر چیز میں عورتوں اور مردوں کا گانا موجود ہے اور پھر اس کو جرم نہیں سمجھا جا رہا۔ اس کو ریفریشمنٹ کہا جاتا ہے اس کو تفریح کہا جاتا ہے حتیٰ کہ حالت روزہ میں اور نماز کے اوقات میں بھی لوگ گانے سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ جملہ قیامت تک کے تمام مسلمانوں کو جھنجھوڑ رہا ہے۔ کہ اگر تم نے میرا کلمہ پڑھا ہے تو جس کو میں بہتر سمجھتا ہوں اُسے بہتر سمجھنا ہوگا اور جس کو میں تمہارے لئے خطرناک سمجھتا ہوں اُسے خطرناک سمجھنا ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے

Marfat.com

ہیں جو گانا سن رہا ہے اُس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کے ڈالا جائے گا، قیامت کے دن اتنا شدید عذاب بندے کے سامنے ہوگا اُس وقت اُس کی کیا حالت ہوگی۔

اس واسطے میرے بھائیو!

یہ چند دنوں کی زندگی گانے کے بغیر گذار دیں اُس کے بغیر بھی زندگی میں لذت ہے گانے کے بغیر بھی اس زندگی میں چاشنی موجود ہے، لہٰذا گانوں سے پابندی کرتے ہوئے میوزک سے اپنے کانوں کو بچاتے ہوئے ہمیں اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اجر عظیم عطا فرمادے۔

گانا گانے والا شیطان

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ نَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالْعَرْجِ اِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ یُنْشِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خُذُوْا الشَّیْطَانَ اَوْ اَمْسِکُوْا الشَّیْطَانَ

(صحیح مسلم شریف کتاب الشعر، ج:۲ص:۲۴۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اکرم ﷺ عرج مقام پر موجود تھے۔ ایک گویا سامنے آگیا جس وقت آپ نے اُسے دیکھا تو ارشاد فرمایا:۔

خُذُوْا الشَّیْطَانَ

میرے صحابہ شیطان کو پکڑو۔

یہ تمہارے سامنے چلتا پھرتا شیطان ہے۔ جس کو رسول اکرم ﷺ نے شیطان کہا آج قوم کے بیٹے اُنکی تقلید کرتے ہیں اُن جیسے بال رکھتے ہیں اور اُن جیسا حلیہ بناتے ہیں اُن لوگوں جیسے کپڑے پہنتے ہیں اور انھیں اپنا ہیرو سمجھتے ہیں اور انھیں عزتیں دیتے ہیں۔

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عزت والا نہیں یہ شیطان ہے کہ جس نے گانے کا دھندہ کیا جو گانے کا عادی بن گیا اور لوگوں کے سامنے لوگوں کے یقین کو لوٹنے لگا جب آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان ہے اس کو پکڑ لو۔

پیٹ میں پیپ کا بھر جانا گانے سے بہتر

اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا۔

لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا

(صحیح مسلم کتاب الشعر ج:۲،ص:۲۴۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اگر انسان کا دل اور سینہ اور انسان کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اُس کے دل میں کوئی گانا موجود ہو۔ اُس کے اندر کوئی گانا موجود ہو پیٹ کے اندر کوئی اتنی گندگی نہیں ہے جتنی گندگی گانے کی ہے۔

آج ہمارے بچے جس وقت گانے گاتے ہیں والدین خوشی سے بیٹھ کر سنتے ہیں اور پھر انھیں داد دیتے ہیں کہ میرا بچہ گانا گا رہا ہے اس کو اتنی فلموں کے گانے آتے ہیں اتنے گانے فلمی ایکٹروں کی طرح گا سکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو میری امت کا ہوگا اُس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچائے رکھے اندر اگر گندگی ہے تو باہر بھی گندگی ہوگی اندر اندھیرا ہے تو باہر بھی اندھیرا ہوگا۔ دل میں گانے ہونگے تو زبان بھی گندی ہوگی۔ ماحول گندہ ہو جائے گا ستھرا ایک ہی انداز ہے کہ تم اپنے سینوں کو قرآن مجید کی سورتوں سے بھر لو، سینہ بھی مدینہ بن جائے گا اور زندگی بھی مدینہ بن جائے گی۔

Marfat.com

گانے سے دل میں نفاق

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

اَلْغِنَاءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ

(شعب الایمان الباب الرابع والثلاثون من شعب الایمان فصل فی لفظ الملستان عن الغناء۔ ج:۴ص:۲۷۹دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جس طرح پانی لگانے سے کھیتی پیدا ہوتی ہے اور کئی جڑی بوٹیاں پیدا ہو جاتی ہیں کئی بیج صرف پانی لگانے سے خود بخود اگ جاتے ہیں۔

ایسے ہی بندے کے دل کی دھرتی میں بھی کچھ بیج ہیں وہاں کا ایک پانی ہے وہ پانی جس وقت لگتا ہے تو دل کے گلشن اور دل کی کھیتی میں بھی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں۔ظاہری زمین پر پانی لگا تو کئی قسم کی بوٹیاں پیدا ہو گئیں۔اچھی بھی اور کانٹے دار بھی پھولوں والی بھی۔

دل کی زمین میں منافقت کے بیج موجود ہیں اُس وقت تک وہ نہیں اُگتے جب تک شیطانی پانی نہیں پہنچتا۔لیکن جس وقت شیطانی پانی پہنچتا ہے پھر دل میں منافقت کی بوٹیاں جنم لیتی ہیں۔اگر شیطانی پانی نہ ہو تو وہ پانی نہ بیج تک پہنچتا ہے اور نہ وہ بیج اگتا ہے اور نہ ہی منافقت پیدا ہوتی ہے وہ پانی کونسا ہے تو وہ گانا بجانا ہے اور اُس کا پانی ہے اس کی وجہ سے دل میں منافقت پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے دل میں برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔آج ہم اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو گانے سے تو محفوظ نہ رکھ سکیں اور پھر شکایت یہ کریں کہ بچہ میرا ہے، پتہ نہیں اتنی شرارتیں کیوں کرتا ہے۔بچہ میرا ہے کام شیطانوں والے کرتا ہے، مجھ پر کسی کام میں نہیں گیا، اور دن رات شیطان کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔

Marfat.com

میرے بھائیو!

بچہ رحمانی کام تب کرے گا جب دل شیطان کے پانی سے بچا ہوا ہوگا اگر خود بچے کو فلم دکھانے لے جاؤ اور خود بچے کو برائی کیلئے ساتھ لے جاؤ اُسے خود اس کام کی طرف لگا دو اور پھر تم شکایت کرو کہ بچہ نیکی نہیں کرتا وہ کیسے نیکی کر سکے گا۔ مرکز تو دل ہے وہاں نیکی ہوگی تو ہاتھ میں نیکی ہوگی دل میں نیکی ہوگی تو کان میں نیکی ہوگی، دل میں نیکی ہوگی تو آنکھ میں نیکی ہوگی دل میں نیکی ہوگی تو زبان پہ نیکی ہوگی۔

لیکن جس وقت دل ہی شیطان کا گڑھ بن جائے گا تو پھر نیکی کہاں سے آئے گی۔

اس واسطے میرے بھائیو۔

منافقت اور ہر قسم کے شر سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ میوزک سے فضا کو صاف کر لیا جائے اور کم از کم اپنا ماحول تو صاف کیا جائے۔ کانوں میں انگلی دیکر اپنے آپ کو بچایا جائے۔ ربّ کعبہ کے فضل کی امید ہے جب ہر طرح کی پابندی ہوگی اور میوزک سے ہی اپنے آپ کو جس وقت ہر انسان بچائے گا تو اُس کے دل میں نور کا درخت پورے گلشن کی شکل اختیار کر جائے گا۔

سرنگی کی آواز اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت نافع کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔

فَسَمِعَ ابْنُ عُمَرَ مِزْمَارًا

آپ کو سرنگی کی آواز آئی۔

فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ

تو آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے انگلیاں کانوں میں دے لیں اور راستہ چھوڑ دیا وہ راستہ تبدیل کر کے دوسرے راستہ پہ چلے گئے۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ کافی دور چلے گئے میں اُس وقت چھوٹا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا۔

هَلْ تَسْمَعُ شَيْئاً قَالَ فقلت لا قال فَرَفَعَ اِصْبَعَيْهِ مِنْ اُذُنَيْهِ

کیا تمہیں کوئی آواز آ رہی ہے۔ تو میں نے کہا کہ مجھے کوئی آواز نہیں آ رہی۔ پھر آپ نے اپنے کانوں سے انگلیاں باہر نکالیں۔

یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں کہاں یہ کہ اپنی گاڑی میں میوزک کی کیسٹ رکھی ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دور سے سرنگی کی آواز آئی اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں راستہ چھوڑ دیا۔

اور پھر حضرت نافع سے پوچھ کر اپنے کانوں سے انگلیاں نکال لیں۔

قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ مِثْلَ هٰذَا فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا

(سنن ابی داؤد شریف کتاب الادب باب کراھیۃ الغناء والزمر ج:۲ ص:۳۲۶ مکتبہ امدادیہ ملتان)

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نافع سے کہا کہ اے نافع سنو میں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ ایک دن میں چھوٹا تھا میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا ایسے ہی آواز آپ کو آئی تھی تو آپ نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں تھیں اور راستہ بدل لیا تھا میں نے آپ سے اُس دن کا سبق حاصل کیا ہے اور میں نے تمہارے سامنے ایسا عمل کیا ہے رسول اکرم ﷺ کی سنت پہ عمل کرتے ہوئے تاکہ قیامت تک اس دین کے بچے بچے کو پتہ چل جائے کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ جن کے کان شیطانوں کے گڑ بن جائیں اور جن کے کانوں میں شیطانوں کا پیشاب داخل ہو جائے۔ نہیں نہیں۔

ہم نے رسول اکرم ﷺ کی غلامی کا پٹا اپنے گلے میں ڈالا ہے۔ جنہوں نے ہمیں یہ سبق پڑھایا اور بتایا کہ تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ جس وقت ایسی آواز آ رہی ہو

Marfat.com

تمہارے اختیار میں اُس کو بند کرنا نہ ہو تو اپنے کان تو بند کر سکتے ہو اپنے کانوں میں جب تم انگلیاں ڈال لو گے تو اللہ تعالیٰ پکا اور حقیقی ایمان عطا فرما دے گا۔

گانا سننا گمراہی ہے

رسول اکرم ﷺ کی حکمت بھری باتیں اور اپنی امت کو جو آپ نے لائحہ عمل دیا ہے اُس کے لحاظ سے آپ کا کتنا پیارا فرمان ہے۔

اِسْتِمَاعُ الْمَلَاهِیْ مَعْصِیَةٌ وَالْجُلُوْسُ عَلَیْهَا فِسْقٌ وَالتَّلَذُّذُ بِهَا مِنَ الْکُفْرِ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصلوٰۃ باب صلوۃ العیدین الفصل الاوّل ۔ج:۳ ص:۲۹۰ مکتبہ امدادیہ، ملتان)

جو شخص گانا بجانا غور سے سنتا ہے وہ معصیت کر رہا ہے۔

استماع کا مطلب یہ ہے کہ بندہ گذر رہا تھا راستے میں گانے کی طرف اس نے توجہ شروع کر دی اپنے طور پر لگائے تو پھر جیسے بھی ہو گنہگار ہے کسی نے گانا لگایا ہوا تھا۔ یہ گذر رہا تھا گذرتے گذرتے اسکے کانوں میں آواز پڑی تو اس نے کانوں میں انگلی نہیں دی اور اسکی طرف متوجہ ہو گیا رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ معصیت ہے۔

وَالْجُلُوْسُ عَلَیْهَا

اگر اس نے بیٹھ کر سننا شروع کر دیا وہ محفل ہی گانے کی ہو رہی ہے تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ بیٹھنا فسق ہے۔

وَالتَّلَذُّذُ بِهَا مِنَ الْکُفْرِ

پھر وہ گانا سن کر لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

آج یہ سارے کام ہوتے ہیں۔ اس کو اپنا کلچر کہہ دیا جاتا ہے پھر کہتے ہیں کہ ہم تھکے ہوئے تھے اب ہم تفریح کر رہے ہیں اور اس سے ذہن تازہ کر رہے ہیں۔

Marfat.com

بھائیو!

ذہن تازہ اس سے کرو جس سے ذہن تازہ ہوتا ہے اور جس سے ذہن آتش فشاں بنے اُس کی شریعت مطہرہ میں اجازت نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین لفظ بول دیئے ''فسق کا، معصیت کا اور کفر کا'' یہ تینوں کام ہماری روٹین میں داخل ہو گئے ٹی وی پہ ہر وقت گانا چل رہا ہے۔ اگر کوئی بندہ تصویر نہ بھی دیکھے لیکن آوازیں تو گھر میں ہر وقت گونج رہی ہیں وہ مسلمانوں کے گھر جہاں قرآن کی آواز گونجتی تھی جہاں رسول اکرم ﷺ پر درود و سلام پڑھنے کی آواز گونجتی تھی اور جہاں رسول اکرم ﷺ کی نعت پڑھنے کی آواز گونجتی تھی اُن میں آج بے حیا اور بے شرم لوگوں کے گانے بجانے کی آوازیں گونج رہی ہیں اور پھر روکنے والا کوئی نہیں۔ ہر شخص کہتا ہے کہ میں کسی کو کیوں کچھ کہوں میں اپنی بات کا ذمہ دار ہوں میں کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔

اگر سارے لوگ ایسا کہنا شروع کردیں پھر دین تو چپ ہو جائے۔

دین تو خاموش ہو جائے۔ دین تو پھر اپنے گھر بیٹھ جائے اور سارے ماحول کو کھلا چھوڑ دیا جائے نہیں نہیں یہ پالیسی ہمارے دین کی پالیسی نہیں ہے۔ ہمارے دین کی پالیسی یہ ہے کہ خود بھی بچنا ہے اور اوروں کو بھی ان برائیوں سے بچانا ہے۔

امت میں خسف مسخ اور قذف کا عذاب

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہم اپنے سامنے رکھیں ابھی بھی وقت ہے ابھی بھی پانی سر سے نہیں گذرا۔ ترمذی شریف کی حدیث شریف ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں خسف بھی ہوگا۔ مسخ بھی ہوگا اور قذف بھی ہوگا۔

Marfat.com

ابھی تک مجموعی طور پر ایسا نہیں ہوا۔ خسف کا مطلب ہے کہ بستیاں دھنس جائیں گی لوگ رات کو سوئیں گے صبح کو بستیاں مٹ چکی ہوں گی۔

مسخ کا مطلب یہ ہے چہرے بدل چکے ہونگے سوئیں گے تو انسان ہونگے اٹھیں گے تو معاذ اللہ خنزیر بن چکے ہونگے۔ بندر بن چکے ہونگے۔

قذف کا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے پتھروں کی بارش ہو جائیگی ہر طرف سے پتھر برسنا شروع ہو جائیں گے۔ لوگ زخمی ہو جائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ نے جس وقت یہ ہلاکتیں بیان کیں کہ ایسا وقت آجائے گا ایسا ہو سکتا ہے۔

معاشرے میں میوزک ہلاکت کا سبب

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يا رسول الله ﷺ متٰى ذَالِكَ

ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا کب ہوگا۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا ظَهَرَتِ الْقِيَانُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ

(جامع الترمذی ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ باب ماجاء فی اشراط الساعۃ ج:۲، ص:۴۵، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

جس وقت معاشرے میں کنجریاں پیدا ہو جائیں گی اور معاشرے کی بڑی تعداد گوین عورتوں کی بن جائے گی اور آلات موسیقی عام ہو جائیں گے۔ ہر طرف اُن کا گانا بجانا عام ہو جائے گا۔ مزامیر، سرنگیاں، طبلے، باجے، ڈھول عام ہو جائیں گے۔

اور شرابیں پی جائیں گی کلب بن جائیں گے ہوٹلوں میں شراب عام ہو جائے گی۔ پھر اُس وقت ایسی ہلاکتیں آسکتی ہیں میری امت کو اُن ہلاکتوں کے آجانے سے پہلے اپنا احتساب کرنا چاہیے اگر انھوں نے خسف، مسخ اور قذف سے بچنا ہے تو ان لوگوں کو لگام

Marfat.com

دینی ہے۔ جو ماحول میں ایسا دھندہ کر رہے ہیں جو روزانہ فلم انڈسٹری کیلئے باقاعدہ بجٹ منظور کیے جاتے ہیں۔ نوجوان بچیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے کہ وہ گانا گائیں اور نوجوان بچوں کو ایکٹر بنایا جا رہا ہے۔

آج اس بات کی حوصلہ شکنی کرنا ہوگی۔

پھر شرابیں عام ہو جائیں گی لوگ فیشن کے طور پر پینا شروع کر دیں گے، اگر ایسا ملت میں رائج رہا تو پھر معاذ اللہ ہمیں ایسا منظر دیکھنا پڑ جائے گا کہ رات کو سوئیں اور صبح کو خنزیر بن چکے ہوں اور بستیاں الٹ چکی ہوں پتھروں کی بارش ہو چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے وقت سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ اُس وقت کے آنے سے پہلے ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنا کردار ادا کریں اب اس کیلئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں، کسی توپ کی ضرورت نہیں، بلکہ اس کیلئے سچے عقیدے اور سچے عمل کی ضرورت ہے اور بیداری کی ضرورت ہے اور زبان کے ستھرا ہونے کی ضرورت ہے۔ جہاں بیٹھو اگر وہاں ایسا ہو رہا ہے تو تم ان کو پیار سے کہو اور انھیں اپیل کرو کہ خدارا بند کر دو۔ اگر وہ بند نہیں کرتے تو پھر اپنا پیغام تو پہنچاؤ، اُن سے اس بات پر جھگڑا تو کرو کہ یہ ہمارے رسول علیہ السلام کے دین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے سرکار علیہ السلام کے ہم امتی ہیں۔ ہم سے برداشت نہیں ہوتا کہ سرکار کے دین کی مخالفت ہوتی رہے اور ہم چپ کر کے سنتے رہیں یا ہم برائی کا حصہ بن جائیں نہیں نہیں۔ ہم ان شاء اللہ برائی کا حصہ نہیں بنیں گے اور آخری سانس تک برائی کے خلاف جہاد کرتے رہیں گے اور یہ میرے رب کا فضل ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ ضرور فائدہ مرتب فرمائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ حدیث شریف روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی عَنْ ضَرْبِ الدُّفُوْفِ وَصَوْتِ الزَّمَارَۃِ

رسول اکرم ﷺ نے دفیں بجانے سے منع فرمایا اور بانسری کی آواز سے منع کیا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ

رسول اکرم ﷺ مدینہ شریف کی گلی میں بیٹھے تھے ایک نوجوان گزرا۔

وَهُوَ يُغَنِّيْ

وہ گانے گا رہا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے جس وقت اُس کو گانا گاتے دیکھا تو ارشاد فرمایا:۔

وَيْلَكَ

تو تباہ ہو جائے۔

يَاشَابُّ هَلَّا بِالْقُرْآنِ تُغَنِّيْ

اے نوجوان کیا تجھے قرآن پڑھنا نہیں آتا، قرآن کیوں نہیں پڑھا آواز تو قرآن کی آنی چاہیے۔

رسول اکرم ﷺ اس انداز میں اپنی پوری زندگی میں اس طرح تبلیغ فرماتے رہے۔ لوگوں کو جھنجھوڑتے رہے۔ لوگوں کی بہتری کیلئے اُن کی اصلاح کرتے رہے کہ پورا ماحول اُس وقت کا معطر تھا، منور تھا، نورانی تھا۔

آج میرے بھائیو!

یہ چنگاری جو ہمارے خرمن میں لگی ہوئی ہے ہمیں ابھی تک نقصان کا اندازہ نہیں ہوسکا، اگر ہمیں خدا کی قسم اندازہ ہو جاتا تو کوئی بندہ چپ کر کے نہ بیٹھتا ہر بندہ ہر گلی میں متحرک ہوتا، ہر محلے میں متحرک ہوتا، ہر شہر میں متحرک ہوتا، اصل میں فتنہ یہ ہے کہ ہمیں نقصان کا اندازہ نہیں ہو رہا، کہ گانا گانے سے سوسائٹی کا نقصان کتنا ہو گیا ہے اور پوری ملت میں یہ ایک نحوست ہے اور مسلمانوں میں ایک کمزوری آگئی ہے اور پھر اُس میں مین بیماری یہ ہے کہ ان کو فوج کے اندر بھی داخل کر دیا گیا ہے مسلمان ممالک کی افواج میں گانے بجانے کے دھندے عام ہو گئے ہیں تو فوجیوں کی ہیبت ختم ہو گئی ہے۔ فوجیوں کا رعب ختم ہو گیا ہے۔

Marfat.com

کانوں کو گانوں سے بچا کے رکھنے والوں کا انعام

اسواسطے میرے بھائیو!

ہم نے اپنے پورے ماحول کو یوں پاک کرنا ہے اور ستھرا کرنا ہے قیامت کا دن ہوگا اُس دن پتہ چلے گا اس جہاد کا فائدہ کتنا ہے۔ اگر آج کان گندے ہونگے قیامت کے دن سیسہ پگھلا کے ڈالا جائے گا اگر کان صاف ہونگے تو پھر کیا ہوگا۔

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو آواز دے گا جنہوں اپنے کانوں کو گانا سننے سے بچائے رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَیْنَ عِبَادِیَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُنَزِّھُوْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَسْمَاعَھُمْ عَنِ اللَّھْوِ وَعَنْ مَّزَامِیْرِ الشَّیْطَانِ

میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنی جانوں کو اور اپنے کانوں کو لہو سے اور گانے بجانے سے بچا کے رکھا تھا۔

جنہوں نے اپنی جان کو محفوظ رکھا اور جنہوں نے شیطانوں کی آوازوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھا ہے۔ فرشتے کہیں گے یا اللہ یہ سامنے موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

اَدْخِلُوْھُمْ رِیَاضَ الْمِسْكِ

ان سب کو کستوری کے باغات میں داخل کرو۔ کستوری کے باغات میں ان کو بٹھاؤ۔

وَاَخْبِرُوْھُمْ

اوران کو تم خبر دو۔

Marfat.com

قَدْ اَحْلَلْتُ عَلَيْهِمْ رِضْوَانِىْ

میں نے ان پر اپنے رضوان کو حلال کر دیا ہے۔

اَسْمِعُوْهُمْ تَسْبِيْحِىْ

(الجامع لاحکام القرآن سورۃ لقمان زیر آیت ومن الناس من یشتری لھوالحدیث ج:۷،ص:۵۰ جزوالثالث عشر المکتبہ التجاریہ)

اے میرے فرشتوں ان کو تم میری تسبیح سناؤ۔

انہوں نے دنیا میں اپنے کانوں کو بچا کے رکھا تھا مگر آج ان کا وقت آیا ہے ان کے کانوں کو ہم ثواب دیں گے۔ کتنا حسین منظر ہوگا کہ کستوری کا باغ اور نور کا منبر ہوگا امتی اُس پر بیٹھا ہوگا اور جنت کے قاری جن کو روحانی کہا جاتا ہے وہ ہر بندے کے کان میں وہ آواز پیدا کریں گے جو آواز اس نے دنیا میں کبھی بھی نہیں سنی ہوگی۔

یہ کب میسر آئے گی جس وقت ہمارے کان پاک اور صاف رہیں گے۔ اسواسطے میرے بھائیو۔

اس مختصر سے پیغام کو سمجھ کر آگے پہنچانے کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں جو ہلاکتیں ہیں اُس میں کچھ حصہ نام نہاد مفکرین کا بھی ہے جنہوں نے گانے بجانے کو دین کا حصہ قرار دے دیا اور وہ مزید ہلاکتوں میں شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اس کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ یہ نفس کی غذا تو ہو سکتی ہے مگر روح کی غذا نہیں ہو سکتی۔

دیکھنا ہے اگر اس میں کچھ بھی سچائی ہو تو زمانے کے ماحول کے اندر جو لوگ گانے بجانے والے ہیں محلے کے تھڑے پہ بیٹھے ہوئے آوارہ قسم کے لوگ جو روزانہ گانا سنتے ہیں اگر یہ روح کی غذا ہے تو کیا اُن کی روح مطمئن ہے۔ کیا وہ تقویٰ والے ہیں کیا وہ پرہیزگاری والے ہیں، اگر یہ روح کی غذا ہوتی تو پھر گانے سننے والے زمانے کے ولی

Marfat.com

ہوتے، وہ مصلح ہوتے اور قوم کا سرمایہ ہوتے، مگر وہ کیا ہیں چور ہیں، ڈاکو ہیں، بدمعاش ہیں اور وہ لوگوں کی عزتیں لوٹنے والے ہیں۔ تو گانا سننے سے وہ خراب ہوئے نہ کہ اُنکی اصلاح ہوئی ہے۔ لہٰذا بندے کو ایسی فکر سے توبہ کرنی چاہیے کہ اس ماحول میں جب بدی شعلے مار رہی ہے پھر کہا جائے کہ نہیں گانا روح کی غذا ہے یہ مومن کی روح کی غذا نہیں بلکہ یہ شیطانی غذا ہے۔

جس سے لوگوں میں مزید شیطانیت پیدا ہوتی ہے۔

رہا معاملہ کچھ خاص بندوں کا تو انہوں نے مخصوص ماحول میں جو سماع کا ایک انداز تھا اُسکو جائز سمجھا اور پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ فرمانے لگے کہ ہم نے معاشرہ دیکھ لیا ہم نے سوسائٹی دیکھ لی چونکہ لوگوں کے اندر اس سے بُرائی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں کیلئے اس کو جائز نہیں سمجھتے۔

لیکن خاص لوگوں کو عام لوگوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

فرق کیلئے مثال کافی ہے۔

ایک ہے خشک لکڑی اور ایک ہے سرسبز و شاداب لکڑی۔

اب سرسبز و شاداب لکڑی کو اگر آگ نہیں لگتی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ خشک لکڑیوں کو بھی آگ لگا دی جائے۔ سرسبز و شاداب لکڑی کا ایک اپنا مقام ہے اسکی اپنی صلاحیت ہے اُس کے اپنے حقوق ہیں، لہٰذا وہاں آگ کا نہ لگنا اجازت نہیں دیتا کہ خشک لکڑیوں میں بھی آگ لگائی جائے۔

لہٰذا کچھ خاص لوگوں کو سامنے رکھ کر سوسائٹی میں خشک لکڑیوں کو آگ لگانے کی کوشش مت کی جائے، ہر لحاظ سے اسکو چنگاری سمجھا جائے۔

ان شاء اللہ جس وقت اس میں پابندی ہوگی تو اس کے ثمرات معاشرے میں آنا شروع

Marfat.com

ہو جائیں گے۔

میں آپ کو اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں اللہ کے فضل سے کہ جس شخص کو بھی گانا سننے کی عادت ہے وہ اس عادت کو بند کر کے دیکھے رزق میں اور اسکی زبان میں برکتیں ہونگی، اُس کے گھر میں برکتیں ہوں گی گھر کے جھگڑے ختم ہو جائیں گے ناچاقیاں اور بدسلوکیاں ختم ہو جائیں گی کاروبار کا مندا ختم ہو جائے گا جوں جوں پابندی کرے گا دل میں نور بھی پیدا ہوگا لذت بھی پیدا ہوگی پھر وہ وقت آئے گا۔

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا تھا حارثہ صبح کیسے ہوئی تو کہتے ہیں کہ عرش تک نگاہ پہنچ چکی تھی۔

یہ ساری صورتحال تب ملے گی جس وقت ہم اپنے آپ کو ستھرا بنائیں گے اور بالخصوص اس موضوع کے لحاظ سے ہر آدمی کیلئے پابندی نہایت ضروری ہے۔

جو گھر صاف رکھتے ہیں ان کو گلی میں اسکا سامنا ہے گاڑی میں سامنا ہے تو کانوں میں انگلی دینا مومن کا شعار ہونا چاہیے تاکہ لوگوں کے سامنے اسکا اظہار بھی ہو اور لوگوں کو پتہ بھی ہو، بات سن لینا اور کہہ دینا کہ درست اچھا اور عمل نہ کرنا یہ ہمارے فہم دین کا حصہ نہیں ہے۔ جتنے حضرات ہیں اور جتنی خواتین ہیں سب سے یہ میری ایک دست بستہ اپیل ہے اسکو میں اپنے اوپر فرض اور قرض سمجھتا تھا اس قرض کو اتارنے کیلئے تمہیں بٹھایا ہے۔ اتنے قیمتی وقت میں تمہارے سامنے پیغام پہنچایا ہے میری دعا ہے کہ نہایت ہی قیمتی لمحات میں ہماری ان دعاؤں کو قبول فرمائے اور میرا مولا میوزک کے خلاف آہنی ہاتھوں سے جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر

9

حق چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

(سورت فتح آیت نمبر:۲۹)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاسَيِّدِىْ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ
مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور سرور کائنات، مفخر موجودات، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیشان میں ھدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

وارثان منبر ومحراب، ارباب فکر ودانش

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کورس کے 10 ویں درس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

"حق چار یار رضی اللہ تعالیٰ عنہم"

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور ہمیں حقیقی سچے اور ستھرے نظریات پر قائم رہتے ہوئے ان کی تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ موضوع بڑا ہی اہم موضوع ہے۔ اس کی بہت زیادہ وضاحتیں ہیں اس کو آپ نے دل کے کانوں سے سن کر سمجھنا ہے اور اس کو آگے پہنچانا ہے۔

اہل حق ہر طرف سے فتنوں کی لپیٹ میں ہیں، ان فتنوں میں سے ایک فتنہ خلافت راشدہ کے خلاف پروپیگنڈہ کا ہے اور خلفاء راشدین کی عظمت، فضیلت اور مقام و مرتبہ کے خلاف ہے۔

ہم اہل حق ہر فتنے اور ہر خطرے کو محسوس کرتے ہوئے قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب چاہتے ہیں۔

Marfat.com

خلفاء راشدین کی عظمت دل سے ماننا بقاء ایمان

ہمارا یہ یقین ہے کہ

اسلام ما است طاعت خلفاء راشدین

ایمان ما محبت آل محمد ﷺ است

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا مقام اور رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مقام اور ان کی عظمت کو دل سے ماننا اور جاننا ہمارے ایمان کی بقاء ہے۔

تاجدار اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لئے کہا تھا کہ

اہل سنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر جہت کی خوشبو اور اجالا عطا فرمایا ہے۔

قرآن سے عظمت صحابہ کا بیان

قرآن مجید کی سورۃ الفتح میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

اور انکے ساتھ والے

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

کافروں پر سخت ہیں۔

Marfat.com

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ

آپس میں بڑے نرم دل ہیں۔

تَرٰاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا

تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا

اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

(سورۃ الفتح پارہ 26 آیت نمبر 29)

اُنکی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے بالخصوص خلفاء راشدین کی عظمت کو واضح کیا گیا اور رب ذوالجلال نے اپنے محبوب کی شان کو ذکر کرنے کے فوراً بعد اپنے محبوب علیہ السلام کے تربیت یافتہ عظیم خلفاء کا بڑے خوبصورت انداز میں تذکرہ فرمایا۔

ترتیب اسماء خلفاء راشدین

اس گفتگو میں ہم کوئی تفصیلی بحث نہیں چھیڑ رہے بلکہ صرف ایک ترتیب بیان کرنا چاہتے ہیں جس کا تذکرہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش نظر رکھا اور جب بھی خلفاء راشدین کے نام لیے تو اسی ترتیب سے لیے جو ترتیب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھی۔

صحابہ کرام میں سے فضیلت کی بنیاد پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیے تو ایک ترتیب سے نام لیے اور صحابہ کرام نے بھی ان کے نام ایک ترتیب سے لیے، تابعین نے بھی خلفاء

Marfat.com

اربعہ کے نام ایک ترتیب سے لئے اور ہماری ملت کے اولیاء نے بھی اسی ترتیب کو قائم رکھا جو ترتیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے خلفاء اربعہ کی ترتیب رکھی تھی۔

آج ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ جس انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یاروں کا تذکرہ کیا، ہم بھی اسی انداز میں کریں جس انداز میں خلفاء اربعہ کا تذکرہ صحابہ کرام نے کیا، تابعین نے کیا، پوری امت نے کیا اسی انداز کو برقرار رکھا جائے۔ کسی دوسرے گروہ کے نظریات سے متاثر ہو کر نبی علیہ السلام کے طریقے کو چھوڑ دینا، اہلبیت اطہار اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقے کو چھوڑ دینا یہ ہرگز حق پرستوں کا شیوہ نہیں ہے۔

یہاں راستہ جب وحی سے ہمارے سامنے موجود ہے تو حق پرست جس وقت اپنا یقین اور ایقان اس بحث سے حاصل کر لیتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اسکو اسکے نظریات سے آگے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔

مقام خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس سلسلہ میں عام لوگوں کے پاس تحقیق کا وقت تھوڑا ہے اور جیسی روش چل نکلتی ہے اسی کی لوگ پیروی شروع کر دیتے ہیں اور یہ سوچتے نہیں کہ عقیدے پر عمل کی بنیاد ہے اگر عقیدے میں کجی آ گئی تو سارا عمل رائیگاں چلا جائے گا۔

ہمارا با قاعدہ خلفاء راشدین کے عقیدے کے مطابق ایک سلیبس ہے اور ان کی ذوات کے مطابق ایک سلیبس ہے چونکہ انکی ذوات اتنی عمدہ ہیں کہ انھیں نبوت کے بعد ایک سٹیٹس دیا گیا ہے اور ہمارے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ

Marfat.com

تم پر میری سنت بھی لازم ہے اور میرے خلفاء کی سنت بھی لازم ہے۔

لہٰذا جن لوگوں کو دین میں اتنا بڑا مرتبہ دیا گیا تو ان کے بارے میں ہمارا ایک نظریہ ہونا چاہیے کہ جن کی سنت نبوت کے بعد اتنی اٹھنک اور حتمی ہے کہ اگر اس طریقے کو اپنائیں تو رب خوش ہوتا ہے اور اس طریقے پر چلیں تو اللہ کی رضا ملتی ہے تو یقیناً ان شخصیات کے بارے میں ایک ایمان اور یقین کا معیار بھی ہونا چاہیے اس سلسلہ میں اختصار سے مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ایک قول بحیثیت اپنے عقیدہ کے بیان کرتے ہوئے قرآن وسنت کے دلائل پیش کریں گے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

افضلیتِ حضرات خلفائے اربعہ بترتیبِ خلافتِ ایشانست

(مکتوبات دفتر سوم ۲/۳۷)

چاروں خلفاء (حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمرِ فاروق، حضرت سیدنا عثمانِ غنی، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) کی افضلیت کی وہی ترتیب ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔

جس انداز میں ان کو خلافت ملی وہی انداز ان کی فضیلت کا ہے۔

اس لیے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں تو افضلیت میں پہلا مقام بھی ان کا ہے، دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں تو فضیلت میں دوسرا مقام ان کا ہے، تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ہیں تو امت میں فضیلت کا تیسرا درجہ ان کا ہے اور چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں تو امت میں فضیلت کا چوتھا درجہ ان کا ہے۔

Marfat.com

ترتیبِ افضلیتِ خلفاءِ اربعہ پر اہل حق کا اجماع

یہ پوری امت کا اتفاقی عقیدہ ہے۔

آج تک پوری امت مسلمہ اس بات پر قائم ہے کہ ان خلفاء کے درمیان فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو رب ذوالجلال نے ان کے درمیان خلافت کی ترتیب عطا فرمائی اور جس جس نمبر پر وہ خلیفہ ہے اسی نمبر پر ان کو اللہ تعالیٰ نے عظمتیں عطا فرمائیں ہیں۔

اجماع کا مطلب

اجماع کا مطلب یہ ہے کہ نہ صحابہ میں سے کسی نے اختلاف کیا نہ تابعین میں سے کسی نے اختلاف کیا نہ تبع تابعین میں کسی نے اختلاف کیا نہ ائمہ میں سے نہ مفسرین میں سے، نہ محدثین میں سے، نہ اولیاء میں سے، نہ قطب واغیاث میں سے کسی نے اختلاف کیا۔

ہمیشہ اس بات کو دین کا، ایمان کا حصہ سمجھا گیا کہ چاروں خلفاء عظیم ہیں مگر ان میں فضیلت کی ترتیب وہی ہے جو ترتیب ان کو خلافت کے لحاظ سے عطا کی گئی ہے۔

افضل البشر بعد از انبیاء علیہم السلام

افضل بشر بعد پیغامبران صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ، سبحانہٗ وتعالیٰ علیہم اجمعین حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ

(مکتوبات ربانی دفتر سوئم معرفۃ الحائق ۲/۳۷)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

تمام انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل بشر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اسکے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اس طرح کی ترتیب افضلیت کی ترتیب خلفاء راشدین کو عطا فرمائی جو ترتیب ان کی خلافت میں عطا فرمائی ہے۔

دربار رسالت اور ترتیب خلافت و محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَایَجْتَمِعُ حُبُّ هٰؤُلَآءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ

رواه احمد فی فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم (کتاب الورع ص: ۹۳)

ان چاروں اصحاب کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں جمع ہو سکتی ہے۔

یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اس میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صرف مومن ہی کے دل میں ان چاروں اصحاب کی محبت ہو سکتی ہے ان میں سے کسی کا بغض مومن کے دل میں نہیں آسکتا۔ لہٰذا ان اصحاب کی محبت بقاء ایمان کا ذریعہ ہے اور رسول اکرم ﷺ نے ان کی محبت کا ذکر کرتے ہوئے ان اصحاب کے جس ترتیب سے نام لیے تو یہ ترتیب اس بات کی

Marfat.com

عکاسی کرتی ہے کہ ان خلفاء اربعہ کی فضیلت بھی اسی ترتیب سے ہے۔

دربارِ رسالت اور ترتیب خلافت و فضیلت

مزید اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ سے سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں یہ حدیث شریف ترمذی شریف میں موجود ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهٗ وَحَمَلَنِي اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَالَهٗ صَدِيْقٌ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلَائِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ

(حدیث:۳۷۱۴، سنن الترمذی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ: ج ۲ ص:۲۱۳)

پہلا درجہ اور شان صدیق رضی اللہ عنہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهٗ وَحَمَلَنِي اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ابوبکر پہ رحم کرے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔

اس حدیث شریف کے راوی خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور سرکار علیہ السلام نے اپنے صحابہ میں سے افضل صحابہ کا تذکرہ کیا اور انکی فضیلتیں بیان کیں اور رسول اکرم ﷺ کے لفظوں میں افضلیت کی ترتیب وہی ہے جو بعد میں خلافت کے اندر آنے والی تھی۔

یعنی رسول اکرم ﷺ نے اپنے علم کی روشنی میں نام بھی اس انداز میں لئے ہیں کہ جس انداز میں انہوں نے منصب خلافت پہ جلوہ گر ہونا تھا۔

Marfat.com

جس نے پہلا خلیفہ بننا تھا اس کا نام سرکار ﷺ نے پہلے لیا، جس نے دوسرے نمبر پر خلیفہ بننا تھا اس کا نام سرکار ﷺ نے دوسرے نمبر پر لیا۔ یعنی اس انداز میں آپ نے سب کے نام لئے تا کہ جو مجھ سے سنے اسے یہ اشارہ ملتا جائے کہ کس انداز میں ان کے اندر خلافت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

جس وقت سرکار ﷺ نے تقریر شروع کی تو سب سے پہلا نام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا لیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ

اللہ تعالیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہ رحم کرے۔

زَوَّجَنِیْ اِبْنَتَهٗ

انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دی۔

ان کی کیا خدمات ہیں؟ یہ میرے سُسر ہیں اور اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کی ہے۔

وَحَمَلَنِیْ اِلٰی دَارِ الْهِجْرَةِ

اور مجھے کندھوں پہ بٹھا کے مدینہ شریف لے آئے۔

دار ہجرت کی طرف انہوں نے مجھے اٹھایا۔ یعنی جس وقت ساتھ قدم اٹھانا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا تو صرف میرے ساتھ چلے ہی نہیں بلکہ مجھے کندھوں پہ بھی بٹھایا ہے۔ مجھے کندھوں پہ بٹھا کے دار ہجرت کی طرف لے گئے۔

وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِّنْ مَّالِهٖ

میرے غلام حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مال سے آزاد کرایا۔

Marfat.com

غلاموں کے اندر میرے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا مقام ہے اور جس نے اپنے پیسوں سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا وہ میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلے تذکرہ کر کے تین صفتیں بیان کیں۔

دوسرا درجہ اور شان عمر رضی اللہ عنہ

پھر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ

اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

رسول اکرم ﷺ اپنی ظاہری حیات میں صحابہ کرام کے بھرے مجمع میں جو ترتیب بیان فرما رہے تھے ہر بندے کو اگر تھوڑی سی بھی عقل سلیم ہو تو پتہ چلے گا کہ جب نبی علیہ السلام ایک کو پہلے ذکر کرتے ہیں پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو پھر چوتھے کو بیان کرتے ہیں تو ہم نے اپنے طرف سے کہاں سے پیمانے بنا لیے۔

نبی علیہ السلام جانتے ہیں کہ میں نے اپنے شاگردوں کو کیا کچھ دیا ہے، میں نے ان کو کتنی ولایت دی ہے، میں نے ان کو کتنا پرہیز گار بنایا ہے اور ان کے مقام مرتبہ کی تفصیل کیا ہے۔

پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ

اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

Marfat.com

ان کی خدمات کیا ہیں اور انکی شان کیا ہے؟

یَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا

ہمیشہ حق بولتے ہیں اگر چہ وہ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ہے کہ یہ ہمیشہ حق بولتے ہیں اگر چہ وہ کڑوا ہو اسکی بڑی قیمت دینی پڑے مگر میرے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے بغیر نہیں رہ سکتے۔

تَرَکَهُ الْحَقُّ وَمَالَهُ صِدِّیْقٌ

(حدیث: ۳۷۱۴، ترمذی شریف ۲/۲۱۳)

حق نے ان کو یہ مقام دے دیا ہے کہ ان کا اس میں کوئی ثانی نظر نہیں آتا یہ شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردی۔

تیسرا درجہ اور شان عثمان رضی اللہ عنہ

پھر سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ

اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

ان کی شان کیا ہے؟

تَسْتَحْیِیْهِ الْمَلَائِکَةُ

فرشتے بھی ان کو دیکھ کے حیا کرتے ہیں۔

سیّد عالم ﷺ کی اپنے صحابہ کے دل پر نظر ہے اور انکے باطن کو جانتے ہیں۔ سارے صحابہ کرام میں سے افضل ترین صحابہ خلفاء اربعہ کا تذکرہ ترتیب سے فرما رہے ہیں اور

Marfat.com

صحابہ کرام کو سنا رہے ہیں کہ تم نے میرے ان خلفاء کو وہی ترتیب دینی ہے جو میں نے ان کو عطا فرمائی ہے۔

چوتھا درجہ اور شان علی رضی اللہ عنہ

پھر سرکار نے ارشاد فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا

اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

ان کیلئے رسول اکرم ﷺ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ

(حدیث: ۳۷۱۴، ترمذی شریف ۲/۲۱۳)

اے اللہ جہاں علی ہو حق کو بھی ادھر پھیر دے۔

اے اللہ حق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھیرے دے کہ جہاں علی ہو وہاں حق ہو۔ سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو چوتھی خلافت کا بھی اعلان کر دیا اور چوتھے نمبر پر جو فضیلت تھی اس کا بھی تذکرہ فرما دیا۔

رسول اکرم ﷺ نے خلافت کی ترتیب بھی بیان کر دی اور ساتھ افضلیت کی ترتیب بھی بیان کر دی۔ پھر ان کی شانیں بھی بیان کر دی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود اس کو بیان کر کے اعتراضات کا دروازہ بند کر دیا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ پہلے خلیفہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بیان کر دیا فرمایا: میں خود ہی اس کو بیان کر رہا ہوں اور میں نے خود

Marfat.com

ہی اس کو سنا ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام نے اسی ترتیب کے ساتھ ہمیں گریڈ عطا فرمائے ہیں۔

تعمیر مسجد نبوی اور خلافت

حضرت سفینہ رسول اکرم ﷺ کے غلام اس کو روایت کرتے ہیں کہ

جس وقت رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی شریف بنانے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے نبی علیہ السلام نے خود پتھر رکھا۔ (مستدرک کی روایت میں ہے) کہ

ثُمَّ جَاءَ صِدِّیْقْ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِحَجَرٍ

پھر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پتھر لیکر آ گئے۔

فَوَضَعَہٗ

نبی علیہ السلام کے پتھر کے ساتھ انہوں نے اپنا پتھر رکھ دیا۔

ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِحَجَرٍ

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پتھر لیکر آ گئے۔

فَوَضَعَہٗ

انہوں نے بھی جا کر پتھر رکھ دیا۔

ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِحَجَرٍ

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پتھر لیکر آ گئے۔

فَوَضَعَہٗ

مسجد نبوی کی بنیاد میں انہوں نے وہ پتھر رکھ دیا۔

Marfat.com

اس وقت شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے۔ بہر حال ان تینوں حضرات کا تذکرہ حدیث صحیح میں موجود ہے۔ جب پتھر رکھے جا چکے تو رسول اکرم ﷺ نے غیب کی خبر دی۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔

هٰؤُلَآءِ وُلَاةُ الْاَمْرِ مِنْ بَعْدِیْ (مستدرک للحاکم ج۳)

یہی ترتیب میرے بعد خلافت کی ہوگی۔

حضرت صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہ کا جو پتھر رکھنا تھا اس پر سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

هٰؤُلَآءِ خُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِیْ (الخصائص الکبریٰ ج۱)

یہ حضرات اس طرح میرے بعد خلیفے بنیں گے۔

مسجد نبوی بناتے وقت اسلام کے سٹیٹ کی بنیاد رکھتے وقت اور اسلام کی تاسیس میں پتھر اتفاقاً ایسے نہیں رکھے گئے تھے بلکہ یہ رب کی طے شدہ حکمت پر رکھے گئے۔ دین کا بانی میں ہوں میرے بعد میرے خلیفہ یہ ہیں اور ترتیب وہ ہوگی جو ان پتھروں کے رکھنے کی ترتیب ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے خلافت کی ترتیب اور فضیلت کی ترتیب خود بیان کر دی اور ایک ایک دن کے اندر کئی بار ایسا ہوتا رہا کہ نبی علیہ السلام جب صحابہ کا نام لیتے تھے اپنے بعد ہمیشہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے تھے۔

دَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ

میں داخل ہوا پھر ابو بکر داخل ہوئے پھر عمر داخل ہوئے۔

Marfat.com

خَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ

میں پہلے نکلا پھر ابو بکر نکلے اس کے بعد پھر عمر نکلے۔

یعنی یہ انداز ہمیشہ رہا۔ ہزاروں کی تعداد میں پورے ذخیرۂ حدیث میں ایسی گواہیاں موجود ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی برداشت نہیں کیا کہ کبھی جملے میں میرے صدیق کا نام بعد میں آئے۔ اپنے بعد فوراً ان کا تذکرہ کیا پھر دیگر صحابہ کا تذکرہ ترتیب سے فرماتے رہے۔

جنت کا سرٹیفکیٹ اور ترتیب خلافت

اس طرح بخاری شریف میں حدیث شریف موجود ہے جو خلفاء راشدین کی خلافت کی ترتیب پر دلالت کرتی ہے۔

قَالَ اَبُوْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

فاذا ھُوَ قَدْ جَالِسٌ عَلٰی بِئْرِ اَرِیْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّھَا وَکَشَفَ عَنْ سَاقَیْہِ وَدَلَّاھُمَا فِی الْبِئْرِ

رسول اکرم ﷺ نے بئر اریس کے کنارے پر بیٹھ کر اپنے پاؤں کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے آکر سلام کہا۔

ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ

پھر میں دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔

فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے۔

Marfat.com

فَدَفَعَ الْبَابَ

انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟

میں نے کہا کون ہے؟

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

انہوں نے کہا میں ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوں۔

فَقُلْتُ عَلٰى رِسْلِكَ

میں نے کہا ٹھہرو

فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ابوبکر آئے ہیں۔

فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

آپ نے فرمایا انہیں آنے کی اجازت دو اور ساتھ انکو جنت کی خوشخبری بھی سنادو۔

فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوبکر صدیق اندر داخل ہوئے اور رسول اکرم ﷺ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔

فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ

پھر ایک آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟

میں نے پوچھا کون ہے؟

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

تو اس نے کہا میں عمر ہوں۔

Marfat.com

فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِكَ

میں نے کہا ٹھہرو

میں نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هٰذَا عُمَرُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَسْتَاذِنُ

عمر اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔

فَقَالَ ائْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

آپ نے ارشاد فرمایا انکو اجازت دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی دے دو۔

فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ يَسَارِهٖ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ بائیں جانب بیٹھ گئے۔

فَجَآءَ اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ

پھر کسی آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا

فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟

میں نے پوچھا کون ہے؟

فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

اس نے کہا میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہوں۔

فَقُلْتُ عَلٰی رِسْلِكَ

میں نے کہا ٹھہرو

فَجِئْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَخْبَرْتُهٗ

میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی۔

Marfat.com

حضرت عثمان اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

آپ نے فرمایا انکو اندر آنے کی اجازت دو اور ساتھ جنت کی بشارت بھی دے دو۔

فَدَخَلَ فَجَلَسَ وِجَاهَهُمْ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ (بخاری شریف ج۱)

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: ۶۲۱۷ صفحہ نمبر ۱۲۷)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور آپ کے سامنے کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔

بخاری شریف کتاب فضائل صحابہ میں حدیث نمبر (۳۶۹۵،۳۶۷۴) سے پتہ چلتا ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے اندر کھڑے تھے جب دروازے پر دستک ہوتی تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھتے تو آپ فرماتے اس کو اجازت دے دو اور جنت کی خوشخبری دے دو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دروازہ کھولتے تو پھر انھیں پتہ چلتا کہ باہر کون ہے لیکن رسول اللہ ﷺ انھیں پہلے بتا دیتے کہ باہر کون آیا ہے یعنی اس میں رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کا بھی اظہار ہے محدثین نے لکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو علیحدہ بیٹھانے میں انکی قبر کی علیحدگی کی طرف اشارہ تھا۔

یہ حضرات جس وقت سرکار کی بارگاہ میں آرہے تھے تو سب سے پہلے سیدنا صدیق اکبر تشریف لائے اور انکو جنت کی بشارت دی گئی پھر عمر داخل ہوئے انکو بھی جنت کی بشارت دی گئی پھر حضرت عثمان داخل ہوئے تو ان کو بھی جنت کی بشارت دی گئی تو اس ضمن میں ان صحابہ کرام کی خلافت بھی ظاہر ہو رہی تھی کہ سب سے پہلے خلیفہ کون ہوں گے پھر کون ہونگے اس کے بعد پھر کونسی شخصیت خلیفہ ہوگی۔

Marfat.com

حق کی ادائیگی اور ترتیب خلافت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کس کس انداز کو بیان کیا جائے؟

حضرت عمرو بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِشْتَرٰی بَکْرًا مِنْ اَعْرَابِیٍّ (الفتن ص:)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے اونٹ کا بچہ خریدا

وہ سودا ادھار تھا پیسے بعد میں دینے تھے

فَاَدْبَرَ الْاَعْرَابِیُّ

جس وقت وہ اعرابی سودا کر کے باہر نکلا۔

اونٹ کا بچہ دے گیا اور پیسے ابھی بعد میں لینے تھے۔

فَلَقِیَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انکی ملاقات ہوگئی۔

فَقَالَ عَلِیٌّ لِلْاَعْرَابِیِّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے پوچھا تم سودا تو کر کے جا رہے ہو۔

اِنْ قَبَضَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ حَقُّکَ اِلٰی مَنْ

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کل وصال ہو گیا تو تم نے پیسے کس سے لینے ہیں؟

پیسے تمہارے ادھار ہیں اور کوئی قید نہیں کہ کب سرکار کا وصال ہو جائے۔ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو تم یہ پیسے کس سے وصول کرو گے۔

حضرت علی فیصلہ کروانا چاہتے تھے کہ یہ دیہاتی جا کر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لے۔ اور

Marfat.com

سے تو یہ مسئلہ پیسوں کا ہو گا لیکن حقیقت میں اندر سے یہ خلافت کا فیصلہ ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سکھایا کہ جا کر تم نبی علیہ السلام سے پوچھو۔ لہٰذا وہ دیہاتی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہنے پر واپس نبی علیہ السلام کے پاس چلا گیا۔ جا کر اس نے سرکار سے پوچھ لیا۔

مَنْ لِیْ بِحَقِّیْ اِنْ اَتٰی عَلَیْکَ الْمَوْتُ؟

یا رسول اللہ ﷺ موت کا تو کوئی پتہ نہیں لیکن اگر آپ کا وصال ہو گیا تو میرے پیسے کون دے گا اور میں کس سے وہ پیسے مانگوں۔

قَالَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ لَکَ بِحَقِّکَ

تو سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جو پیسے تو نے مجھ سے لینے ہیں اگر میں کل تجھے نہ ملا تو یہ پیسے تجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا کرے گا۔

یعنی میرے بعد سب کچھ ان کے سپرد ہے تم حوصلہ رکھو۔ اگر میں تجھے نہ ملا تو میرا صدیق تمہیں پیسے دے گا۔

فَاَدْبَرَ الْاَعْرَابِیُّ

پھر یہ دیہاتی باہر نکلا

فَلَقِیَہٗ عَلِیٌّ اَیْضًا

حضرت علی رضی اللہ عنہ رستے میں بیٹھے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

مَاقَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ؟

بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا وہ بدو کہنے لگا:

حَقِّیْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ

انہوں نے مجھے کہا ہے کہ اگر میں دنیا سے چلا گیا تو میرا ذمہ دار حضرت صدیق اکبر ہو گا۔

Marfat.com

جو پیسے مجھ سے تم نے لینے تھے وہ پیسے ابو بکر صدیق تم کو ادا کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے مگر پھر بھی وضاحت چاہی۔

فَاِنْ اَبَا بَكْرٍ يَمُوْتُ

ہو سکتا ہے تمہارے پیسے دینے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو پھر تمہارے پیسے کون دے گا۔

فَرَجَعَ الْاَعْرَابِيُّ

وہ دیہاتی واپس لوٹا اور کہا

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنْ مَاتَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِلٰى مَنْ حَقِّيْ؟

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حضرت ابو بکر صدیق میرے پیسے دیئے بغیر فوت ہو جائیں۔

تو پھر میں اپنا حق کس سے مانگوں۔

جس وقت سائل نے یہ سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اِلٰى عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیسے دینے سے پہلے فوت ہو جائیں تو پھر دوسرے نمبر پر یہ پیسے میرے عمر سے مانگنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہیں وہ پیسے دیں گے۔

فَاَدْبَرَ الْاَعْرَابِيُّ

وہ دیہاتی دربار رسالت سے باہر نکلا

فَلَقِيَهُ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے ملے اور کہا

Marfat.com

مَاقَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ؟

بتاؤ نبی علیہ السلام نے کیا جواب دیا۔ اس نے کہا

حَقِّیْ اِلٰی عُمَرَ

رسول اکرم ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ اگر میرے صدیق دنیا سے چلے جائیں تو تمہارے پیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادا کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فیصلے کا پتہ چل گیا کہ

دوسرا نمبر اس امت کے اندر خلافت کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

در پردہ سرکار نے سب کچھ حل فرما دیا۔ پیسوں کا تو کوئی معاملہ نہیں تھا۔ بتا سکتے تھے کہ ابو بکر تمہیں دے کے جائیں گے یہ سب کچھ ہو سکتا تھا مگر پیسوں کا معاملہ مبہم رکھ کے Between line خلافت کا فیصلہ سنا دیا۔

جس وقت اس اعرابی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

فَاِنْ عُمَرَ یَمُوْتُ

اگر حضرت عمر فوت ہو جائیں اور پیسے تمہارے پھر بھی باقی ہوں تو پھر وہ پیسے کون دے گا جاؤ یہ پوچھ کے آؤ۔

وہ سادہ دیہاتی تھا چلا گیا۔

قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاِنْ عمر یَمُوْتُ مِمَّنْ لِیْ بِہٖ؟

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو میں پیسے کس سے مانگوں گا قربان جائیں نگاہ نبوت پہ سرکار نے ارشاد فرمایا۔

حَقُّکَ اِلٰی عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

Marfat.com

اگر تمہارا حق دینے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں وہ پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادا کریں گے۔ بعد میں تیسرے نمبر پر میرا عثمان ذمہ دار ہے۔

فَاَدْبَرَ الْاَعْرَابِیُّ

بدو باہر نکلا

فَلَقِیَهٗ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ انتظار میں بیٹھے تھے اور کہا

مَاقَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ؟

اے دیہاتی مجھے بتاؤ نبی علیہ السلام نے کس کا نام لیا ہے

اس دیہاتی نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے

حَقِّیْ اِلٰی عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ

اگر عمر فوت ہو گئے تو پھر تم نے پیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لینے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ نے کہا کہ پھر ایک بار جاؤ ہو سکتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی فوت ہو جائیں اور تمہارے پیسے ابھی تک ادا نہ ہوئے ہوں تو پھر کون ادا کرے گا۔

فَرَجَعَ الْاَعْرَابِیُّ

وہ دیہاتی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں لوٹا اور جا کر کہا

فَاِنْ عُثْمَانَ یَمُوْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَاِلٰی مَنْ حَقِّیْ؟

اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی وصال ہو جائے تو یا رسول اللہ ﷺ میرے پیسے کون دے گا۔

رسول اکرم ﷺ کا دریائے رحمت جوش پر ہے یہ نہیں فرمایا کہ ایک بار پوچھ لو جو کچھ تم نے پوچھنا ہے بار بار آ جاتے ہو۔ نہیں، نہیں!

Marfat.com

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

وہ مانگنے والا پیسوں کی بات کر رہا تھا لیکن سرکار ساتھ ساتھ خلافت بھی بتا رہے تھے اب جس وقت وہ آیا اور کہا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فوت ہو جائیں تو پھر میں نے اپنا حق کس سے مانگنا ہے۔

اب دیکھنا ہمارے نبی علیہ السلام کا کتنا وسیع علم ہے۔

پہلے تینوں کے نام لئے اب کیا کہا

قَالَ فَالَى الَّذِىْ اَرْسَلَكَ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو جائیں تو پھر تم نے پیسے اس سے مانگنے ہیں جو تجھے بھیج رہا ہے۔

آپ نے فرمایا وہی جو تجھے بھیجتا ہے اسی سے اپنا حق وصول کر لینا۔ کیونکہ سرکار جانتے ہیں کہ دور بیٹھ کے اس اعرابی کو کون بھیج رہا ہے اور فیصلہ کون سننا چاہتا ہے۔ میرے محبوب علیہ السلام نے کتنے پیارے لفظ بولے۔

فَالَى الَّذِىْ اَرْسَلَكَ (الفتن للامام نعیم بن حماد المروزی:۶۹)

اس سے تم نے مانگنے ہیں جس نے تمہیں بھیجا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے خلافت کی ترتیب بیان کر دی اور ساتھ فضیلت بھی بیان کر دی۔

میرے محبوب علیہ السلام نے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔ اس واسطے سرکار ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے میرے صحابہ میں تمہیں وہ دین دے کے جا رہا ہوں، وہ ملت دے کے جا رہا ہوں جس کی رات بھی یوں روشن ہے جیسے دن روشن ہوتا ہے میں نے اسکی رات کو بھی

Marfat.com

روشن کر دیا ہے۔ یہ رسول اکرم ﷺ کے فرمودات کے اندر ایک ترتیب ہے۔

ہمارا بتقاضاءِ عشق رسالت جو عقیدہ ہونا چاہیے وہ یہ ہونا چاہیے کہ جو ترتیب ان خلفاء میں ہمارے محبوب علیہ السلام نے رکھی ہے ہم آخری دم تک کسی پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہونگے اور اسی ترتیب پر یقین رکھیں گے جو ترتیب خود آقا ﷺ نے اپنے یاروں کو عطا فرمائی ہے۔

صحابہ کرام کی نظر میں ترتیب خلافت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَیٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہ

(حدیث: ۳۷۰۷، ترمذی ۲/۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ابھی ظاہری حیات میں تھے اس وقت کی بات ہے کہ ہم بولتے وقت کیا ترتیب رکھتے تھے، ہمارا عقیدہ کیا ہوتا تھا۔ صحابہ کرام کے نام ہم کیسے لیتے تھے۔

كُنَّا نَقُوْلُ

ہم کہا کرتے تھے۔

وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَیٌّ

حالانکہ نبی علیہ السلام سامنے ہوتے تھے

سرکار کے سامنے ہم جس وقت ان عظیم لوگوں کا ذکر کیا کرتے تھے تو ہم کیا کہتے تھے

اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ

ہم یہ ترکیب رکھتے تھے

Marfat.com

جب بھی سرکار ﷺ نے انکا نام لینا ہوتا تھا، ان کا تذکرہ کرنا ہوتا تھا ہمارا یہ پکا یقین تھا کبھی بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے کسی کا نام نہیں لیتے تھے۔ پہلے نمبر پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے پھر عثمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے۔

اس انداز میں سرکار ﷺ نے محاورہ دیا ہوا تھا کہ یہ میرے خلفاء کی ترتیب ہے۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے اذن سے اتنا غیب کا علم رکھتے ہیں آپ ﷺ نے ہر خبر کے اندر واضح کر دیا تھا کہ پہلے کس نے فوت ہونا ہے، دوسرے نمبر پہ کس نے فوت ہونا ہے، تیسرے نمبر پہ کس نے فوت ہونا ہے اور چوتھے نمبر پہ کس نے فوت ہونا ہے۔

ایسا نہیں کیا کہ جس نے چوتھے نمبر پہ فوت ہونا ہو خلیفہ اس کو پہلے بنا دیا جائے جن کی وفات کا وقت پہلے تھا اور ازل سے انکی عظمت طے شدہ تھی تو سرکار ﷺ نے خلافت کا نمبر بھی ان کو پہلے عطا فرمایا ہے۔

میں یہ بار بار اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ آج کوئی کہتا ہے

کہ میرا عشق یہ ہے کہ میں فلاں کو پہلا نمبر دوں گا۔ اسکو چاہیے کہ وہ اپنا عشق اپنے پاس رکھے ہمیں وہ عشق چاہیے جو نبی علیہ السلام نے دیا ہے محبوب علیہ السلام سے زیادہ کسی کی صلاحیتوں کو کون جانتا ہے اور سب سے بڑا عہدہ سرکار ﷺ نے جو خود دیا وہ تو سرکار ﷺ کا اپنا مصلی تھا۔ اپنی ظاہری حیات میں مصلے پر کھڑا کس کو کیا؟ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں کو فرمایا:

مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ

جاؤ ابو بکر صدیق سے کہو میرے مصلی پہ کھڑے ہو کر لوگوں کو جماعت کرائیں میں حاضر

Marfat.com

بھی تھا۔ اگر میرا حق ہوتا تو سرکار ﷺ مجھے فرماتے مگر مجھے پیغام دیا کہ تم جا کر کہو تا کہ کل قیامت کے دن گواہی بھی تم ہی دو کہ میں خود ان کو پیغام دینے گیا تھا۔

بصرہ میں کچھ لوگوں نے جب اعتراض کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں چادر ڈال کے کھینچ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منبر سے اتار سکتا تھا۔ میں مسند خلافت سے سب کو اتار سکتا تھا مجھ میں اتنی پاور تھی لیکن میں مطمئن ہوں کہ ان کا کارکن بن کے رہا۔

اس لیے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے جس کو ہمارے دین کا لیڈر بنایا ہم نے اسے اپنی دنیا کا لیڈر بھی مان لیا۔ مصلیٰ دین کا تھا وہ بڑا مسئلہ تھا جب نبی علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مصلیٰ دیا ہے تو ہم سمجھ گئے کہ خلافت بھی ان کی ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ۲/۶۲۹)

اس بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ وضاحتیں کرتے رہے اور صحابہ کرام کے ذکر کرنے میں بھی یہ ترتیب موجود تھی، جو ترتیب سرکارِ مدینہ ﷺ نے خود ان کا نام لیتے ہوئے اختیار فرماتے تھے۔

ترتیب خلافت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت امیر معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان مکالمہ ہوا نبی علیہ السلام کے چچازاد بھائی، حبر الامۃ اور ترجمان قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بڑا نایاب حوالہ ہے معجم کبیر میں موجود ہے۔ حضرت سعید بن عاص کو

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ کہنے لگے کہ آج میں ابن عباس سے کچھ ایسے سوال کروں گا ہو سکتا وہ لاجواب ہو جائیں۔

چونکہ ابن عباس علم میں مشہور تھے اور عمر چھوٹی تھی مگر علم بڑا جوانی پر تھا اور کبار صحابہ یعنی جب عشرہ مبشرہ میں سے شوریٰ کی میٹنگ ہوتی تو انکو آگے بٹھایا جاتا تھا حالانکہ یہ چھوٹے تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہہ بھی دی کہ اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میٹنگ میں اس ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ہم سے آگے بٹھاتے ہو حالانکہ ہمارے پوتے بھی اس سے بڑے ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا نبی علیہ السلام سے جو رشتہ ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جو اللہ نے عقل دی ہے اس بنیاد پر میں اسکو بڑوں سے بھی آگے بٹھاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیے اور ترتیب دیکھنا اور پھر جواب دیکھنا۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

مَاتَقُوْلُ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ ؟ (المعجم الکبیر:۱۰/۲۴۰_۲۳۹_۲۳۸)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھتے ہو اس بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرو۔

مقرب بارگاہِ رسول سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔

Marfat.com

مَاتَقُوْلُ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ؟

ابوبکر کون ہیں؟ ان کے بارے میں تمہارا نظریہ کیا ہے۔

قربان جائیں یہ کتنا خوبصورت خطبہ ہے، وہی انداز جو نبی علیہ السلام کا تھا وہی انداز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تقریر شروع کی۔

کہنے لگے:

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا بَکْرٍ

اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے۔

کَانَ وَاللّٰہِ لِلْقُرْآنِ تَالِیًا

خدا کی قسم: جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے تو کمال کرتے تھے۔ یہ الفاظ سننا کہ صحابی خلفاءِ راشدین کو خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں، ہر ایک کے لیے جو بیان کریں گے اور تم اپنے دل کو دیکھو گے تو لگے گا کہ ہو بہو اللہ نے وہ چمک ہمارے دلوں کو عطا فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک معیار ہے وہ کوئی گڑبڑ نہیں ہونے دیں گے، ڈنڈی نہیں ماریں گے۔ ہر ایک کی جو شان ہے اسکو وہ بیان کریں گے۔

چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا نمبر ہے تو ان سے بات شروع کر لی۔

کہنے لگے۔

کَانَ وَاللّٰہِ لِلْقُرْآنِ تَالِیًا

خدا کی قسم قرآن کی تلاوت کرنے والے تھے۔

Marfat.com

وَعَنِ الْمَيْلِ نَائِيًا

''اور راہِ حق سے بھٹک جانے سے بہت دور تھے۔''

کبھی بھی راہِ حق سے بھٹکتے نہیں تھے۔

وَعَنِ الْفَحْشَآءِ سَاهِيًا

اور ہر گندی خصلت سے دور تھے۔

انکے کردار میں کوئی بھی بری بات موجود نہیں تھی۔

وَعَنِ الْمُنْكَرِ نَاهِيًا

اور بری باتوں سے لوگوں کو بھی روکتے تھے۔

خود بھی بری باتوں سے دور تھے اور لوگوں کو بھی ان سے دور رکھتے تھے۔

وَبِدِيْنِهٖ عَارِفًا

اور اپنے دین کے بہت بڑے عارف تھے۔

ایک وہ عارف کہ جسے میں کہوں کہ یہ عارفِ کامل ہے، ایک وہ عارف کہ جسے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں کہ یہ عارف کامل ہے اور ایک وہ عارف کہ جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہیں کہ یہ عارفِ کامل ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کہا اور یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خطابت ہے کہ کس طرح مُسَجَّع بولتے جا رہے ہیں۔

وَبِدِيْنِهٖ عَارِفًا

دین کے بڑے عارف تھے۔

وَمِنَ اللّٰهِ خَائِفًا

اللہ سے بڑا ڈرتے تھے۔

Marfat.com

وَعَنِ الْمُهْلِكَاتِ جَائِفًا

اور ہر وہ گناہ جو ھلاکت میں ڈالنے والا ہو اس سے پہلو تہی کرنے والے تھے، دور رہنے والے تھے۔

وَبِاللَّيْلِ قَائِمًا

انکی راتیں قیام میں گزر جاتی تھیں۔

وَبِالنَّهَارِ صَائِمًا

اور دن روز میں گزر جاتا تھا۔

یہ امیر المؤمنین، خلیفۃ الرسول بلا فصل کی شان سنیے۔

وَمِنْ دُنْيَاهُ سَالِمًا

اور آخری دم تک دنیا سے بچ کر رہے ہیں، دنیا کو قریب نہیں بھٹکنے دیا۔

وَمِنْ دُنْيَاهُ سَالِمًا

دنیا سے سالم رہے۔

وَعَلٰى عَدْلِ الْبَرِيَّةِ عَازِمًا

ساری زندگی عدالت کرتے رہے۔

وَبِالْمَعْرُوْفِ آمِرًا

ساری زندگی اچھائی کا حکم دیتے رہے۔

وَاِلَيْهِ صَابِرًا

اور ساری زندگی حق کہہ کر صبر کرتے رہے۔

یعنی یہ نہیں کہ صبح کچھ کہیں شام کو بدل جائیں، انہوں نے جو کہا ہے روح تو نکل گئی

Marfat.com

لیکن اس سے پیچھے نہیں ہٹے اور دین کے معاملہ میں سخت سے سخت وقت میں بھی صبر پر کار بند رہے اور صبر پہ قائم رہے۔

وَفِی الْاَحْوَالِ شَاکِرًا

اور ہر حال میں شکر کرتے رہے۔

اگر نبی علیہ السلام کے پہلو میں دائیں طرف بیٹھے ہوں تو پھر بھی صبر کیا ہے اور اگر بدر کے مقام پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے باہر تیروں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہوں تو پھر بھی شکر کیا ہے۔

ہر حال میں شکر کیا ہے مکہ شریف کے اندر موجود ہوں پھر بھی، غار کے اندر موجود ہوں پھر بھی شکر کیا۔ مشکل سے مشکل وقت میں اللہ سے شکایت نہیں کی، کہ تیرا کلمہ پڑھا تھا تو نے کس مصیبت میں مجھے ڈال دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، نہیں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتنا کھلا سینہ تھا کہ

وَفِی الْاَحْوَالِ شَاکِرًا

وہ ہر ہر حال میں رب کا شکر ادا کرنے والے تھے۔

وَلِنَفْسِہٖ بِالْمَصَالِحِ قَاھِرًا

جب حق کے لیے جان رگڑنے کی ضرورت ہوتی تھی تو صدیق اپنی جان رگڑ رگڑ کے حق کے لیے قربان کرتے تھے۔ یعنی اپنے اوپر جبر کرتے تھے، حق کی خاطر اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈالتے تھے۔

فَاقَ وَرَاقَ اَصْحَابَہٗ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سارے صحابہ میں سے جن کو فوقیت ملی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

Marfat.com

فَاقَ وَرَاقَ

''فَاقَ'' کا مطلب فوقیت ہے اور'' رَاقَ '' کا مطلب ترقی ہے

یعنی سارے صحابہ میں ان کے پائے کا کوئی نہیں سب

میں فوقیت اور مرتبہ کے لحاظ سے اونچا مقام ان کا ہے۔

وَرَعًا وَّكَفَافًا

پرہیز گاری میں بھی پہلا نمبر ان کا ہے۔

اور ناجائز کاموں سے رک کے رہنے کو دیکھو تو پہلا نمبر ان کا ہے۔

وَزُهْدًا وَّعَفَافًا

اگر عبادت میں دیکھو تو پہلا نمبر انکا ہے

اگر پاک دامنی میں دیکھو تو پہلا نمبر ان کا ہے۔

وَبِرًّا

نیکی میں بھی پہلا نمبر ان کا ہے۔

وَحَيَاطَةً

دین میں احتیاط کے لحاظ سے بھی پہلا نمبر ان کا ہے۔

وَ زَهَادَةً

زھد میں بھی پہلا نمبر ان کا ہے۔

وَكِفَايَةً

دین کے معاملات میں کفایت دیکھو تو پہلا نمبر انکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے پہلا خطبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

بارے میں ختم کیا تو آخری جملہ کیا بولا۔

فرمانے لگے۔

فَاَعْقَبَ اللّٰہُ مَنْ ثَلَبَہُ اللَّعَائِنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی غیبت کرے قیامت تک اس پر اللہ کی لعنتیں ہوں۔

جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیب ڈھونڈھے یا تنقیص کرے یا تنقید کرے تو اس شخص پر لعنتیں ہوں۔ اس واسطے کہ یہ اتنا عظیم انسان ہے کسی مومن کی زبان کو زیب نہیں دیتا کہ ان کے خلاف بولے۔ ان کو اللہ نے اس امت میں ہر لحاظ سے پہلا نمبر عطا فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شان:

قَالَ مُعَاوِیَۃُ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا

فَمَا تَقُوْلُ فِیْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تم کیا سمجھتے ہو۔

وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جن کو گھٹی نبی علیہ السلام نے دی اور جن کے سینے میں علم سرکار علیہ السلام نے رکھے اور پھر صحابہ کرام میں علم کے لحاظ سے اتنا مرتبہ ملا۔ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سارے دین کو سامنے رکھ کر اپنے نظریات کا اظہار کر رہے۔ لگے۔

رَحِمَ اللّٰہُ اَبَا حَفْصٍ

Marfat.com

ابو حفص پہ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

ابو حفص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

كَانَ وَاللّٰهِ حَلِيْفَ الْاِسْلَامِ

خدا کی قسم وہ تو اسلام کے حلیف تھے۔

(حلیف کا معنی معاہدہ کرنے والا) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمانے لگے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام کے حلیف تھے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسلام کو ضرورت پڑے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ اٹھے ہوں، اسلام کی عظمت کیلئے حلف اٹھا رکھا تھا، آخری وقت تک اسلام پر پہرہ دیا تھا۔

پھر فرمایا

مَاْوَی الْاَیْتَامِ

یتیموں کا ملجاء وماویٰ تھے۔

ساری رات جاگ کے رعایا کے گھروں کی خدمت کرتے تھے۔ اپنی پشت پہ بوریاں اٹھا کے لوگوں کو کھانا پکا کے دیتے تھے۔

آپ کے غلام اسلم کہتے ہیں کہ ایک رات ایک گھر میں جب بچے رو رہے تھے تو امیر المومنین نے رات کو بوری میں سب کچھ ڈال کے جب بوری اٹھائی تو میں نے کہا میں خادم ہوں مجھے اٹھانے دو تو آپ نے فرمایا خلیفہ تم نہیں میں ہوں، کل قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے گا۔

حضرت اسلم آپ کے غلام کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چولہے میں پھونک مارتے تھے تو دھواں گھنی داڑھی سے باہر نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ کھانا پکا کر سامنے

Marfat.com

رکھ کر چھپ گئے۔ سامنے رہوں گا تو بچے مجھ سے ڈرتے رہیں گے۔ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو اس وقت تک میں نہیں جاؤں گا، جب تک یہ ہنسیں گے نہیں۔

دیوار کے پیچھے چھپ کے دیکھتے رہے جب یتیموں نے کھانا کھا کے مسکراہٹ ظاہر کی تو امیر المؤمنین نے کہا میری خدمت پوری ہو گی ہے۔

پھر ابن عباس نے فرمایا:

وَمَحَلَّ الْاِیْمَانِ

جس نے ایمان کا کاشانہ دیکھنا ہو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کرنی چاہیے۔

وَمَلَاذَ الضُّعَفَآءِ

وہ کمزور لوگوں کی جائے پناہ ہیں۔

مَعْقِلَ الْحُنَفَاءِ

حق پرستوں کا اڈہ ہیں۔

وَلِلْخَلْقِ حِصْنًا

اور مخلوق کیلئے قلعہ ہیں۔

وَلِلنَّاسِ عَوْنًا

لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد ہیں، ان کا نام ہی مدد ہے۔ اللہ کی طرف سے کتنے بڑے مددگار ہیں۔

قَامَ لِحَقِّ اللّٰهِ صَابِرًا وَّمُحْتَسِبًا

ساری زندگی حق پر طلب ثواب کے لیے پہرہ دیا ہے۔ اور صبر کرتے رہے۔

Marfat.com

حَتّٰی اَظْهَرَ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ

ان کے صدقے اللہ تعالیٰ نے دین کو شان دی ہے۔

وَفَتَحَ الدِّیَارَ

اللہ نے ان کے صدقے شہروں کو فتح کیا ہے۔

ذُکِرَ اللّٰهُ فِی الْاَقْطَارِ وَالْمَنَاهِلِ

اورانہوں نے دنیا کے کونے کونے میں اللہ کی توحید کے جھنڈے گاڑھے ہیں۔

وَعَلَی التِّلَالِ

ٹیلوں پر چڑھ کے اللہ کا ذکر کیا ہے۔

وَفِی الضَّوَاحِیْ

بستیوں میں جا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے۔

وَالْبِقَاعِ

اور مختلف جگہوں میں جا کر اللہ کا ذکر کیا۔

عِنْدَالْخِنَاءِ وَقُوْرًا

مصیبتوں کے وقت مرجھانے والے نہیں ہیں۔ پھر بھی بارعب نظر آتے ہیں۔

وَفِی الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ شَکُوْرًا

اللہ کی طرف نعمتوں کے برسنے کے وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہتے ہیں۔

انسان پر دو حالتیں ہیں ایک خوشی کی حالت اور ایک غمی کی حالت ہے۔

اگر مصیبتیں آجائیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب اور وقار ختم نہیں ہوتا اور اگر اللہ کی طرف سے خوشحالی آجائے تو پھر بھی رب کو بھول نہیں جاتے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَلِلّٰهِ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ وَ آنَاءٍ ذَکُوْرًا

ہر وقت ہر گھڑی اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں۔

ان کیلئے آخری جملہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں۔

فَاَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ تَنَقَّصَهُ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الْحَسْرَةِ

جو بندہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نقص نکالے ان کے اندر کسی نقصان کی نشاندہی کرے ان کے عیب نکالنے کی کوشش کرے اس پر قیامت تک اللہ کی لعنت ہو، جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی زبان کھولی وہ بندہ بچ نہیں سکے گا قیامت تک اس پر اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان:

قَالَ مُعَاوِیَةُ

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا

مَاتَقُوْلُ فِیْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ؟

اے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذرا یہ بتاؤ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان کیا ہے؟

قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا عَمْرٍو

اللہ تعالیٰ حضرت ابو عمر یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم کرے۔

کَانَ وَاللّٰهِ اَکْرَمَ الْحَفَدَةِ

خدا کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان وہ ہے جو کسی کے بیٹے کی شان نہیں ہے۔

وَاَفْضَلَ الْبَرَرَةِ

Marfat.com

اور نیکوں میں سے نیک تھے اور پرہیزگاروں میں سے افضل تھے۔

وَاَصْبَرَ الْقُرَّاءِ هَجَادًا بِالْاَسْحَارِ

تہجد میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے ہیں۔

كَثِيْرَ الدُّمُوْعِ عِنْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ

اللہ کا ذکر کرتے وقت آنکھوں سے اتنے کثیر آنسو ٹپکتے ہیں کہ اتنے اور کسی کی آنکھوں سے نہیں ٹپکتے۔

دَائِمَ الْفِكْرِ فِيْمَا يَعْنِيْهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

دن اور رات کے ہر وقت میں فکر کے اندر رہنے والے ہیں۔

نَهَّاضًا اِلٰى كُلِّ مَكْرُمَةٍ

جب بھی کہیں نیکیوں کا مقابلہ کرایا جائے جو دوڑ کے ہر نیکی کی طرف چلے اسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جاتا ہے۔

''نَهَّاضًا'' کا معنی ہے بہت زیادہ اٹھنے والا۔

کیونکہ جس وقت اعلان ہوتا تھا کہ فنڈ اکٹھا کرو تو یہ فوراً اٹھتے تھے کہیں سو اونٹ پیش کر رہے ہیں، کہیں ہزاروں دینا پیش کر رہے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

بہت زیادہ اٹھنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

سَعَّاءً اِلٰى كُلِّ مُنْجِيَةٍ

نجات والے کام میں سب سے زیادہ دوڑ لگانے والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

وَفَرَّارًا مِّنْ كُلِّ مُوْبِقَةٍ

ہر گناہ سے دور رہنے والے۔

Marfat.com

وَصَاحِبَ الْجَيْشِ وَالْبِئْرِ

لشکر اور کنوے کے مالک تھے۔

یہ اشارہ اس طرف ہے کہ مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا۔ یہودی پینے نہیں دیتا تھا جس نے اپنی جیب سے پیسے دیکر کنواں خرید کے مسلمانوں کو دیا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور جس وقت تبوک جانا تھا ہزاروں دیناروں کی ضرورت تھی اس وقت جس نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی ہزاروں دیناروں سے بھر دی اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے۔

وَخَتَنَ الْمُصْطَفٰى صلى الله عليه وسلم عَلٰى اِبْنَتَيْهِ

پوری کائنات میں ایک ریکارڈ کا آدمی، جو صفت کسی انسان کو دنیا میں نہیں ملی وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے شوہر ہیں، پوری تاریخ میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس ایک بندے کے عقد نکاح میں پیغمبر کی دو صاجزادیاں یکے بعد دیگرے آئی ہوں اور پھر پیغمبر بھی وہ جو سارے پیغمبروں کے سردار ہیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آخری جملہ بولتے ہیں۔

فَاَعْقَبَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّهُ النَّدَامَةَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

جو بندہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالی دے قیامت تک وہ بندہ شرمندہ رہے گا قیامت تک اس کو ندامت رہے گی، وہ خائب وخاسر ہو جائے گا۔

اس واسطے کہ جس کو نبی علیہ السلام نے اپنی دو صاجزادیوں کا رشتہ دیا ہو وہ معمولی انسان تو نہیں ہوتا۔ لہذا کون ہے جو آپ پر تنقید کرے۔

Marfat.com

حضرت ابن عثمان رضی اللہ عنہ آزمائش کے زمانہ کے گزر جانے کے بعد بتا رہے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے اور باغیوں کی طرف سے اعتراضات کے بچھاڑ ہو چکی تھی تو ایسی حالت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنا عقیدہ بیان کر رہے تھے کہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ایمان تب بچے گا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو عیوب سے مبرا سمجھے گا اور سرکار علیہ السلام کی دی ہوئی فضیلتوں کا مالک سمجھے گا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان:

قَالَ مُعَاوِيَةُ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

مَاتَقُوْلُ فِیْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رضی الله عنه ؟

اے ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تم کو کیا کہتے ہو؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تقریر شروع ہو گئی۔

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ

اللہ تعالیٰ حضرت ابو حسن پہ رحم کرے۔

كَانَ وَاللّٰهِ عَلَمَ الْهُدٰى

خدا کی قسم وہ تو حق کا جھنڈا تھے۔

ہر ایک صحابی کی شان کو ماننا اسلام کا وقار ہے اور کسی کے بارے میں بخل نہیں ہونا چاہیے، جو شانیں ان کو دی گئی ہیں اس درجہ کے لحاظ سے ان پر یقین ہونا چاہیے۔

وَكَهْفَ التُّقٰى

اور پرہیزگاری کی نماز تھے۔

Marfat.com

وَمَحَلَّ الْحِجَا

اور عقل کا محل تھے۔

وَطَوْدَ النُّهٰی

ذہانت کا پہاڑ تھے۔

وَنُوْرَ السُّرٰی فِیْ ظُلَمِ الدُّجٰی

وہ اندھیرے راستوں میں رات کے چلنے کی روشنی تھے۔

وَدَاعِيَةً اِلَی الْحُجَّةِ الْعُظْمٰی

اور سب سے سیدھے راستے کے علمبردار تھے۔

عَالِمًا بِمَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی

پہلی کتابوں میں جو کچھ اترا تھا وہ اس کے بھی عالم تھے۔

وَقَائِمًا بِالتَّاوِيْلِ وَالذِّكْرٰی

اور ہر وقت قرآن پاک کی تاویل وتفسیر پڑھتے رہتے تھے۔

مُتَعَلِّقًا بِاَسْبَابِ الْهُدٰی

ہر وقت انہوں نے ہدایت کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔

وَتَارِكًا لِلْجَوْرِ وَالْاَذٰی

ساری زندگی ظلم سے اپنے آپ کو روک کے رکھا۔

وَحَائِدًا عَنْ طُرُقَاتِ الرَّدٰی

کمینگی کی راہوں سے بچ کے رہے۔

وَخَيْرَ مَنْ اٰمَنَ وَ اتَّقٰی

جتنے بھی ایمان لائے اور متقی ہوئے ان سب میں سے ان کو اللہ تعالیٰ نے خیر کا مرتبہ عطا فرمایا۔

Marfat.com

وَسَیِّدَ مَنْ تَقَمَّصَ وَارْتَدٰی

قمیص اور تہبند باندھنے والوں میں سے ان کو شان عطا فرمائی ہے۔ آپ سب لباس پہننے والوں میں سے افضل ہیں۔

وَاَفْضَلَ مَنْ حَجَّ وَسَعٰی

حج کرنے والے اور سعی کرنے والوں میں سے افضل ہیں۔

وَاَسْمَعَ مَنْ عَدَلَ وَسَوّٰی

عدل کرنے والوں میں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

وَاَخْطَبَ اَهْلَ الدُّنْیَا اِلَّا الْاَنْبِیَآءَ وَالنَّبِیَّ الْمُصْطَفٰی

انبیاء ورسل کے بعد پوری دنیا کے خطیب اعظم ہیں۔

وَصَاحِبَ الْقِبْلَتَیْنِ

دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والے پرانے نمازی ہیں۔

فَهَلْ یُوَازِیْهِ مُوَحِّدٌ

تو کیا بعد والوں میں سے ان جیسا کوئی موحد ہو سکتا ہے۔

وَزَوْجَ خَیْرِ النِّسَاءِ

وہ سیدہ فاطمہ جن کو اللہ تعالیٰ نے خیر النساء کہا ہے۔ اس خیر النساء کے یہ زوج ہیں۔

وَاَبُو السِّبْطَیْنِ

اور حسن اور حسین کے والد محترم ہیں۔

لَمْ تَرَ عَیْنِیْ مِثْلَهٗ

میری آنکھ نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

Marfat.com

وَلَا تَرَیٰ حَتّٰی الْقِیَامَۃِ وَ اللِّقَاءِ

قیامت تک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی نہیں آئے گا۔

فَمَنْ لَعَنَہٗ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْعِبَادِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

(المعجم الکبیر: ۱۰/ ۲۴۰_۲۳۹_۲۳۸)

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرے اور تنقید کرے سب وشتم کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہے اس پر سارے بندوں کی بھی لعنت ہے اور قیامت کے دن تک یہ لعنت ہوتی رہے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے چاروں خلفاء کا تذکرہ ان کی جامع خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے کیا ہے اور پھر نہ ماننے والوں کے بارے میں ایک ایک جملہ بولا ہے۔ ترتیب اسمیں وہی ہے جو نبی علیہ السلام نے عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے چاروں مقامات پر جو سرزنش کی گئی کہ!

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلاف جو بولے اس پر لعنت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف جو بولے اس پر لعنت اور جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بولے اس پر بھی لعنت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جو بولے اس پر بھی لعنت ہو۔

یہ لعنت کا فتویٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ نے ہمیں ان سب لعنتیوں سے بچا رکھا ہے۔

ہم ہر ایک کا نام لیتے ہیں تو خوش ہو کر لیتے ہیں ہر ایک کی شان بیان کرتے ہیں تو خوش ہو کر بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو معیار دیا ہے جو بندہ آخری سانس تک اس معیار پر رہے اس کو سنی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان:

جس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تقریر کر کے فارغ ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے داد دی۔

آپ نے فرمایا:

صَدَقْتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تم نے بالکل سچ کہا۔

ان چاروں خلفاء کی شان کو یوں بیان کرنا مشکل بڑا تھا کہیں کمی کا خطرہ ہو سکتا تھا لیکن تم نے تو حق ادا کر دیا۔

اَشْهَدُ اَنَّكَ لِسَانُ اَهْلِ بَيْتِكَ

امیر معاویہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اہل بیت کی زبان بنایا ہے۔

تم لسان اہل بیت ہو اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر انداز میں یہ خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔

فقاہت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ:

جس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہاں باہر چلے گئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

مَا كَلَّمْتُهُ قَطُّ اِلَّا وَجَدْتُهُ مُسْتَعِدًّا

آج تک ایسا نہیں ہوا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا ہو اور ان کی تیاری مجھے نظر نہ آئے۔ یہ اتنا علم اللہ نے ان کو دیا ہے کہ جس موضوع پہ چھیڑ دو ان کی پہلے ہی تیاری موجود ہوتی ہے۔

Marfat.com

اور اسی کا ایک انداز خطبہ خلافت راشدہ تھا کہ جس نے قیامت تک کیلئے ہمارے ایمانوں کو بہار عطا فرمادی۔

ترتیب خلافت اور وصال کے بعد صحابی کی شہادت

مرنے کے بعد اگر کوئی صحابی بولا ہے تو اس عقیدے کا اس نے بھی اظہار کیا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ فوت شدہ کو بھی بلوا لیتا ہے۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ بہت بڑے صحابی ہیں مدینہ شریف میں ان کا وصال ہو گیا۔ ظہر اور عصر کے درمیان وصال ہوا گھر والے اٹھا کر لے گئے اوپر کپڑا ڈال دیا مغرب کی نماز کے بعد خواتین اکٹھی تھیں اور رو رہی تھیں۔

چادر کے نیچے سے حضرت زید بن خارجہ بول پڑے جس وقت آپ بولنے لگے تو گھر والوں نے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا جس وقت آپ بولے تو کیا الفاظ تھے۔

فَقَالَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی ہیں کسی سے پڑھے ہوئے نہیں سب کچھ جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آخری نبی بنایا ہے۔

اس کے بعد فرمانے لگے۔

صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ

یہ سچ ہے یہ سچ ہے سچ ہے کہ بہت مضبوط اعصاب کے مالک حضرت ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں۔

زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ مرنے کے بعد نبی علیہ السلام کی نبوت پر گواہی دے رہے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلافت پر گواہی دے رہے ہیں۔

Marfat.com

دوسرے نمبر پر فرماتے لگے۔

عَبْدُاللّٰهِ عُمَرُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِىْ كَانَ لَا يَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

وہ عمر جو حق بات کرنے سے ڈرتے نہیں تھے اور کمزوروں کو بڑوں سے حق لے کر دیتے تھے وہ سچے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ سچے خلیفہ ہیں وہ سچے خلیفہ ہیں۔

تیسرے نمبر پر فرمانے لگے۔

صَدَقَ صَدَقَ صَدَقَ عُثْمَانُ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمٌ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

(طبرانی/۱۵۹)

سچ ہے سچ ہے سچ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو مومنین پر رحیم ہیں امیر المومنین ہیں۔

اب حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ دنیا سے جا چکے تھے وصال ہو چکا تھا مگر پھر بھی ان کی شان ہے کہ جس وقت گھر والے رونے لگے تو آپ نے کہا ''اَنْصِتُوْ'' خاموش ہو جاؤ میری تقریر سنو میں دنیا سے جا چکا ہوں پھر بھی یہ پیغام دے کے جا رہا ہوں۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے وصال کے بعد بھی جو ترتیب بیان کی تھی یہ وہی ترتیب تھی جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی اور یہ واضح کر دیا کہ یہ زندگی میں بھی عقیدہ ہے۔ یہ قبر میں بھی عقیدہ رہے گا۔

ابو علی مفلوج کا خواب اور ترتیب خلافت:

ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے خواب میں دیکھا تو خواب میں بھی یہ ترتیب سامنے آئی۔

Marfat.com

محمد بن سلیمان بن حارث کہتے ہیں میں نے ابو علی مفلوج کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

رَاَيْتَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ

میں نے خواب میں اپنے محبوب علیہ السلام کو دیکھا یار بھی ساتھ موجود تھے۔

کتنے رنگین تیری محفل کے نظارے ہونگے
جب تیرے پاس تیرے یار پیارے ہونگے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنٹر میں بیٹھتے تھے۔

وَاَبُوْبَكْرٍ عَنْ يَّمِيْنِهٖ

ابوبکر رضی اللہ عنہ دائیں طرف بیٹھے تھے۔

وَعُمَرُ عَنْ يَّسَارِهٖ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے تھے۔

وَعُثْمَانُ اَمَامَهٗ

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سامنے بیٹھے تھے۔

وَعَلِيٌّ خَلْفَهٗ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھے تھے۔

اس انداز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ٹیلہ پر ان چاروں خلفاء کے درمیان بیٹھے تھے۔

اِذَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ صَبِيٌّ يَلْعَبُ

درمیان میں ایک بچہ کھیل رہا تھا۔

Marfat.com

میں نے پوچھا

مَنْ هٰذَا

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بچہ کون ہے؟

تو صحابہ نے جواب دیا۔

هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم

(تہذیب الکمال: ۱۳/۳۲۳)

یہ ہمارے نبی علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں۔

لہذا جس نے ظاہری حیات میں دیکھا تو یہی ترتیب دیکھی اور اگر بعد از وصال دیکھا تو پھر بھی ترتیب تھی جو نبی علیہ السلام نے ظاہری حیات میں عطا فرمائی تھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ اپنا انداز ہے۔

ترتیب خلافت تابعین کی نظر میں:

ہر دور میں یہی ترتیب مانی گئی اور یہ غیروں کا پروپیگنڈہ ہے جس کی وجہ سے آج تشیع کو اہلسنت میں داخل کیا جا رہا ہے۔

کچھ ان پڑھ نعت خواں اور کچھ جاہل گدی نشین اور کچھ باطل کی طرف مائل لیڈروں کی وجہ سے حق کو معاذ اللہ دھندلا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور پھر عوام تو کالانعام ہوتے ہیں جو روش چلتی ہے اس پہ چل نکلتے ہیں۔

جس وقت اپنی محفل میں نعرہ لگاتے ہو۔

تو نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت کے بعد حق چار یار خلافت کا نعرہ لگاؤ تا کہ ہمیں پتہ

Marfat.com

چلے کہ تم اس عقیدے پر ہو جو نبی علیہ السلام نے دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بلندیاں بیان کرنا ایمان کا حصہ ہے مگر سرکار کے پہلے تین خلفاء راشدین کا ذکر بھی ضروری ہے۔ نعرۂ تحقیق میں ان چاروں کا ذکر ہے۔ اس واسطے منکرین کو یہ کہتے سنا گیا کہ عملاً تم نے نبی علیہ السلام کے بعد حضرت علی کا مقام مان لیا۔ کیونکہ تمہارے جلسوں میں ان کا نعرہ تیسرے نمبر پہ لگتا ہے۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری

جب کہ تم خلافت بلافصل کے قائل ہو اور خلیفہ بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مانتے ہو اس واسطے اپنے جلسہ میں ہر جگہ یہ اعلان کرو کہ نعرۂ تحقیق جب لگاؤ گے تو اس میں چار یاروں کا تذکرہ آ جائے گا اور ساتھ حق کا بیان بھی ہو جائے گا اور وہی ترتیب بیان ہو جائے گی جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور نبی علیہ السلام نے پڑھ کر سنا دی ہے۔

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ اور ترتیب خلافت ومحبت:

عَنْ حَمَّادِبْنِ سَلْمَةَ رضی الله عنه

حضرت حما بن سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

قَالَ اَيُّوْبُ ابْنُ اَبِیْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِیْ

حضرت ایوب بن ابی تمیمۃ السختیانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

مَنْ اَحَبَّ اَبَابَكْرٍ فَقَدْ اَقَامَ الدِّيْنَ

جس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے دین کو قائم کیا۔

Marfat.com

وَمَنْ اَحَبَّ عُمَرَ فَقَدْ اَوْضَحَ السَّبِيْلَ

اور جس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے راستے کو واضح کر دیا۔

وَمَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ فَقَدْ اِسْتَضَاءَ بِنُوْرِ اللّٰهِ

اور جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے اللہ کے نور سے ضیاء کو حاصل کر لیا۔

وَمَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

اور جس نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا۔

وَمَنْ قَالَ فِيْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحُسْنٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ

(کتاب الورع: ص۔۹۳)

اور جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے محفوظ ہو گیا۔

اس میں حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ نے محبت صحابہ کو بیان کرتے ہوئے جو ترتیب بیان کی ہے یہ وہی ترتیب ہے جو ان کی خلافت کی ترتیب ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان خلفاءِ اربعہ کو اسی اعتبار سے عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ترتیب خلافت اور حضرت طارق کا اعزاز:

تابعین کا انداز خلفاءِ راشدین کی ترتیب کے بارے میں کیسا ہے۔

حضرت سعد بن طارق تابعی ہیں اور اپنے والد طارق سے پوچھتے ہیں۔

کچھ لوگوں نے آج بھی فجر کی نماز میں قنوت کا مسئلہ بنایا ہوا ہے۔ تو سعد کہتے ہیں میں نے قنوت کے بارے میں مسئلہ اپنے والد سے پوچھا

Marfat.com

قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ

میں نے اپنے ابا جی سے کہا اے میرے ابا

اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَخَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ وَخَلْفَ عُمَرَ وَخَلْفَ عُثْمَانَ وَخَلْفَ عَلِیٍّ ھُنَا بِالْکُوْفَۃِ قَرِیْبًا مِّنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَفَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ فِی الْفَجْرِ۔ (طحاوی شریف:۱/۱۷۷)

اے میرے ابا جان آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھی نماز پڑھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی پڑھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی پڑھی اور آپ نے کوفہ میں پانچ سال تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی میرے ابا جی بتاؤ کیا یہ لوگ فجر میں قنوت پڑھتے تھے۔

جس وقت حضرت سعد نے طارق رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو کہنے لگے۔

اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ

اے میرے بچے یہ قنوت فجر کی نماز میں کسی نے نہیں پڑھی، اب پڑھنے والوں نے خود گھڑ لی ہے۔

اگر ایک تابعی بولا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس نے بھی وہی ترتیب بیان کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی۔

حضرت سعد کے والد کتنے بڑے چوٹی کے نمازی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء اربعہ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ وہ ان اماموں کے مشترکہ عقیدت مند تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ کسی

Marfat.com

نے کہا ہو کہ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے تو پڑھی ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نہیں پڑھوں گا یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نہیں پڑھوں گا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نہیں پڑھوں گا۔

جس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قائد مانا ہے اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی قائد مانا ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قائد مانا ہے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی قائد مانا ہے اور جس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قائد مانا ہے اس نے کوفہ میں پانچ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مریدی بھی اختیار کی ہے۔

لہٰذا میں امت کا ایک view آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ سب کے دلوں میں مشترکہ عقیدت تھی اور یہ وہی ترتیب تھی جو ترتیب اس وقت گونج رہی تھی اللہ کے فضل سے آج بھی ہمارے سینوں میں موجود ہے۔

گفتگو کو سمیٹتے ہوئے تمہیں اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی نظر میں ترتیب خلفا

اپنے قرب و جوار میں اور برصغیر کی چوٹی پہ جو جھنڈا حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظر آتا ہے اس کا بھی تو تھوڑا سا تذکرہ کرنا چاہیے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ سے بڑا محب اہل بیت کون ہو سکتا ہے اور ان سے زیادہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت اور مرتبے کو پہچاننے والا اور کون ہو سکتا ہے؟ کشف المحجوب اٹھا کر دیکھیے۔

حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار پر جاہل اور اجڈ قسم کے ملنگ بھنگ پی کے مختلف نعرے لگاتے پھر رہے ہیں اور دین کے خلاف باتیں کر رہے ہیں اوقاف کو ایسے لوگوں کو لگام دینی چاہیے۔

Marfat.com

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے پنجاب میں توحید کے بیج بوئے تھے جس کی کھیتی آج بھی نظر آتی ہے وہ حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

آج اس چیز کو کوئی بیان کرے گا تو اس پر الزام آئے گا کہ تم محب اہل بیت نہیں اگر یہ الزام ہم پہ آتا ہے تو یہ داتا صاحب پہ آجائے گا یہ پوری امت پہ آجائے گا۔ محبت اہل بیت وہ ہے جو نبی علیہ السلام نے اپنی امت کو عطا فرمائی ہے اور اس سے آگے پیچھے وہ ہے کہ سرکار نے فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے بارے میں دو طبقے جہنمی بن جائیں گے۔ جو تجھے حد سے بڑھ کر مانیں گے وہ بھی جہنمی ہیں اور جو تمہارا مرتبہ نہیں مانیں گے وہ بھی جہنمی ہیں۔ سیدھا جنت میں وہ جائے گا جو تمہاری وہ شان مانے گا جو ہم نے تجھے عطا فرمائی ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے پورا ایک باب ائمہ صحابہ کے بارے میں بیان کیا۔

امام صحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

صحابہ کرام کے آئمہ کا تذکرہ کن الفاظ سے فرمایا
حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔

منهم شيخ الاسلام
ان میں سے شیخ الاسلام، اسلام کا پیر، اسلام کا لیڈر

واز بعد انبياء خير الانام
سارے انبیاء کے بعد ساری مخلوق سے بہتر انسان

Marfat.com

خليفه پيغمبر و امام و سيد اهل تجريد و شاہنشاه ارباب تفريد

سادہ ترجمہ یہ ہے کہ ولیوں کا تاجدار، تمام اہل تجرید کا بادشاہ

واز آفات انسانی بعید

وہ انسان جس میں انسانی عیب کوئی نہیں ہے، کون؟

امير المؤمنين ابو بكر عبدالله بن عثمان الصديق رضى الله عنه

(کشف المحجوب، ص:٦٧)

وہ امیر المومنین حضرت ابو بکر عبداللہ بن عثمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے ائمہ کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام میں جو پہلا امام ہے وہ شیخ الاسلام ہیں، ولیوں کے تاجدار ہیں، انبیاء کے بعد سارے انسانوں سے افضل ہیں وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں یہ حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ ہے۔

اس عقیدہ سے آج بغاوت ہو رہی ہے۔ جاہل لوگ اپنی جاہلیت میں اور اپنے مفادات کے چکر میں شیعوں کے چرنوں میں جا کر چرتے ہیں ان سے داد لیتے ہیں یا امداد لیتے ہیں اس کا ہمیں پتہ نہیں ہے لیکن امت کے مسلک کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔

حضرت داتا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ولایت کون جانتا ہے۔

آپ نے پہلے نمبر پر صحابہ کے اماموں میں سے جس کا نام پہلے ذکر کیا وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں ان کی یہ ساری شانیں بیان کر کے سب سے بڑا مضمون ان کی شان میں لکھا۔

Marfat.com

امام صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ:

منهم سرهنگ اہل ایمان

ان میں سے دوسرا امام کون ہے؟ اہل ایمان کا سردار

صعلوك اہل احسان

دین میں روحانیت کا پیشوا

امام اہل تحقیق

اہل تحقیق کا امام

واندر بحر محبت غریق

محبت کے سمندر میں ڈوبا ہوا انسان

ابو حفص عمر بن خطاب رضی الله عنه

(کشف المحجوب، ص:۲۹)

حضرت ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہے

یہ صحابہ میں دوسری قیادت ہے۔

اگر کسی گدی نشین کو دیکھنا ہے تو داتا صاحب کو دیکھو، اگر کسی پیر کو دیکھنا ہے تو داتا صاحب کو دیکھو جو یہاں بیٹھ کر لاہور والو کو کعبہ دکھا سکتا ہے وہ دین بھی سچا بتا تا ہے۔

ہمیں چھوٹے چھوٹے خود ساختہ مجدد کی ضرورت کیا ہے ہمارے سامنے داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات موجود ہیں۔

امام صحابہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

منهم گنج حیا اعبد اہل صفا

Marfat.com

حیاء کا خزانہ، سارے صوفیوں میں بڑا صوفی

متعلق به درگاه رضا

تسلیم و رضا کا پیکر

متحلی بطریق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ہر وقت سرکار کی سنت کا زیور پہنے والا

ابو عمر وعثمان بن عفان رضی الله عنه

(کشف المحجوب، ص:۷۱)

وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ صحابہ کرام کے تیسرے بڑے لیڈر ہیں۔ اب داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ ان کو اتنا عظیم جانے اور تم پوری محفل میں ان کا نام نہ لو خلافت راشدہ کے ضمن میں بھی ان کا تذکرہ نہ کرو تو پھر کیسے مسلک داتا پہنچایا اور پھیلایا جا سکے گا حضرت داتا رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت رکھنے والو! ان سے محبت بھی تو ہونی چاہیے۔

وہ "رائے راجو" کو جوتے مار کے نیچے نہ اتارتے تو شاید پنجاب کی مٹی آج شرک سے بھری ہوئی ہوتی۔ حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے۔ لہٰذا ان کا دیا ہوا ایمان بھی معتبر ہے اور عقیدہ بھی معتبر ہے۔

امام صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ:

منهم برادر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام میں سے چوتھے امام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی

Marfat.com

وغریق بحر بلا

مصیبتوں کا مقابلہ کرنے والے

حریق نار ولا

اللہ کے عشق کی آگ میں جل کر پک جانے والے

مقتداء جملہ اولیاء واصفیاء

اولیاء اور اصفیاء کے تاجدار!

ابو الحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ الکریم

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ شانیں دی ہیں۔

میرے بھائیو!

اس تذکرے سے دل کو کتنی ٹھنڈک پہنچی ہے اور کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے نام سے جلتا ہے کوئی دو کے نام سے جلتا ہے کوئی تین کے نام سے جلتا ہے اور کوئی چار کے نام سے جلتا ہے۔

سنی وہ ہے جو ہر ایک کے نام سے خوش ہوتا ہے۔

اگر ان میں سے کسی کا تذکرہ زیادہ ہوا ہو تو اس کے تذکرہ کو روکنا ہرگز ہمارا مقصد نہیں مگر جن کو بھلایا جا رہا ہے ان کو کیوں اور کس وجہ سے بھلایا جا رہا ہے؟

اس وقت جو روش اہلسنت کے خلاف ملنگوں اور جاہل لوگوں کی طرف سے آ رہی ہے اس کے خلاف جہاد کی ضرورت ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیڈروں کو نہ مانے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیسے مان سکے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا

Marfat.com

تقاضا ہے کہ جن تینوں کے ہاتھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ دیا ان تینوں کی محبت کا اظہار پہلے کیا جائے۔

خلافت راشدہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں:

مکتوبات شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خط کا تذکرہ کیا۔

مجدد الف ثانی کون تھے؟

وہ مجدد کہ جس وقت اکبر نے دین الٰہی بنایا تھا جس شخصیت نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔

یعنی جنہوں نے مصلیٰ پر بیٹھ کر انگڑائی لی تو اکبر کے دربار پر قیامت طاری ہو گئی۔ وہ شیر اہل حق گوالیار کے قلعے میں بند رہ کر انہوں نے جہانگیر کو دین کی راہ میں جھکنے پر مجبور کر دیا ان کو دربار شاہی میں جھکانے کی کوشش کی گئی کہ سارے یہاں آکر جھکتے ہیں تو تم بھی تھوڑا سا جھک جاؤ۔ جس وقت حضرت مجدد کے سر کو دبایا گیا تو ناک سے خون بہہ نکلا مگر پھر بھی سر نہیں جھکا اور یہ سینہ تان کر کہا۔

ایک ہے کعبہ میرا اور ایک ہی مسجود ہے
ہر جگہ موزوں نہیں ہے سر جھکانے کیلئے

اس مجدد کی تعلیمات پر پاکستان بنا تھا اور دو قومی نظریہ کے بانی حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں دو جلدوں میں ان کی تعلیمات کا بہت بڑا خزانہ ہے دنیا میں جتنی آپ کے مکتوبات کو شہرت ملی ہے وہ آپ کا حصہ ہیں۔

آپ خط لکھتے تھے صرف توجہ کیلئے نہیں بلکہ جب کسی علاقے میں بگاڑ پیدا ہوتا تھا

Marfat.com

تو خط یوں لکھتے تھے جیسے کمانڈران چیف کا آرڈر جارہا ہے سیدھے ہو جاؤ یہ غلطی تم سے ہوگئی ہے شیخ احمد کا خط تمہارے پاس آ گیا ہے۔ اس وقت انڈیا کے شہر سامانہ میں ایک غلطی ہوگئی تھی اس میں ایک مسئلہ اٹھا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو پتہ چل گیا۔ اور آپ نے ان کو خط لکھا۔

آپ کے اس خط میں درجنوں ظالموں کا جواب ہے۔

جو ہمارے مسلک کا روپ دھار کے مسلک کی جڑیں کاٹنا چاہتے ہیں۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سامانہ کو خط لکھا۔

سامانہ شہر کے سنی خطیب پر حضرت مجدد کی گرفت:

ذوی الا حترام سادا ت عظا م وقضا ۃ واہالی و موالی کرام بلدہ سا ما نہ آ نکہ شنید ہ شد کہ خطیب آ ن مقا م د ر خطبہ عید قربان ذکر خلفاء را شد ین را رضی اللہ عنہم ترک کردہ

(مکتوبات دفتر دوم: حصہ ششم ص:۴۱)

ذوی الاحترام سادات عظام سنا گیا ہی کہ وہاں کے خطیب نے عید قربان کے خطبہ میں خلفاء راشدین کا نام نہیں لیا

وا سامی متبرکہ ایشان را نخواندہ

خلفاء راشدین کے برکت والے نام نہیں لیے

و نیز شنیدہ شد کہ چون جمعے باوَ تعرض نمودند بسھو نسیان خود اعتزار نا کردہ

Marfat.com

مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جب کچھ لوگوں نے اس خطیب پر اعتراض کیا کہ تم نے خلفاء راشدین کے نام کیوں نہیں لیے؟ تو اس نے آگے سے معذرت بھی نہیں کی

بتمرد پیش آمده :

وہ آگے سے اکڑ کے پیش آیا

وگفته چه شد اگر اسامی خلفاء راشدین مذکور نشده

اور اس نے کہا کہ کیا ہوتا ہے اگر خلفاء راشدین کے نام نہ لیے جائیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اس صورت مسئلہ کو بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ اے سامانہ شہر والو!

مجھے خطیب پر ہی افسوس نہیں، تم پر بھی افسوس ہے

نیز شنیده که اکابر واہالی آن مقام درین باب مساهله ورزیدند

تم نے اس سلسلے میں غفلت وسستی کی۔

وبشدت وغلظت بآں خطیب بے انصاف پیش نیامدند

تم نے اس ظالم خطیب کو جوتے مار کر کیوں نہیں نکالا؟

اے سامانہ کے سیدو! مجھے تم پر بھی افسوس ہے۔

تمہارے خطیب نے غلطی کی ہے لیکن تم نے اس کو ڈانٹا تک نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمانے لگے۔

وائے نه یك بار كه صد بار وائے

ایک بار افسوس نہیں سو بار افسوس ہے۔

Marfat.com

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آج کتنے لوگ ہیں خلفاء راشدین کا نام ترک کر رہے ہیں۔

اس دھرتی پر کچھ جاہل پیر، سجادہ نشین ایسے ہیں

جنہوں نے اپنے درباروں کی مسجدوں میں خلفاء راشدین کے نام خطبوں سے نکلوا دیئے۔ کیا ہم ایسے دین کے علمبردار ہو سکتے ہیں؟

اب کچھ خطیب کرایہ کے ایسے ہیں جو شیعوں کی مجالس میں ذاکروں کی جگہ پر کرنے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ سامانہ کے علاقے میں ایک سنی خطیب نے خلفاء راشدین کے نام ترک کیے تو مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان کا حساب کیسے کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے۔

ذکر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اگرچہ از شرائط خطبہ نیست و لیکن از شعائر اهل سنت است

خلفاء راشدین کا نام خطبہ میں لینا اگرچہ خطبہ کی شرط نہیں مگر سنیوں کی پہچان ضرور ہے۔ وہ سنی تب ہوگا جب خلفاء راشدین کے نام لے گا۔ یہ ہمارے شعار میں سے ہے۔

خطبہ عید قربان میں خلفاء راشدین کا نام ترک کرنیوالے کا حکم:

وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کے شرق و غرب میں علمبردار آج بھی موجود ہیں وہ فرمانے لگے اس خطیب کا میرے نزدیک حکم یہ ہے۔

ترک نکند آنرا بعمد و تمرد

جو خلفاء راشدین کا نام جان بوجھ کر چھوڑے

Marfat.com

مگر کسیکه دلش مریض است

اس کا دل مریض ہے۔

وباطنش خبیث است

اور اس کا باطن خبیث ہے

وہ خطیب بننے کا حق دار نہیں ہے۔ اس نے خلفاء راشدین کے نام ترک کیوں کیے۔

یہ اگر کسی عالم مفتی کی بات ہوتی تو کہتے کہ یہ تنگ نظر لوگ ہوتے ہیں فتوے لگاتے رہتے ہیں۔

جس مجدد کے نظریے پر پاکستان میں رہ رہے ہو اس مجدد کا یہ فتویٰ ہے۔

خلفاء راشدین کے بارے میں اتنا بغض کہ ان کے نام چھوڑ دینا۔ اس بندے کا ہم کوئی علاج نہیں کریں گے وہ ہمارے مسلک کا نہیں ہے وہ برحق نہیں ہے وہ سچا نہیں ہے۔ وہ کون ہے؟ اس کا دل مریض ہے اس کا باطن خبیث ہے۔

آپ نے مسئلہ کی صورتحال کا احاطہ کیا۔ فرمانے لگے۔

اگر کوئی بندہ خطبہ میں خلفاء راشدین کے نام چھوڑتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

یا تو اس لئے چھوڑتا ہے اس کو پہلے دو کے ساتھ دشمنی ہے یا بعد والے دو حضرات کے ساتھ دشمنی ہے۔ اگر ذکر کروں گا۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام پہلے لینا پڑے گا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام دوسرے نمبر پر لینا پڑے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تیسرے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چوتھے نمبر پر لینا پڑے گا تو میں کیوں ذکر کرو۔

حضرت مجدد فرماتے ہیں۔

خلفاء راشدین کا نام نہ لینے والا رافضی یا خارجی:

اگر فرض کنیم که بتعصب وعناد ترک نکرده باشد اگر در تقدیم

Marfat.com

وتفضیل حضرات شیخین متوقف است طریق اہلسنت را رافض است

اگراس لئے چاروں کے نام نہیں لیتا کہ اس کو پہلے دو کی فضیلت میں شک ہے تو یہ بندہ سنی نہیں ہے۔ بلکہ یہ رافضی ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

جس کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلے نمبر پر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے نمبر پر شک ہے۔

ان کی فضیلت کا قائل نہیں ہے اور وہ کس بنیاد پر نام ترک کر رہا ہے تو وہ رافضی ہے۔

اگر در محبت حضرات ختنین متردا ست

اگر نبی علیہ السلام کے دونوں دامادوں سے پیار نہیں۔

نیز از اہل حق خارج است

جو پہلے دو کی برتری نہیں مانتا تو وہ رافضی ہے اور جو دوسرے دونوں سے پیار نہیں کرتا وہ اہل حق سے خارج ہے۔

اس خطیب نے اگر ان دونوں وجوہ میں سے کسی وجہ پر نام نہیں لئے تو یہ سنیوں کی مسجد کا امام نہیں ہوسکتا۔ اہلسنت کو جماعت وہ کرائے گا جو اہلسنت کا یہ عقیدہ رکھنے والا ہوگا۔

دوسری جانب یہ ہے۔

اگر فرض کنیم بتعصب وعناد ترک نہ کردہ باشد

فرض کریں اس نے تعصب کی وجہ سے نام نہیں لیا۔ کسی کے ساتھ تعصب کی وجہ سے دشمنی نہیں کی ویسے ہی نام چھوڑ دیا۔

تو حضرت مجدد فرماتے ہیں۔

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ

جو جس قوم سے مشابہت بنائے تو وہ انہیں سے ہوتا ہے۔

Marfat.com

تو پھرہ سنی نہیں ہوگا رافضی ہوگا، اگرچہ اس کے دل میں عناد نہیں تھا۔ مگر اس نے قوم کے ساتھ تشبہ تو کرلیا جن کو خلفاء راشدین سے آگ لگتی ہے ان کے ساتھ مشابہت تو کرلی پھر بھی مجرم ضرور بن جائے گا۔ پھر فرمانے لگے۔

اِتَّقُوا مَوَاضِعَ التُّهَم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تہمت کی جگہ سے اپنے آپ کو بچا کے رکھو۔

تو وہ کیوں اپنے اوپر تہمت لگوا رہا ہے۔ خلفاء کا نام لے۔ تاکہ اس کا پتہ چلے کہ اس کا ایمان کیسا ہے۔ لہٰذا خلفاء کا نام ترک کرنے میں دو حدیثوں کی خلاف ورزی پھر بھی لازم آئے گی۔

اگر وہ شخص ویسے بغیر عناد کے ترک کرتا ہے تو پھر بھی مجرم ہے۔

آج ہمارے مسلک پر فتنوں کی یلغار ہو چکی ہے۔

مسلک میں صدیوں سے پہلے جو عقیدہ آرہا ہے، اس عقیدے پر کلہاڑے مارنے والے لوگ بھی پیدا ہو چکے ہیں، ان کے اپنے اغراض ومقاصد ہیں۔

آپ میری بات نہ سنیں ان کی کیسٹیں سن لیں جو اس نے شیعوں کی مجلسوں میں جا کر تقریریں کی ہیں، کہ کس انداز میں اہلسنت کو ذلیل ورسوا کرنے کی کوشش کی ہے اور ان رافضیوں کے عقیدے کی ترجیح بیان کی ہے۔

اور ان کے عقیدے کی حامی روایات کو وہاں پر بیان کر کے معاذ اللہ اہلسنت کا وقار مجروح کیا ہے۔

اس واسطے آج ہمیں اپنی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اپنے جلسہ میں اپنی محفل

Marfat.com

میں بالخصوص محفل نعت میں اور ہر خطیب اپنے خطبہ کے اندر اور تقریر کے اندر وہ انداز اپنائے جو حضرت داتا صاحب کا انداز ہے۔ حضرت مجدد صاحب کا انداز ہے۔ ساری امت کے صلحاء فقہاء اور صالحین کا ہے اور اس کا خیال ضرور کیا جائے کہ!

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خطیب کو صرف اس بنیاد پر سنی مسجد کا خطیب نہیں مانتے کہ اس نے ظالموں سے مشابہت اختیار کی لہٰذا یہ ان جیسا ہو گیا۔

اپنی مسجد میں جو صحابہ کے مخالفوں سے مشابہت بنائے تو وہ سنی مسجد کا امام نہیں ہو سکتا اور جو ان کے گھر میں جا کے ان جیسا بن جائے اور ان کے عقیدے کی اور ان کے نظریے کی ترجمانی کرے وہ سنی کا لیڈر کیسے ہو سکتا ہے۔

اس واسطے میری اس بات کو سمجھ کے معمولی قرار نہ دینا، میں نے قرآن وسنت کا سارا نچوڑ اور امت کا عقیدہ تمہارے سامنے بیان کیا ہے۔

ہمیں کسی کی کوئی پرواہ نہیں اگر کسی درگاہ کا کوئی سجادہ نشین ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے اگر کسی پارٹی کا لیڈر ناراض ہوتا ہے تو ہو جائے ہم نے کسی اور کا کلمہ نہیں پڑھا ہم نے گنبد خضریٰ کے والی کا کلمہ پڑھا ہے۔

ہم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت پر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر انشاء اللہ پہرہ دیتے رہیں گے۔

اہل بیت کی عظمتوں کے بھی جھنڈے لہراتے جائیں گے اور صحابہ کرام کی عظمتوں کے بھی جھنڈے لہراتے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب نمبر

10

جب سچائی خود بولے

Marfat.com

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِبَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ اَبُوْکِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا

فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا

قَالَ اِنِّی عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

(سورت مریم آیت نمبر: ۳۰_۲۹_۲۸)

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاسَیِّدِیْ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ کی حمد وثنا اور حضور پر نور شافع یوم النشور دستگیر جہاں غمگسار زماں سید سرداراں احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد!

وارثان منبر ومحراب ارباب فکر ودانش اصحاب مودت ومحبت نہایت ہی معزز حضرات وخواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیراہتمام نویں سالانہ فہم دین کورس میں ہم سب کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے۔

''جب سچائی خود بولے''

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ آج کا موضوع اپنی نوعیت کا ایک منفرد موضوع ہے ﴾

جس میں اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ رب ذوالجلال کی قدرت جب کسی کی تائید کرتی ہے تو اس صداقت وسچائی کو کوئی چیز شکست نہیں دے سکتی اور اللہ تعالیٰ کا فضل جب کسی کا حامی ہوتا ہے۔ تو پھر کوئی چیز اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتی اور ان صداقتوں کو لازوال عظمتیں میسر آتی ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ سورۃ مریم میں تفصیل سے موجود ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ساتھ ماحول میں تشریف لائیں تو

Marfat.com

اعتراضات کی بوچھاڑ ہوگئی۔ معاذ اللہ آپ کے کردار پر شک کیا جانے لگا۔

يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا

لوگ کہنے لگے اے ہارون کی بہن تیرا باپ بھی برا آدمی نہیں تھا۔ اور تیری ماں بھی بری نہیں تھی۔ تم کس طرح یہ بیٹا لے کے آگئی ہو۔ حالانکہ ابھی تک تمہاری شادی نہیں ہوئی۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ

حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی مجھ پہ اعتراض نہ کرو۔ میرے بیٹے سے پوچھو!

جس وقت آپ نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف قوم کو متوجہ کیا تو

قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا

لوگوں نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں یہ تو ابھی پنگھوڑے میں بچہ ہے۔ یہ نہ ہماری بات سن سکتا ہے اور نہ ہمیں جواب دے سکتا ہے۔

حضرت مریم علیہا السلام کے پاکیزہ کردار کی گواہی:

جس وقت لوگوں نے یہ کہا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے کے اندر بول پڑے۔

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا

(سورۃ مریم آیت ۲۸، ۲۹، ۳۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا نبی بنایا ہے۔

Marfat.com

اسی طرح جو لوگ بڑی آسانی کیساتھ حضرت مریم علیہ السلام پر اعتراض کر رہے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ان کے لیے اعتراض کا ایک بہت بڑا دروازہ تھا۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بولے اور آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے۔ مجھے ایک کتاب دی ہے۔ تو اس سے بھرپور انداز میں حضرت مریم علیہا السلام کی صداقت سامنے آ گئی ۔ اور لوگوں کے منہ بند ہو گئے۔ آپ کے کردار میں کسی طرح کا کوئی شک باقی نہ رہا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اپنے بندوں کی صداقت کا اہتمام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے مواقع پر جن کو اپنی تائید سے نوازتا ہے۔ یقیناً اس کی صداقت اور سچائی کو کائنات کی کوئی چیز چیلنج نہیں کر سکتی۔ اور وہ صداقتیں کائنات میں دیرپا ہوتی ہیں۔ اور اس کے اثرات سوسائٹی میں مدتوں تک محسوس کیے جاتے ہیں۔

بنی اسرائیل کا عابد و زاہد:

حضرت امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب (الزہد) کے اندر تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد و زاہد تھا۔ سوسائٹی کے اندر اس کی نیکی کا بڑا چرچا تھا۔ دن رات اللہ کے ذکر میں مصروف رہتا تھا۔

بدنام کرنے کی سازش:

اس زمانے کے کچھ آوارہ گرد لوگوں نے اللہ کے اس ولی کو بدنام کرنے کی ترکیب بنائی۔ کیونکہ وہ اللہ کی یاد میں مستغرق رہنے کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کو بھی اللہ کی یاد کی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ اللہ کے وہ ولی برائی اور بروں کے خلاف جہاد میں بھی

Marfat.com

مصروف رہتے تھے۔انہوں نے پروگرام بنایا کہ انہیں بدنام کر دیا جائے تا کہ ان کا پیغام اسی جگہ جام ہو جائے۔

چنانچہ انہوں نے ایک عورت کو تیار کیا۔اور اس کے لیے وقت کا انتخاب کیا کہ تم نے رات کو عابد کی عبادت گاہ میں پہنچنا ہے۔اور وہاں جا کر تم نے اپنا کام مکمل کرنا ہے۔تا کہ اس شخص سے ہمیں نجات مل سکے۔

امام احمد بن حنبل نے سند کیساتھ اس کو لکھا ہے کہ اللہ کا وہ بندہ رات کو اپنی عبادت گاہ میں بندگی کر رہا تھا۔سردی کی رات تھی بارش کا موسم تھا۔ایک خاتون دروازہ پر پہنچ گئی اور اس خاتون نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا!

لیکن وہ پرہیز گار انسان چراغ جلائے اپنی بندگی میں مصروف رہے۔کبھی حالت قیام میں اور کبھی حالت رکوع میں اور کبھی حالت سجود میں رات کے لمحات گزر رہے تھے۔اس عورت نے آوازیں دینا شروع کر دیں!

وہ کہنے لگی!

يَاعَبْدَاللّٰهِ آوِنِيْ اِلَيْكَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ وَمِصْبَاحُهٗ فَاقِبْ

اے اللہ کے بندے میرا اس وقت کوئی سہارا نہیں۔آپ دروازہ کھولیں تا کہ میں سردی سے بچ سکوں۔رات کے اس وقت میں مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں اور نہ کہیں اس وقت جا سکتی ہوں۔تمہارا یہاں یہ گھر موجود ہے۔بارش بھی ہو رہی ہے سردی بھی ہے اور رات کا وقت ہے۔آپ میرے لئے دروازہ کھول دیں۔تا کہ میں بارش اور سردی سے بچ سکوں۔

اللہ کا یہ ولی اپنی عبادت میں مصروف ہے اور اس خاتون نے بار ہا یہ اپیل کی اور منتیں سماجتیں کرتی رہی کہ آپ دروازہ کھولیں ورنہ میں دروازہ پر ہی مر جاؤں گی۔

Marfat.com

مجھے اتنی شدید سردی لگ چکی ہے۔اور سر چھپانے کے لیے اور کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔

بالآخر اللہ کا ولی جس وقت نماز سے فارغ ہوا تو دروزاہ کھول دیا۔وہ عورت جس وقت اندر کمرے میں داخل ہوئی تو اس ولی نے اپنی بندگی پھر شروع کر دی۔

چند لمحوں کے بعد اس عورت نے اپنی کاروائی شروع کر دی۔اور وہ مصلے کے پاس لیٹ گئی اور وہ بار بار اللہ کے اس ولی کو اپنی طرف متوجہ کرنے لگی۔جس وقت اس نے یہ سمجھا کہ یہ ولی اشارے کنایہ سے میری طرف متوجہ نہیں ہو رہے۔تو اس نے اپنی زبان سے دعوت برائی دینا شروع کر دی۔مگر اللہ کا وہ ولی مسلسل اپنی بندگی میں مصروف رہا۔جس وقت عورت مزید برائی میں تیز ہونے لگی۔اس اللہ کے ولی کو برائی میں ملوث کرنا شروع کیا۔

جلتے چراغ پہ انگلی رکھ دی:

تو اللہ کے اس عظیم بندے نے مصلے کے قریب جلتے چراغ پر اپنی انگلی کر دی۔اور جس وقت چراغ کے اوپر انگلی کی تو وہ جلتے جلتے ساری انگلی جل گئی۔اس کے بعد پھر دوبارہ نفل شروع کر دیئے۔اس عورت نے پھر اپنی بری حرکتیں شروع کر دیں۔

ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِصْبَاحِ فَوَضَعَ اِصْبَعَهٗ اَيْضًا حَتّٰى اِحْتَرَقَتْ

پھر وہ دوبارہ چراغ کے پاس پہنچے اور دوسری انگلی کو جلانا شروع کر دیا۔اسی طرح شعلوں کے ساتھ دوسری انگلی بھی جل گئی۔

ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى مُصَلَّاهُ فَدَعَتْهُ نَفْسُهٗ اَيْضًا فَلَمْ يَرَعْهُ

پھر وہ اپنی عبادت گاہ کی طرف لوٹے اور دوبارہ بندگی شروع کر دی۔

Marfat.com

عورت نے پھر جس وقت اپنی حرکتیں شروع کیں۔

وَهُوَ يَعُوْدُ اِلَى الْمِصْبَاحِ حَتّٰى اِحْتَرَقَتْ اَصَابِعُهٗ

تو پھر اپنی بندگی کو چھوڑ کے چراغ کے پاس پہنچے اور اپنے آپ کو اس بات کی تلقین کر رہے تھے۔ کہ اگر یہ دنیا کی تھوڑی سی آگ برداشت کر سکتے ہو تو پھر نار جہنم کو برداشت کرنے کے لیے برائی کا ارتکاب کر لو۔ اپنے آپ کو مسلسل آگ پر تاپ کر اللہ کے اس ولی نے اپنے کردار کو محفوظ رکھا۔

جس وقت بھی اس عورت کے گندے خیالات اور اس کی گندی حرکات سامنے آئیں تو اللہ کا وہ ولی آگ کے پاس چلا جاتا۔ اسی انداز میں ساری رات اس کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ بالآخر جب دونوں ہاتھوں کی انگلیاں جل گئیں۔ تو اس عورت کو بھی خیال آیا کہ ان کے تقویٰ اور پرہیز گاری کا معیار کتنا اونچا ہے۔ کتنی بار میں نے اس کو متوجہ کیا اس نے میری طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کیا اور اس انداز میں اللہ کی طرف متوجہ رہا۔ اپنے ہاتھ کی انگلیاں جلا دیں۔

حَتّٰى اِحْتَرَقَتْ اَصَابِعُهٗ وَهِيَ تَنْظُرُ اِلَيْهِ فَصَعِقَتْ فَمَاتَتْ

جس وقت اس عورت نے دونوں ہاتھوں کی دس انگلیوں کو جلتا دیکھا تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی اور اس نے چیخ ماری تو اس کے ساتھ اس کی روح اس کے بدن سے پرواز کر گئی۔

اب وہ لوگ جنہوں نے اس عورت کو غلط نظریے پر بھیجا تھا۔ وہ انتظار میں تھے کہ کب صبح کا وقت ہوتا ہے۔ ہم جاتے ہیں اور اس عورت سے داستان سنتے ہیں۔ کہ کس طرح پرہیز گار اپنی راہ سے بھٹکتا ہے۔ اور کس طرح سچے راستے سے پھسلتا ہے۔

صبح کا وقت ہوا تو وہ لوگ عبادت گاہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں پر عورت کی میت پڑی ہے۔ اب انہوں نے سمجھا کہ ہمارا منصوبہ کامیاب ہو گیا۔ بڑے تند و تیز لہجے سے اس ولی کے ساتھ باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اور اس پہ تنقید کا دروازہ کھولا۔

Marfat.com

وہ کہنے لگے۔

يَا عَدُوَّ اللّٰهِ يَا مُرَائِيْ وَقَعْتَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَتَلْتَهَا

اے اللہ کے دشمن تو کتنا ریا کار ہے۔ لوگوں کو تم نے بندگی کا جھانسہ دے رکھا ہے۔ اور تیرا من بڑا پلید ہے۔ تیرا کردار بڑا گندہ ہے۔ تو نے ایک عورت کے ساتھ رات کو بدکاری کی ہے۔ اور اس کے بعد تو نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

اب تمہارے کردار کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ تمہارے کردار کا پردہ فاش ہو چکا ہے۔ لہذا انہوں نے احتجاج شروع کیا۔ جلوس نکالنا شروع کیا۔ اور حاکم وقت تک کیس لے گئے۔ کہ فلاں بندہ جو بڑا صوفی بنا ہوا تھا۔ عابد و زاہد بنا ہوا تھا۔ مگر کردار اس کا بڑا گندہ تھا۔ رات کو اس نے اپنے عبادت خانے میں ایک عورت کے ساتھ بدی کی ہے۔ اور برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ پھر اس کو قتل بھی کر دیا ہے۔ باقاعدہ کیس چلا۔ اور اس پرہیزگار بندے کا کردار لوگوں کی نگاہوں میں مخدوش بنا دیا گیا۔ چونکہ دوسری کوئی عورت موجود نہیں تھی۔ عورت خود فوت ہو چکی تھی اور کوئی گواہی دینے والا نہ تھا۔ جو اس کے کردار کے ستھرے پن کو بیان کرتا۔

الزام لگانے والے اپنے الزام کی تصدیق میں اس عورت کی میت پیش کر رہے تھے کہ رات کو یہ وہاں کیسے پہنچی اور وہاں یہ کیسے مرگئی۔ تو یقیناً اس شخص کا کردار ایسا تھا۔ کہ جس نے عبادت کے رنگ میں لوگوں کی عزتوں کو لوٹنے کا ایک کاروبار شروع کر رکھا تھا۔ اور نتیجہ یہ نکلا ہے کہ عورت پہنچی ہے۔ اس کے ساتھ برائی کی گئی ہے۔ پھر اس عورت کو اس انسان نے قتل کر دیا۔

فَاَمَرَ بِقَتْلِهٖ

حاکم وقت نے اس کی سزا قتل تجویز کی کہ مجمع عام میں اس انسان کو قتل کیا جائے۔

Marfat.com

تا کہ نشان عبرت بن جائے۔ یہ عام لوگوں سے زیادہ برا ہے۔ معاذ اللہ جس نے بندگی کی آڑ میں لوگوں کی عزتیں لوٹنا شروع کر رکھی ہیں۔

جب مجمع لگ گیا تو اس شخص کو قتل کرنے کے لیے پیش کیا گیا۔ ابھی تلوار چلنے والی تھی۔ اللہ کا وہ بندہ کہتا ہے۔

دَعُوْنِیْ حَتّٰی اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ

مجھے چھوڑ دو تا کہ میں دو رکعت نفل ادا کرلوں۔

لوگ اس کے بارے میں اپنی سوچ بدل چکے تھے۔ اور یہی سمجھتے تھے کہ اب بھی یہ معاذ اللہ کوئی فراڈ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ کے اس ولی نے وضو کیا اور وضو کرنے کے بعد اس نے نفل پڑھے۔

جس وقت نفل ادا کر لئے۔

ثُمَّ دَعَا

اس نے دعا مانگی۔

وہ کہنے لگا۔

اَیْ رَبِّ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ لَمْ تَكُنْ لِتُوَاخِذَنِیْ بِمَا لَمْ اَكُنْ اَفْعَلُ

اے میرے رب مجھے یہ پتہ ہے کہ قیامت کے دن تو مجھ سے اس کا مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ جو میں نے کام نہیں کیا۔

وَلٰكِنْ اَسْاَلُكَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ عَارًا عَلَى الْقُرَّآءِ بَعْدِیْ

لیکن میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے بعد پرہیزگاروں کا کردار معیوب ہو جائے گا۔ اور لوگ میری وجہ سے بدنام ہو جائیں گے اور نیک لوگوں پر زمانے کے بدمعاش تنقید کریں گے اور میرا نام پیش کریں گے کہ فلاں بڑا پرہیزگار بنا ہوا تھا۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے انہوں نے اس انداز میں سوال کیا۔

اَسْاَلُكَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ عَارًا عَلَى الْقُرَّآءِ بَعْدِی

اے اللہ میں صرف یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد میرا نام شرم کی علامت نہ بن جائے۔ اور میں پرہیز گاروں کے لیے عار نہ بن جاؤں۔

میرے بعد نیک لوگوں کے لیے میرا نام گالی نہ بن جائے۔

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ مجمع عام میں میرے کردار کی صفائی سامنے آ جائے۔

پھر اگرچہ قتل بھی کر دیا جائے تو کوئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے زمانے کے جو نیک لوگ ہیں۔ انہیں کوئی طعنہ نہ ملے۔ اور ان پر کوئی تنقید نہ کی جائے۔ مجمع عام لگا ہوا تھا۔ اور عورت کی میت بھی سامنے موجود تھی۔

عابد کے ستھرے کردار کی گواہی:

جونہی اللہ کے ولی نے یہ دعا مانگی تو

رَدَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا نَفْسَهَا

رب ذوالجلال نے اس عورت کو زندہ کر دیا۔

اور مجمع عام میں وہ اٹھ کے بیٹھ گئی۔ جب وہ زندہ ہوئی تو

فَقَالَتْ

اس نے کہا لوگو!

اُنْظُرُوْا اِلٰى يَدِهٖ ثُمَّ عَادَتْ مَيْتَةً

(الزھد لامام احمد بن حنبل الشیبانی بقیہ زہد عیسیٰ علیہ السلام ص ۱۲۶ دار الدیان للتراث القاہرہ)

اعتراض کرنے سے پہلے اس انسان کے ہاتھ دیکھو۔

میں نے ساری کوشش کی۔ اس کو پھنسانے کی لیکن جس وقت میرا مکر و فریب

Marfat.com

بڑھنے لگتا۔تو یہ اٹھ کے چراغ پہ اپنا ہاتھ کرتا۔اس نے ایک ایک کر کے اپنی انگلیاں جلائی ہیں۔اور اس کی ایک ایک انگلی کو جلتا دیکھتی رہی ہوں۔بالآخر اس کی دس کی دس انگلیاں جل گئیں اور میں اپنے منصوبہ میں ناکام ہوگئی۔مجھے رب کا خوف آیا اور مجھ پہ اللہ کے ڈر کی وجہ سے رعشہ طاری ہوگیا۔اسی دوران میری روح نکل گئی۔لہذا اس پرہیزگار کی طرف کوئی انگلی نہ اٹھائے۔یہ وہ انسان ہے کہ جس کو ساری رات ایک عورت بدی کی دعوت دیتی رہی۔مگر یہ پھر بھی بدی تو کیا اس نے عورت کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کیا۔اور اللہ کے عذاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو آگ پہ جلاتا رہا۔

لہذا میں یہ گواہی دیتی ہوں کہ اس بزرگ کا کردار بالکل سچا اور ستھرا ہے۔اس انداز میں سچائی جب بولتی ہے۔اس کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے اور اس کی اپنی ایک تاثیر ہوتی ہے۔وہ زمانے کے برے لوگ جو حق پرست کا رستہ روکنا چاہتے تھے۔مجمع عام میں ایک فوت شدہ خاتون زندہ ہو کر اس کے کردار کی گواہی دے رہی تھی تو مجمع میں کتنے بگڑے ہوئے لوگ تھے۔جن کو ہدایت نصیب ہوئی اور اس انداز میں ایک بندے کا کردار بے غبار ثابت ہوا۔اور اس کردار کی سچائی نے سینکڑوں لوگوں کو راہ راست کا مسافر اور راہی بنا دیا۔

ایسے ہی بخاری شریف میں تذکرہ موجود ہے جس کو سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے تفصیل سے بیان کیا۔پہلی امتوں میں ایک جریج نامی انسان تھا۔اس کی عبادت کا بڑا چرچا تھا۔انہوں نے اپنا عبادت خانہ بنا رکھا تھا۔اس سے باہر نہیں نکلتے تھے۔دن رات اس عبادت خانے میں بندگی میں مصروف رہتے تھے۔

والدہ کی ناراضگی کا وبال:

ایک دن ان کی والدہ ان کے پاس آئیں تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔تو والدہ نے ان کو آواز دی۔اس پرہیزگار نے سوچا کہ ایک طرف رب کی بندگی ہے۔ایک طرف

Marfat.com

والدہ کی دعوت ہے۔ والدہ کوئی کام کہنا چاہتی ہے۔ لہذا اس نے فیصلہ کیا کہ اللہ کی بندگی نہیں چھوڑوں گا۔ والدہ کی بات نماز سے فارغ ہونے کے بعد سن لوں گا۔

والدہ کی بددعا:

موقف ان کا صحیح تھا کہ اللہ کی بندگی جاری ہے۔ اور اس وقت اس میں انقطاع نہیں آنا چاہیے۔ لیکن ماں کو غصہ آگیا اور ماں نے اپنے بیٹے کے خلاف دعا کردی۔ ماں کہنے لگی۔

اَللّٰھُمَّ لَاتُمِتْہُ حَتّٰی تُرِیَہٗ وُجُوْہُ الْمُوْمِسَاتِ

اے اللہ میرا بیٹا اس وقت تک نہ مرے جب تک یہ بدکردار عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے۔

موسمات: زانیہ اور وحشیہ عورت کو کہتے ہیں۔

اے اللہ مرنے سے پہلے یہ بدکردار عورتوں کا منہ دیکھے۔ یہ دعائے نقصان تھی جو غصے میں ایک ماں نے اپنے بیٹے کے لیے کردی۔

وہ الفاظ رب کی بارگاہ میں مقبول ہوگئے۔ یہ عابدوزاہد اپنے عبادت خانے میں عبادت کے اندر اسی طرح مصروف رہا۔ بہت سا وقت گزر گیا۔ مگر جو ماں کے جملے تھے ان کا اثر بھی باقی تھا۔

وَکَانَ جُرَیْجٌ فِیْ صَوْمَعَتِہٖ

اور وہ جریج نامی بزرگ اپنے عبادت خانہ میں موجود تھا۔

فَتَعَرَّضَتْ لَہُ امْرَاَۃٌ

اس کے پڑوس میں ایک عورت رہتی تھی۔

سرکار ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ عورت اس کے عبادت خانے میں جانے لگی اور اس میں جاکر اس شخص کو اپنی طرف مائل کرنے لگی۔

Marfat.com

فابیٰ فَاَتَتْ رَاعِيًا فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا

مگر وہ بلا کا پرہیزگار انسان تھا۔ بہت بڑا صوفی تھا۔ اور دن رات اللہ کی بندگی میں مصروف رہنے والا تھا۔ اس نے عورت کی طرف کوئی توجہ نہ کی تو عورت نے اپنے آپ کو ایک چرواہے کے آگے پیش کر دیا۔ تو وہ عورت حاملہ ہو گئی۔

فَوَلَدَتْ غُلَامًا

اور وقت معین پر اس کا بچہ پیدا ہو گیا۔

جریج پہ برائی کا الزام:

جب لوگوں نے پوچھا کہ تو نے اس بچے کو کیسے جنم دیا۔ تیرا تو کوئی خاوند نہیں ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ جو اس عبادت خانے میں رہتا ہے۔ میرے اس کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اور اس کے نتیجے میں یہ بچہ پیدا ہوا۔

جس وقت اس عورت نے بول کے یہ الزام لگا دیا۔

آپ اس وقت معاشرے میں اس بات کو محسوس کرتے ہو کہ اگر کسی نیک آدمی سے کوئی برائی ہو جائے تو اس پر ردعمل شدید ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو ماحول میں برے ہوتے ہیں۔ لیکن ایسے موقع پر وہ لوگ بڑھ چڑھ کر سامنے آتے ہیں۔ اپنے کردار کو چھپانے کے لیے دوسرے کے خلاف بڑے نازیبا الفاظ بولتے ہیں۔

لہذا اس عورت نے بول کے کہہ دیا کہ میرا بیٹا حرام زادہ ہے۔ اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ میرے اس پرہیزگار انسان کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں اور اس کے نتیجے میں میرا یہ بیٹا پیدا ہوا ہے۔

لوگوں نے جب اس خاتون کی بات سنی تو انہوں نے کچھ نہ سوچا۔

Marfat.com

فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهٗ

وہ لوگ اس کے عبادت خانے میں آئے اور اس کے عبادت خانہ پہ حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ اور انہوں نے کہا کہ عبادت کو تو نے آڑ بنا رکھا ہے۔ اور تیرا کردار کتنا گندا ہے۔

لہذا سب سے پہلے اس کے عبادت خانہ کو گرایا اور اس کی اینٹیں پھیلادیں۔ اس کے بعد اس انسان کو مارنا شروع کر دیا۔

جس وقت اس کو باہر لے کے آگئے۔ تو جریج نے کہا مجھے چند منٹ دے دو میں وضو کرلوں۔

فَتَوَضَّأَ وَصَلّٰی

اب اس نے وضو کیا پھر نماز ادا کی۔

اس کے بعد اس پرہیز گار نے جو دن رات اپنے رب کو سجدہ کرتا تھا۔ اپنے رب سے رابطہ قائم کیا اور درخواست کی کہ یا اللہ میں نے جرم کیا نہیں۔ لیکن میری ذمہ لگ گیا ہے۔ اور عورت اپنا شیر خوار بچہ لیکر معاشرہ میں موجود ہے۔ لوگوں میں جو نیک تھے۔ وہ بھی خلاف اور جو برے تھے۔ وہ بھی پرہیز گار کے خلاف ہیں۔ سب کے سب اس کے خلاف تھے۔ کوئی بھی اس کا حامی نہیں تھا۔

شیر خوار بچے کی گواہی:

اس وقت وہ عدالت کے کٹہرے میں تھے۔ اس کو مارا پیٹا جا رہا ہے۔ اس کے کردار پر حملے کیے جا رہے ہیں۔ جب اس نے نفل ادا کر لئے اس کے بعد اس نے عورت سے نہیں کہا۔ شیر خوار بچے سے کہا!

Marfat.com

مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ

اے بچے یہ تو بتا تیرا باپ کون ہے۔

اس کی ماں بار بار کہتی تھی کہ یہ پرہیزگار صوفی جو فلاں جگہ عبادت کرتا ہے۔ یہ بیٹا اس کا ہے۔ اس نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ لیکن اس پرہیز کا کردار کتنا ستھرا ہے اسے اپنے کردار پر اطمینان تھا۔

اللہ تعالیٰ کو موجود سمجھتے ہوئے اس نے شیر خوار بچے سے کہا!

مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ

اے بچے ذرا بتا تو سہی کہ تیرا باپ کون ہے۔

اب لوگ منتظر بھی تھے اور متعجب بھی تھے کہ چار دنوں کا بچہ نہیں بولتا۔ تو یہ بچہ بھی نہیں بولے گا۔ اور یہ جس طرح عدالت کے کٹہرے میں پھنس چکا ہے۔ ابھی اس کو رجم کیا جائے گا۔ اور سزا دی جائے گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کیسے حمایت کرتی ہے۔

اور سچائی کیسے بولتی ہے

جریج کا بے داغ کردار:

سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ!

جس وقت اس پرہیز گار نے بچے سے پوچھا

مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ

اے بچے بتا تیرا باپ کون ہے۔

فَقَالَ الرَّاعِيْ

(صحیح بخاری شریف کتاب الانبیاء باب قول اللہ عزوجل 'واذکروافی الکتاب مریم' ج:۱ص: ۴۸۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اس بچہ نے کہا کہ تمہارے عبادت خانے کے ساتھ جو چرواہا رہتا ہے۔ وہ چرواہا میرا باپ ہے۔ میری ماں نے اس سے بدکاری کروائی ہے اور میں اس کے نتیجے میں پیدا ہوا ہوں تو سید عالم ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں کہ!

پنگھوڑے میں بولنے والے کئی انداز کے ہوتے ہیں اور صداقت ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پنگھوڑے میں بولے اور اپنی امی کی صداقت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کا ایک اپنا کردار ہے۔ اور ان کا بولنا اپنے انداز کا ہے۔

ادھر یہ بچہ بھی بولا ہے اور اپنی ماں کے کردار کی گواہی ستھرے انداز میں نہیں دی۔ اس ولی کے پاک کردار کو بیان کر دیا ہے۔

اس کی ماں بار بار الزام لگا رہی تھی۔ مگر رب ذوالجلال نے اس نیک انسان کی نیکی کو محفوظ کر لیا۔ اور اس پہ جو الزام لگ رہا تھا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک بچے کو توفیق دے دی وہ شیر خوار بچہ بول رہا تھا۔ اور اللہ کے ایک ولی کے کردار کی گواہی دے رہا تھا۔

ایک عورت کی کہانی ان کی زبانی:

ایسے ہی بخاری شریف کا ایک مقام بڑا منفرد ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کی ایک سہیلی آتی تھی۔ وہ کالے رنگ کی عورت تھی۔ ایک زمانہ پہلے وہ لونڈی تھی۔ پھر ان کو آزاد کر دیا گیا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے اس خاتون کو یہ شرف بخشا کہ ان کو مسجد نبوی شریف کے احاطے میں ایک چھوٹا سا سرکنڈوں کا کمرہ بنا دیا گیا۔

آپ فرماتی ہیں

Marfat.com

كَانَ لَهَا حَفْشٌ فِي الْمَسْجِدِ

اس خاتون کے لیے حفش تھا۔

حفش: وہ چھوٹا سا کمرہ جو کانٹوں کا بنا ہوا تھا۔ سرکنڈوں کے بنے کمرے میں عبادت کرتی رہتی تھی۔

فارغ وقت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آجاتی تھیں۔ اور اپنے ماضی کے داستانیں بیان کرتی تھی۔ کہ جب میں کافرہ تھی اور زرخرید لونڈی تھی۔

فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيثِهَا

جس وقت اپنی باتیں کر کے فارغ ہوتی تو ایک بات آہ بھر کے کہتی تھی۔

قَالَتْ يَوْمُ الْوُشَاحِ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا

وہ کہتی تھی کہ ہاروالا دن میرے رب کے عجیب دنوں میں سے ہے۔

اِلَّا اَنَّهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِي

مگر اسی دن نے مجھے کفر سے بچالیا۔ اور کفر والے شہر سے مجھے نجات دی ہے۔

فَلَمَّا اَكْثَرَتْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب کئی بار اس سے یہ جملہ سنا تو

قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کہ یوم وشاح کیا چیز ہے؟

اس دن کیا ہوا تھا؟

(وشاح) وہ ہار جو چمڑے کا بنا ہوا ہو اور اس پر ہیرے جواھرات لگے ہوں یہ بڑا قیمتی ہار عربوں کی عورتوں میں استعمال ہوتا تھا۔ اسے کندھے اور پہلو کے درمیان

Marfat.com

پہنا جاتا تھا۔عورتوں کا خاص زیور تھا۔

قَالَتْ

وہ عورت کہنے لگی یوم وشاح کو میں اس لیے یاد رکھتی ہوں کہ جب میں لونڈی تھی اپنے مالک کے گھر میں رہتی تھی۔

ہار چوری کا الزام:

مالک کی صاحبزادی کا ایک ہار بڑا قیمتی تھا۔وہ ہار اس بچی نے کہیں پہ رکھا۔

فَانْحَطَتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَا وَهِيَ تَحْسَبُهُ لَحْمًا

اس ہار کو ایک چیل گوشت سمجھ کر اٹھا کر لے گئی۔

حالانکہ وہ ایک قیمتی ہار تھا۔

لہذا چیل نے اس کو اٹھایا اور دور چلی گئی۔اس وقت گھر میں کوئی موجود نہیں تھا۔

اس بچی کو ہار کے بغیر والدین نے جس وقت دیکھا تو انہوں نے ہار تلاش کیا۔اس وقت میرے سوا کوئی گھر میں موجود نہیں تھا۔

لہذا مجھ پہ الزام آ گیا۔

فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ

پہلے انہوں نے مجھ پر تہمت لگائی کہ وہ قیمتی ہار تمہارے پاس ہے۔

فَعَذَّبُوْنِيْ بِهٖ

پھر انہوں نے مجھے عذاب دیا مجھ کو خوب مارا پیٹا اور تشدد کیا۔

حَتّٰى بَلَغَ مِنْ اَمْرِيْ اَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِيْ قُبُلِيْ

حتی کہ انہوں نے تلاشی لیتے وقت میرے عضو مخصوص کی بھی تلاشی لی کہ اس میں کہیں ہار نہ چھپایا ہوا ہو۔

Marfat.com

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ عورت اپنا درد بھرا واقعہ میرے سامنے بیان کر رہی تھی۔ مگر پھر بھی وہ یہ کہتی تھی کہ شکر ہے۔ میرے رب کا کہ ایسا واقعہ تو پیش آیا۔ مگر اس کی برکت سے رب نے مجھے اسلام عطا فرما دیا۔

ایسی صورت حال میں کوئی گواہ پیش نہ کر سکی۔ ہار کا کوئی سراغ نہیں ہے اور مسلسل اس کو مارا جا رہا ہے۔

قدرت الٰہی کی حمایت:

اب دیکھنا اللہ کی قدرت اس کی حمایت کیسے کرتی ہے۔

وہ عورت کہنے لگی۔ اس وقت اس میرے مالک کے سارے رشتہ دار موجود تھے۔ ہزاروں لاکھوں کا وہ ہار تھا۔ مجھے مارا جا رہا تھا اور مجھ سے پوچھا جا رہا تھا کہ ہار تمہارے پاس ہے تم نے کہیں چھپا دیا ہے۔

لہٰذا سو فیصد سب کا خیال میرے بارے میں تھا کہ ہار میں نے چوری کیا ہے۔ حالانکہ میں نے چوری نہیں کیا تھا۔ وہ تو چیل اٹھا کے لے گئی تھی۔

جب میں کہتی تھی کہ وہ ہار چیل لے گئی تو وہ مجھے مزید مارتے تھے۔ کہ چیل کا اس سے کیا تعلق ہے۔

وہ کہنے لگی

اَنَا فِیْ کَرْبِیْ

میں تکلیف میں تھی درد سے چیخ رہی تھی۔

اِذَا اَقْبَلَتِ الْحُدَیَا

اچانک وہ چیل فضا میں آ گئی۔ جو ہار اٹھا کے لے گئی تھی وہ گھر کے اوپر آئی اور آہستہ آہستہ نیچے آتی گئی۔

Marfat.com

حَتّٰی وَازَتْ بِرُءُوْسِنَا

یہاں تک وہ ہمارے سروں کے قریب آ گئی۔اس کے منہ میں وہ ہار موجود تھا۔

ثُمَّ اَلْقَتْہُ

اس چیل نے سب کے درمیان میں اس ہار کو پھینک دیا۔

فَاَخَذُوْہُ

تو میرے مالکوں نے ہار پکڑا۔

تو یہ وہ ہار تھا جس پر مجھے مارا جا رہا تھا۔

عورت کی صداقت کا اظہار:

فَقُلْتُ لَھُمْ ھٰذَا الَّذِیْ اِتَّھَمْتُمُوْنِیْ بِہٖ

تو میں نے کہا کہ یہ وہی ہار ہے۔جس کا تم نے مجھ پہ الزام لگایا تھا۔تم نے مجھے کتنا مارا ہے۔میری تم نے بے عزتی کی ہے۔اور کہاں کہاں سے تم نے میری تلاشی لی ہے ۔میں سچی تھی اور سچ بولتی تھی کہ میں نے ہار نہیں چرایا۔

دیکھو وہ سچائی میری ثابت ہو گئی ہے۔

اَنَا مِنْہُ بَرِیْئَۃٌ

(صحیح بخاری شریف، کتاب بنیان الکعبۃ، باب ایام الجاہلیۃ، ج:۱، ص:۵۴۱، قدیمی کتب خانہ)

میں اس سے بری ہوں۔

اور مجھے یقین ہے جس رب نے مجھے سچا کر دکھایا ہے وہ رب سچا ہے۔بت جھوٹے ہیں۔میرا رب سچا رب ہے۔

Marfat.com

لہذا وہ کہنے لگی مجھے تکلیف تو پہنچی تھی۔ مگر میں رب کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صدقے مجھے ایمان عطا فرما دیا۔

اللہ تعالیٰ اس انداز میں بندوں کی حمایت فرما دیتا ہے۔

ایسے ہی صداقت کا ایک اور انداز ہے۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں

رسول اکرم ﷺ نے تفصیل کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے۔

اس سے ہمیں ہر قسم کے معاملات کی اصلاح کا پہلو ہمیں سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر ایک شخص صداقت پر ہے تو زمانہ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ اور حالات جیسے بھی ہو جائیں اسے اپنی صداقت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسے اپنے موقف پہ ڈٹ جانا چاہیے۔

اگر اس کو اس سلسلہ میں سزا برداشت کرنی پڑتی ہے۔ تو وہ برداشت کرتا رہے۔

ایک دن اللہ تعالیٰ اس کی نیکی کا اثر ضرور ظاہر فرما دے گا۔

ایک غریب شخص کا واقعہ:

سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے پہلی امتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ ایک شخص بڑا غریب تھا۔ اس کو قرضے کی ضرورت تھی۔

قرضہ لینے کے لیے وہ ایک انسان کے پاس پہنچا۔ اس نے اس سے ہزار دینار مانگا۔ دینار سونے کا ہوتا ہے درہم چاندی کا ہوتا ہے۔

ہزار دینار کی ویلیو اس زمانے میں بڑی زیادہ تھی۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ گواہ وکفیل:

جس سے اس نے قرضہ مانگا تو اس نے کہا قرضہ دینے کو تو میں تیار ہوں۔

اِئْتِنِیْ بِالشُّهَدَاءِ

میرے سامنے کوئی گواہ لاؤ۔

جو کل گواہی دیں کہ میں نے تجھے ہزار دینار دیا تھا۔ اگر تم انکار کرو گے تو میرے پاس گواہ تو موجود ہوں گے۔ وہ گواہی دیں گے۔ لہذا تم اپنے گواہ کا بندوبست کرو۔

قرض لینے والا شخص ایک مخلص انسان تھا اور دل کا ستھرا تھا۔

اس نے اس سے کہا۔

فَقَالَ : كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

اس نے کہا! خدا کے بندے تجھے گواہوں کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ تم مجھے قرضہ دے دو اللہ گواہ ہے۔

پھر اس شخص نے کہا!

اِئْتِنِیْ بِالْكَفِيْلِ

پھر تم مجھے کوئی کفیل دو۔

اگر تم کل قرض ادا کرنے کے قابل نہ رہو تو وہ کفیل میرا قرضہ پورا کرے۔ تم بھوکے اور نادار ہو جاؤ تمہارے حالات مزید خراب ہو جائیں یا تم فوت ہو جاؤ اس سے میں اپنے پیسے پورے کرلوں۔ تو اس نے کہا!

قَالَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا

قرضہ لینے والے آدمی نے کہا کہ اللہ ہی وکیل کافی ہے۔

Marfat.com

جب اس شخص نے گواہ مانگا تو اس نے کہا تھا کہ اللہ گواہ کافی ہے اور پھر جس وقت اس نے کہا کہ کوئی وکیل لاؤ اور اس نے کہا اللہ وکیل کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ قرض پورا کرے گا۔

یہ دو باتیں جب اس نے پیش کر دیں تو اس مالدار انسان کو رحم آ گیا۔

اس نے اس شخص کو ہزار دینار دے دیا۔ وقت معین ہو گیا کہ فلاں دن تو نے یہ پیسے واپس کرنے ہیں۔

دو تین سال کے بعد جب وہ دن آیا۔

تو ہزار دینار اکٹھا کر کے گھر سے نکلا۔

وعدہ وفائی کا عظیم جذبہ:

اس شخص نے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا۔ وقت معین آ گیا۔ میرا گزارہ ہو گیا ہے۔ اب میرے پاس سب کچھ ہے۔ اب وعدہ کے مطابق وقت معین پر اس کا قرضہ واپس کر دوں۔ اور اس کا شکریہ ادا کروں۔

جس شہر میں اس نے جا کر قرضہ ادا کرنا تھا۔ اس کی طرف جانے کے لیے بحری راستہ کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔

جس وقت یہ انسان سمندر کے کنارے پہنچا۔

فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا

اس کو کشتی نہ ملی۔

سارا دن وہ انتظار کرتا رہا کہ آج میں نے قرضہ واپس کرنا ہے۔ اور سواری بھی موجود نہیں ہے۔ سواری کے بغیر سوائے ڈوبنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس کا دل

Marfat.com

گواہی دیتا ہے کہ وقت معین پر وعدہ کے مطابق پیسے لے کر آیا ہوں۔ مگر میرے لیے کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ میں جا کے یہ قرضہ واپس کروں۔ اب یہاں کوئی کشتی نہیں ہے۔

بالآخر:

فَاَخَذَ خَشْبَةً

اس نے ایک لکڑی پکڑی

فَنَقَرَهَا

اس لکڑی کو اندر سے خالی کیا۔

فَاَدْخَلَ فِيهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً مِنْهُ اِلٰى صَاحِبِهٖ

لکڑی کو درمیان سے خالی کرنے کے بعد ہزار دینار اس میں بھر دیا۔

ہزار دینار اس میں رکھ کر ساتھ ایک خط بھی رکھا۔ کہ اے اللہ کے بندے آج قرض کی ادائیگی کا وعدہ تھا اور میں قرض لے کے آگیا ہوں۔ لیکن سمندر طغیانی پر ہے۔ جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور کشتی کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکا۔

اور میں لیٹ بھی نہیں ہونا چاہتا۔ لہذا میں تیرا قرضہ اس لکڑی میں ڈال رہا ہوں۔ اللہ کرے گا تیرا قرضہ تیرے پاس پہنچ جائے گا۔

ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا

پھر اس نے اس لکڑی کا منہ بند کر دیا

ثُمَّ اَتٰى اِلَى الْبَحْرِ

پھر وہ سمندر کے کنارے پہ آیا۔

اور وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔

پھر اس نے کہا!

Marfat.com

فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّیْ كُنْتُ تَسَلَّفْتُ فُلَانًا اَلْفَ دِیْنَارٍ

اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ہزار دینار قرضہ لیا تھا۔

فَسَاَلَنِیْ كَفِیْلًا

اس نے مجھ سے کفیل مانگا تھا تو میں نے کہا تھا۔

كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا

اللہ ہی کافی ہے۔

فَرَضِیَ بِكَ

تو وہ تجھے وکیل ماننے پر راضی ہو گیا تھا۔

فَسَاَلَنِیْ شَهِیْدًا

پھر اس مالدار آدمی نے مجھ سے گواہ مانگا تھا۔

فَقُلْتُ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا

تو میں نے کہا تھا کہ اللہ گواہ کافی ہے۔

فَرَضِیَ بِكَ

تو وہ آدمی تجھے گواہ ماننے پہ راضی ہو گیا۔

وَاِنِّیْ جَهَدْتُ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا

اور اب میں نے قرضہ واپس کرنے کے لیے سواری کو تلاش کیا ہے۔

اَبْعَثُ اِلَیْهِ الَّذِیْ لَهٗ

تا کہ میں اس کا قرضہ واپس کر آؤں۔

فَلَمْ اَقْدِرْ

لیکن مجھے سواری کشتی کی صورت میں نہ مل سکی تو

Marfat.com

اِنِّیْ اِسْتَوْدَعْتُکَھَا

اب اس کو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو اس کو تو اس شخص تک پہنچا دینا۔

فَرَمٰی بِھَا فِی الْبَحْرِ

پھر اس نے اس لکڑی کو دریا میں پھینک دیا۔

حَتّٰی وَلَجَتْ فِیْهِ

یہاں تک وہ اس میں ڈوب گئی۔

ثُمَّ انْصَرَفَ وَھُوَ فِیْ ذَالِكَ یَلْتَمِسُ مَرْکَبًا

پھر وہ واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

اور وہ اس حال میں پلٹ رہا تھا کہ وہ سواری تلاش کرے گا تا کہ خود جا کر اس کا قرضہ واپس کرے۔

فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ اَسْلَفَهٗ

اور وہ آدمی جس نے قرضہ وصول کرنا تھا۔

اور وہ سمندر کے کنارے کھڑا انتظار کر رہا تھا کہ ابھی میرا مقروض آئے گا اور ہزار دینار لے کے آئے گا۔

یَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْکَبًا جَآءَ بِمَالِهٖ

سارا دن وہ انتظار کرتا رہا مقروض پہنچا نہیں۔ شام کا وقت قریب ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک لکڑی تیرتی ہوئی قریب آ رہی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

جب اس آدمی نے کہا کہ کشتی تو آئی نہیں مقروض آدمی جھوٹا نکلا۔ اس نے مجھے

Marfat.com

قرضہ واپس کرنا ہی نہیں تھا۔

اب اس نے سوچا کہ اس لکڑی کو پکڑ لیتا ہوں تاکہ میرے دن کی کاروائی تو بن جائے گی۔ لہذا اس نے آگے ہو کر کوشش سے تیرتی ہوئی لکڑی کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لکڑی اٹھا کے گھر لے گیا۔

اب تم دیکھنا کہ رب ذوالجلال سچوں کا سچ کیسے ثابت کرتا ہے۔

جو انسان مخلص ہو جاتا ہے۔ قدرت اس کی حمایت کیسے کرتی ہے۔

یہ دینار بندوں کے گھروں سے لٹ جاتے ہیں۔ گھروں سے چوری ہو جاتے ہیں۔ مگر اس انسان کو کتنا اطمینان تھا اور اللہ تعالیٰ پر اس کا بھروسہ کتنا تھا۔ جس نے قرض لیتے وقت یہ کہا تھا کہ میرا رب گواہ کافی ہے۔ میں ضرور واپس کروں گا اور کسی کفیل کی ضرورت نہیں۔ میرا رب ہی میرا کفیل ہے۔ وہ میرا قرض پورا کرے گا۔

جب دریا سے تیرتی ہوئی لکڑی پکڑی

فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا

اس نے لکڑی اپنے اہل کے لیے پکڑی تھی۔ اس کو ایندھن کے طور پر جلائیں گے۔ اس کو چیروں گا اور پھر اس سے کھانا پکا لوں گا۔

جس وقت وہ گھر لکڑی لے گیا تو دل میں بار بار خیال آ رہا تھا۔

آج جو قرض واپس کرنے کی تاریخ تھی۔ وہ نہیں آیا پتہ نہیں کیا صورتحال بنی ہے۔ وہ قرض واپس کرنا بھی چاہتا ہے یا نہیں تھی۔

فَلَمَّا نَشَرَهَا

جب گھر جا کے اس نے لکڑی کو چیرا

Marfat.com

وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيفَةَ

تو اس لکڑی کے اندر ہزار دینار نکل آئے۔ اور ساتھ ایک خط بھی نکلا۔

اس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے تجھ سے قرضہ لیا تھا۔ اس کی ادائیگی کا جو وعدہ کیا تھا۔ تو میں اس وعدہ پہ پہنچا ضرور ہوں۔ مگر تیری طرف پہنچ نہیں سکا اور نہ کوئی انسان مجھے ملا جسے میں تیری رقم دے کے بھیجتا۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کا نتیجہ:

میرا رب پہ یقین بڑا ہے۔ میں نے لکڑی میں تیرے پیسے ڈال دیے ہیں۔ اور ساتھ یہ خط لکھ دیا ہے۔ تو نے مجھ سے گواہ مانگا تھا تو میں نے کہا تھا کہ خدا گواہ ہے۔ تو نے کفیل مانگا ہے تو میں نے کہا تھا کہ خدا کفیل ہے۔

تو میں اللہ کے بھروسہ پر تیرا قرضہ بھیج رہا ہوں۔ اس شخص نے ہزار دینار لکڑی سے پایا اور خط پڑھ کر رب کا شکر ادا کیا کہ!

اے اللہ واقعی جو تجھ پہ یقین کرتا ہے۔ تو اس کے یقین کو پوری طرح عروج عطا فرماتا ہے۔

یہ رب ذوالجلال کا فرمان ہے کہ!

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ

(صحیح بخاری شریف الکتاب الرد علی الجہمیۃ، باب قول اللہ عزوجل ویحذرکم اللہ نفسہ، ج:۲، ص:۱۱۰۱، قدیمی کتب خانہ)

میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق ہوتا ہے

وہ مجھے جتنا قریب سمجھے میں اتنا زیادہ اس کے قریب ہوتا ہوں۔ مجھے اپنا جتنا مددگار سمجھے میں اتنا مددگار رہوں۔

Marfat.com

ایک سادہ انسان نے بھروسہ کیا ہے۔ اور جانبین کا بھروسہ ہے۔ دونوں کا کوئی خسارہ نہیں ہے۔ کوئی نقصان نہیں ہے۔

عجیب اتفاق ہے اور کوئی شخص لکڑی پکڑنے نہیں آیا۔

وہی گھر سے نکلا ہے وہی انتظار کرتا رہا ہے۔ وہ لکڑی پکڑ کے لے گیا ہے۔ اور لکڑی اس کے گھر پہنچی ہے۔ لکڑی کے ذریعے اس کو پیسے مل گئے ہیں۔

پیسے قرض خواہ کے پاس پہنچ گئے۔

مگر جس نے بھیجے ہیں اس کو ابھی تک اس بات کی تڑپ ہے!

کاش میں خود جا کر اس کے ہاتھ میں پیسے رکھتا۔ آخر میں نے رب کا نام پیش کیا تھا۔ رب ذوالجلال کے نام کی عزت مجھے مجبور کرتی ہے۔

لہٰذا اس نے نئے سرے سے ہزار دینار کا اہتمام کیا۔

ہزار دینار جمع کر کے وہ انسان دوبارہ سمندر کے کنارے آ گیا۔

پہلے ایک دن آیا تھا مگر اس دن کوئی سواری نہیں ملی۔ میں جا نہیں سکا تھا لکڑی میں ڈال دیئے تھے۔ پتہ نہیں لکڑی کہاں غرق ہو گئی ہے۔

مقروض قرض خواہ کے دروازے پر:

میں تو ابھی تک مقروض ہوں۔

اس نے ہزار دینار لیا ہوا ہے سمندر کے کنارے آ گیا ہے۔ کشتی اس کو مل گئی ہے۔ اس پہ بیٹھ کے اس شہر میں پہنچ گیا۔ جہاں اس نے قرضہ لیا تھا۔ اور وہ انسان ابھی زندہ ہے۔

اس سے ملنے کے بعد اس کو خوشی محسوس ہوئی اور اپنی طرف سے اس نے معذرت

Marfat.com

کرنا شروع کردی کہ کافی لیٹ ہو گیا ہوں۔ دن کافی گذر گئے ہیں۔

جو معین وقت تھا قرض واپس کرنے کا اس میں قرضہ واپس نہیں کر سکا۔ لیکن مجبوری تھی۔

مَازِلْتُ جَاهِدًا فِیْ طَلَبِ مَرْكَبٍ

میں ہمیشہ سواری ڈھونڈھتا رہا تا کہ میں تمہارے پاس آؤں مجھے سواری نہیں ملی۔

لیکن میں نے ایک دن تیری طرف مال بھیجا تھا۔

اس آدمی نے کہا!

هَلْ كُنْتَ بَعَثْتَ اِلَیَّ شَیْءً

کیا تم نے واقعی میری طرف مال بھیجا تھا۔

قَالَ اُخْبِرُكَ اِنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا قَبْلَ الَّذِیْ جِئْتُ بِهٖ

اس نے کہا ہاں جس وقت مجھے یہاں آنے کے لیے کوئی سواری نہ ملی تو میں نے ایک لکڑی میں پیسے ڈالے تھے اور ساتھ خط بھی لکھا۔

مگر میں آج پھر ہزار دینار لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔

وہ تو میں نے سمندر کے حوالے کر دیا تھا۔

مگر آج میں خود دینے آیا ہوں۔

قرض خواہ کی خوشی

اب وہ قرض خواہ خوش ہو کے اس کو بتاتا ہے کہ!

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَدّٰی عَنْكَ الَّذِیْ بَعَثْتَ فِی الْخَشَبَةِ

اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے وہ مال ادا کر دیا ہے جو تو نے لکڑی میں ڈالا تھا۔

Marfat.com

آج تو ہزار لے کے کیوں آیا ہے۔ تو نے جس رب کو کفیل بنایا تھا۔ اس رب نے

تیرا مال میرے پاس پہنچا دیا ہے۔

وہ میرے پاس پہنچا ہے اور میں نے اس کو وصول کیا ہے۔

فَانْصَرَفَ بِالْأَلِفِ دِيْنَارٍ رَاشِدًا

(صحیح بخاری شریف' کتاب الکفالۃ باب الکفالۃ فی القرض والدیون بالاجدان وغیرھا' ج:۱' ص:۳۰۶' قدیمی کتب خانہ)

اب جو تو ہزار دینار لے کے آیا ہے۔ یہ میرا نہیں بلکہ تیرا ہے۔

تو نے میرے سامنے رب ذوالجلال کا نام پیش کیا تھا میں نے اعتماد کیا تھا۔ اور تو پھر جس انداز میں سمندر کے سپرد کر گیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں ہیں سمندر بھی اس کے ہیں کشتیاں بھی اس کی ہیں۔ نہریں بھی اس کی ہیں' لکڑیاں بھی اس کی ہیں۔

اس رب کا فضل ایسا ہوا کہ تیرا وہ پیسہ میرے پاس پہنچ چکا ہے۔

تو سامعین ذرا غور کریں جس وقت انسان اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔

اس کے وعدے پورے ہوتے ہیں۔ اس کے جو الفاظ ہیں ان میں پوری صداقت ہوتی ہے۔ یہ بظاہر ایک دنیاداری ہے۔

مگر اس میں دین کا کتنا بڑا سبق موجود ہے۔ ہمارے آج جو معاملات ہیں اس میں ان سب چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور پھر باقاعدہ ہر چیز میں خلوص ہونا چاہیے۔

Marfat.com

اس واسطے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:

جو شخص کسی سے قرضہ لے اور قرضہ لیتے وقت اس کے دل میں ہو کہ میں نے واپس نہیں کرنا تو اس کو قرضہ واپس کرنے کی کبھی توفیق نہیں ہوتی۔

اور جس کے دل میں ہو کہ میں نے قرضہ واپس ضرور کرنا ہے۔

اللہ اس کے لیے واپسی کے اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔

اس نے اپنے دل میں اس چیز کو جگہ دی ہے اور پھر اس معاملات میں جس طرح اس شخص کو بھروسہ اور یقین تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کی حمایت اس کے کام میں شامل حال ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ پر یقین اور اس کا فضل:

لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پہ ضرور فضل فرماتا ہے۔

اس کے فضل کے سہارے جہاں بظاہر سو فیصد احتمالات ختم ہو چکے ہوں۔ اللہ کا فضل پھر بھی وہاں رستہ بناتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(سورۃ الطلاق پارہ نمبر ۲۸ آیت:۳)

جو بندہ رب سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے رستہ بنا دیتا ہے۔ اور اللہ وہاں سے رزق دیتا ہے۔

جہاں سے کبھی کسی نے سوچا بھی نہیں ہوتا۔ وہاں سے دروازے کھل جاتے ہیں۔

آج کے ماحول میں ہمیں دنیاوی طاقتوں سے ہٹ کے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے

Marfat.com

مناظر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

آج کا انسان کبھی یورپ کو دیکھتا ہے کبھی واشنگٹن کو دیکھتا ہے۔ پھر اپنی زندگی کے رستے کو اختیار کرتا ہے۔

ہمیں یہ سبق دیا گیا کہ بندہ جس وقت ظاہری اسباب کو بند بھی دیکھے۔ مگر توجہ اس کی رب کی طرف ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لیے دروازے کھول دیتا ہے۔

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے ہجرت کی تھی اور مدینہ شریف پہنچے تھے۔

عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام:

حضرت عبداللہ بن سلام بہت بڑے یہودی تھے اور یہودیوں کے سکالر تھے۔

وہ کہتے ہیں:

قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ

نبی علیہ السلام مدینہ شریف تشریف لائے۔

میں یہودی تھا۔ سرکار کا دشمن تھا ماننے والا نہیں تھا۔

جِئْتُ

میں آیا تاکہ دیکھوں کہ یہ بولتے کیسے ہیں انداز کیا ہے۔

لَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ

میں نے آکے جب چہرہ دیکھا۔

عَرَفْتُ

چہرہ دیکھتے ہی مجھے یقین آگیا۔

Marfat.com

چہرہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم صداقت کی دلیل:

اِنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ

* (سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الطعام الطعام، ص: ۲۳۴، قدیمی کتب خانہ)

کہ اتنا خوبصورت چہرہ کسی جھوٹے انسان کا نہیں ہوسکتا۔

یعنی صداقت بغیر زبان کے بولتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے ابھی درس قرآن نہیں دیا۔

عبداللہ بن سلام کو آپ نے یہ نہیں کہا کہ تم مجھے مانو میں اللہ کا نبی ہوں۔ ابھی دعوت نہیں دی اور عبداللہ بن سلام نے ابھی درختوں کو جھکتے نہیں دیکھا۔ پتھروں کو کلمہ پڑھتے نہیں دیکھا۔

لیکن صداقت خود بولتی ہے۔

کئی سالہ یہودیت دم توڑ گئی۔

اب کہنے لگے:

دیکھتے ہی مجھے یقین ہوگیا۔

اِنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ

اتنا نورانی چہرہ اتنا حسین چہرہ جس پر فریب کا داغ نہیں اور جس پر فراڈ کا غبار نہیں۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں میں دیکھتا گیا میرا دل گواہی دیتا گیا۔ کہ یہ حسین چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں۔ سچے نبی کا ہی ہوسکتا ہے۔ تو یہ صداقت ہے جو خود بخود جلوہ گر ہو جاتی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فہم دین

(آٹھ جلدیں)

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

جلد اول

- فہم دین اور ہماری ذمہ داریاں • محبت الٰہی اور اس کی چاشنی • منصب نبوت اور عقیدہ مومن • محاسبہ نفس اور اس کا طریق کار • فہم زکوۃ
- رسول اللہ ﷺ کی نماز • گھر کا اسلامی ماحول • آداب زبان • تعارف آئمہ اربعہ • قادیانیت کا محاسبہ • صراط مستقیم کی روشنی میں
- نظام مصطفےٰ ﷺ کی بالادستی • حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ

جلد دوم

- اسلام میں دوستی کا معیار اور طریق کار • سود اور اسکی اقسام • ہم اور ہمارے عقائد • اسوہ حسنہ اور فیشن پرستی • مسئلہ حیات النبی ﷺ
- ترک تقلید کی تباہ کاریاں • مؤمن کا مقصد حیات • جہاد اور دہشت گردی میں فرق • تصوف اور اسلام • حواس نبوی ﷺ
- اوقات اور مصروفیات کا شرعی توازن • جنتی آنکھ • اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل

جلد سوئم

- مفاہیم اسم اللہ تعالیٰ جل جلالہ • مفاہیم اسم محمد ﷺ • روزہ کے اسرار و رموز • امتیازات نماز • شان رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق
- زندگی اور اس کی اقسام • خلفائے راشدین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت • ماں کی شان اور امتحان • بدعت کا معنی و مفہوم

جلد چہارم

- احادیث ختم نبوت • سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ • ہاں ہم سنی میں • ورع و پرہیزگاری کے ماڈل • طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم
- نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے • دختران اسلام کیلئے آئیڈیل کردار • عہد شباب کا اسلامی نصاب
- کاروباری شراکت کے اسلامی اصول • تحفظ ناموس رسالت ایک فرض اور قرض

جلد پنجم

- تربیت اولاد • تقلید سے متعلق شبہات کا ازالہ • اسلام بمقابلہ یہودیت و عیسائیت • اور دل نور ایمان سے جگمگا اٹھا
- جنہیں دیکھ کر رب مسکرائے • قرآن اور تفکر کائنات • تصوف عقیدہ توحید کی معرفت • رنج و الم سے نجات کا راستہ
- مسئلہ حاضر و ناظر • اے غریب الوطن اسلام کے ہم وطنو!

جلد ششم

- میرے رب سے مجھے محبت ہے • رسول اللہ ﷺ کی جسمانی نفاست • شان رسالت کی یکتائی • زکوٰۃ کے اسرار و رموز • پردہ دختران اسلام کا وقار
- عزت اور اسکے حصول کا طریقہ • قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے • میوزک خرمن ایمان کے لئے چنگاری • حق چار یار • جب سچائی خود بولے

جلد ہفتم

- پاکستان اور اہلسنت کا باہمی رشتہ • مائیں جب فرمائیں • یہود و نصاریٰ اور ہمارا جداگانہ تشخص • باپ کی شان اور امتحان
- دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش • ختم نبوت اور قادیانی کفر • شہداء زندہ ہیں • اعتکاف یاد الٰہی میں انہماک •
- ناموس رسالت کے پہرے دارو جاگتے رہو • آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد

جلد ہشتم

- خانقاہیں اور لذت اسرار • میرے لئے اللہ کافی ہے • آرڈر پر اشیاء تیار کروانے کے شرعی احکام • رگ ملت اور نشتر تعلیم جدید
- جب رسالت خود نعرہ زن ہو • حرمت شراب • انسانی حواس کا صحیح استعمال • نظام مصطفےٰ ﷺ ایک مثالی انداز حکمرانی • اسلام ہم تیرے ہیں

☆ نمایاں کی گئی کتابیں الگ کتابچوں کی صورت میں بھی دستیاب ہیں۔

صراط مستقیم پبلیکیشنز

5,6 مرکز الاویس داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ سٹریٹ لاہور

042-37115771, 0333-8173630, 0321/0315-9407699